مجموعہ رسائل

اخراج المنافقین عن مساجد المومنین

تبلیغی جماعت کا آپریشن	تبلیغی جماعت کے متعلق فتویٰ
موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت	حمائد السیفیین فی رد حمائد الملحدین

فاتح تبلیغیت **سید احمد علی شاہ** نقشبندی سیفی

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مہتمم

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم پیر ارچی خراسانی

باڑہ پشاور

انتساب

نہایت درجہ ادب احترام اور خلوصِ دل کے ساتھ میں اپنی یہ معمولی محنت اپنے پیر و مرشد سیدی و سندی قلبی و روحی فداہ عاملِ قرآن منبع علم و عرفان مظہر فیوض یزدان قطب الاقطاب۔ امام الاصفیاء۔ رئیس الاولیاء قطب السالکین سلطان العارفین شمس المسلمین۔ حاجی الحرمین شریفین جناب آخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب زاد اللہ برکاتہ، علینا وعلیٰ باقیۃ الخلان پیر آرچی حال منڈی کس باڑہ خیبر ایجنسی دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی اِسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار۔ قرآن مجید کی عملی تفسیر اور احادیث نبویہ کی صحیح تشریح ہے۔ جن کی خداداد صلاحیت عمل و اخلاص نے کتنی لاکھ مردہ دل زندہ کئے۔ سیکڑوں فاسق، فاجر، جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا ہے۔ تہہ دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ رب العزۃ جناب حضرت مبارک موصوف رح کو حیاتِ خضری عطاء فرما دے۔ آپ کے فیوض و برکات سے عالم اسلام کو بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشے۔ آپ کی تبلیغی سعی کو روز افزوں ترقی سے ہمکنار کرکے پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

آمین ثم آمین

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی۔ مجددی سیفی

فاضلِ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)

ساکنِ شالپین۔ ضلع سوات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الّذی جعلنا علیٰ عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وحفظنا من عقیدۃ الوھابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضّالۃ والصّلوٰۃ والسّلام علی سیّدنا محمّدن الّذی حکم علی الوھابیۃ بالشقاوۃ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ الّذین حکموا علی الوھابیۃ لبشرار الخلق الضالۃ - امّا بعد

سوال: کیا تبلیغی پارٹی والے اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلّی اللہ علیہ داٰلہٖ وسلّم اور دین اسلام کے لیے نکلتے ہیں؟ یا کسی اور چیز کے لیے نکلتے ہیں؟

جواب: تبلیغی پارٹی والے اس مقام کے لیے نکلتے ہیں جو مشرک ہندو کے نام پر مشہور ہے تبلیغیوں کا اپنا یہ قول سلطانی گواہ ہے کہ الحمد للہ ان شہروں سے نقد جماعتیں اور افراد رائے ونڈ کیلئے نکل گئے۔ (سوانح محمد یوسف بن الیاس امیر تبلیغی جماعت پاک وہند صـ ۵۱۵ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاھور)

سوال: کیا رائے ونڈ کے لیے جماعتوں کا نکلنا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: کسی آیت یا حدیث سے اس کا ثبوت تو درکنار بلکہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کم تر مسلمان مقام رائے ہندو کے لیے نکلنا بھی کفر سمجھتا ہے۔

سوال: کیا مقام رائے ونڈ کسی ہندو کا نام اور مقام ہے؟

جواب: رائے تو ایک مشرک ہندو تھا۔ انگریزوں نے جسے رائے بہادر کا خطاب دیا تھا اور ونڈ جائیداد کو کہا جاتا ہے یہ ونڈ اس جائیداد پر مشہور ہے۔ اس لیے اس کو رائے ونڈ کہتے ہیں۔

سوال: یہ تبلیغی پارٹی والے اس مقام ہندو کے لیے کیوں نکلتے ہیں؟

جواب: ان کا عقیدہ ہے کہ رائے ونڈ کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ قاضی عبدالسلام صاحب فاضلِ دیو بند نے اپنی کتاب شاہراہ تبلیغ صہ ۵۴ پر تبلیغیوں کے قول پر گواہی تحریر کی ہے۔

سوال کیا یہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ اس راہ میں نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟

جواب: یہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ آیت و حدیث پر افتراء ہے کسی عمل کے ثواب، کا درجہ اگر کوئی قرآن وحدیث کے بغیر تجویز کرے تو یہ دعوئ خدائی یا دعوئ نبوت ہے اور تکذیبِ خداوندی اور تکذیبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ثواب مقرر کرنا کسی اور کا حق نہیں۔

سوال: ایسے تکذیب کرنے والے کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: قرآن وحدیث سے بکثرت ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرنا کفر ہے اور طریقہء کفار ہے۔

سوال: کیا بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی حرم شریف میں بھی انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟ یا یہ فضیلت صرف رائے ونڈ کی ہے؟

جواب: احادیث سے ثابت ہے کہ بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز حرم بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے اور رائے ونڈ کے لیے بڑھ چڑھ فوقیت دینا اور افضلیت دینا یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں مشرکوں کی ایجاد ہے۔

کسی آیت یا حدیث سے ثبوت نہیں اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ بات روا اور جائز سمجھتا ہے بلکہ حرمِ بیت اللہ شریف پر ایسے مقام کو فوق سمجھنا اور افضلیت دینا اور ایسے مقام کے لیے نکلنے والوں کو ایسا درجہ دینا کفر اشد ہے اور تخفیفِ حرم بیت اللہ شریف ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والے اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کے خلاف کفّار کی طرف داری کرتے ہیں؟

جواب: ضرور کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم کافروں کو بھی کافر نہیں کہتے۔" اس لیے قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضلِ دیوبند شاہراہِ تبلیغ صد ۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغی لوگوں کو انگریزوں سے پیسے ملتے ہیں اور یہ تحریک انھی کے اشاروں پر چلتی ہے۔ (مکالمتہ الصدرین صد ۸)

سوال: جو کافر کو کافر نہ کہے قرآن و حدیث کے حکم کے تحت علمائے کرام کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

جواب: جمہور (تین سو ساٹھ ۳۶۰ اکابرینِ دیوبند) کا متفقہ فیصلہ ان کی فیصلہ کن کتاب "اشدّ العذاب دینِ مرزا کفر خالص صفحہ آٹھ تا چودہ مطبع مجتبائی دہلی" میں مشہور و معروف مولانا محمد مرتضیٰ حسن دیوبندی نے لکھا ہے کہ جو کافر و مرتد کو کافر و مرتد نہ کہے وہ خود کافر و مرتد ہے جس طرح مسلمان کو بے ایمان کافر و مشرک سمجھنا کفر و شرک ہے اسی طرح کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والوں کا مقام رائیونڈ کو تبلیغ کے نام سے نکلنا عبادتِ خداوندی ہوسکتا ہے؟

جواب: قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضل دیوبند سہانپور اپنی کتاب شاہراۂ تبلیغ ص۳۸ سے تا ص۵۲ مکمل دلائل کے ساتھ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی عبادت قرآن وحدیث کے خلاف ہے لہٰذا یہ عبادتِ شیطان ہے اس لیے قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے کہ۔

يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ‌ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ‌ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ‏ (سورۂ یٰسین آیت ۶۱)

اے آدم کی اولاد نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی (تفسیر شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی و شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

اس لیے موصوف قاضی صاحب نے شاہراۂ تبلیغ ص۱۲۱ پر فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ موجودہ عوامی رسمِ تبلیغ بظاہر نام سے تبلیغِ دین ہے مگر درحقیقت دینِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے بالکل اُلٹ ہے دینداری کی نیّت سے بے دینی ہے اور انجان ہوکر دین دوستی کی نیّت سے دین دشمنی زور و شور سے پھیلائی جارہی ہے۔ (العیاذ باللہِ تعالیٰ) اس لیے غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کا دشمن شیطان ہے یا نہیں اور دشمنِ اسلام کی عبادت عبادت شیطان ہے یا نہیں؟ ضرور ہے۔

اس لیے ارشادِ خداوندی ہے کہ شیطان کو نہ پوجیو، شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ وہابی تبلیغی تحریک والے ضرور بالضرور حزب الشّیطان ہیں۔

جیساکہ علامہ شیخ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصادی المالکی رضی اللہ عنہ تفسیر صادی جلد دوم حصہ اوّل صہ ۲۵۵ آیت اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ کی تفسیر میں فتویٰ دیتے ہیں کہ فرقہ خوارج وہابیہ گروہ شیطانی ہے تو ان کی عبادت خود بخود عبادتِ شیطان ہے۔

سوال: جب فرقہ وہابیہ مسلمانوں کو بے ایمان یعنی کافر و مشرک سمجھتے ہیں تو ان کے بارے میں حکمِ شرعی کیا ہے؟

جواب: مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے بقول رشید احمد گنگوہی دیوبندی فتاوی رشیدیہ صہ ۳۲۲ (بحوالہ صحیح البخاری صہ ۹۰۱ جلد دوم مَنْ اَكْفَرَ كَفَّرَ اَخَاهُ بِغَيْرِ تَاوِيْلٍ فَهُوَ كَمَا)

سوال: وہابی تو ابنِ عبدالوہاب نجدی کے نام سے مشہور ہیں جیساکہ خاص و عام اکابرین علمائے دیوبند اور خاص طور سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں واضح کیا ہے لیکن عبدالوہاب نجدی سے پہلے کس نام سے مشہور تھے؟

جواب: کتاب عقائد علمائے دیوبند صہ ۲۲۸ پر مذاہب اربعہ کے علمائے حرمین شریفین و جمہور اکابر علمائے دیوبند کا فیصلہ موجود ہے اور مولوی محمد تھانوی صاحب دیوبندی حاشیہ نسائی شریف جلد اوّل صہ ۳۶۰ پر اور مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر صہ ۱۵۵ پر ابن عبدالوہاب نجدی اور جملہ وہابیوں کے متعلق فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے جملہ معتقدین جو اپنے کو وہابی کہتے ہیں۔ جمہور علماء کے اتفاق پر خوارج میں سے ہیں۔

یقولون ان ابن عبد الوھاب من خوارج۔ یعنی ابنِ عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق اکثر علماء خارجی ہے البصائر صـ۱۵۴ تا صـ۱۵۷ حاشیہ نسائی شریف صـ۳۶۰ پر محمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اب تو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہی کہ وہابیہ خوارج نہیں۔

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے لیے کوئی خاص عذابِ الٰہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی تفسیر معارف القرآن جلد دوم صـ۱۴۵ تا صـ۱۴۷ پر یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ کے تحت لکھا ہے" ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مُراد خوارج ہیں۔ یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہوں گے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جن کو وہ قتل کریں گے۔ یعنی سفید چہرے والے اہل السنّت اور سیاہ چہرے والے خوارج ہیں "فقال ابو امامۃ الخوارج کلاب النّار شر قتلی تحت ادیم السّماءِ وخیر قتلی من قتلوہ ثمّ قراء یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ"

"ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ خوارج دوزخ کے کتے ہیں۔ آسمان کی وسعت کے نیچے بدتر مقتولین ہیں۔ بہتر مقتول وہ ہے جس کو یہ قتل کریں۔ پھر پڑھا "کچھ منہ اس دن سفید ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہوں گے"۔

ابو امامہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث حضور اکرم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے سنی ہے؟ تو آپ نے جواب میں شمار کر کے بتا دیا کہ "اگر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے میں نے سات مرتبہ یہ حدیث سنی ہوئی نہ ہوتی تو

میں بیان نہ کرتا۔ (ترمذی شریف)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیکِ قولِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق خارجی لوگ مُرتد خارج از اسلام اور کفار ہیں۔

سوال: ابنِ عبدالوہاب نجدی وہابی اور اس کے معتقدین وہابیہ کس کے شاگرد اور تابعدار ہیں؟

جواب: مولوی حمداللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپوری اپنی کتاب البصائر ص۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"ابنِ قیم اور ابنِ عبدالوہاب نجدی دونوں ابنِ تیمیہ کے تابعدار اور معتقد تھے۔ یعنی وہابیہ سب کے سب ابنِ تیمیہ کے معتقد ہیں۔

سوال: کیا تبلیغی پارٹی بھی ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کی مدح کرتی ہے؟ اور ان کے معتقد ہیں؟

جواب: مولوی الیاس بانی تحریک رسمی تبلیغ اپنی کتاب دینی دعوت کے ص۷ پر فرماتے ہیں۔ (جو مکتبہ محمودیہ رائیونڈ سے شائع ہوئی ہے کہ "متوسطین میں علامہ ابنِ تیمیہ رح اور حافظ ابنِ قیم رح کو ناواقف باطن سے خالی سمجھتے ہیں۔" ادھر ان دونوں کے نام کے بعد الیاس صاحب نے رحمہما اللہ تعالیٰ بھی لکھا ہے۔

سوال: جو لوگ ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام یا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کیا ان کے لیے کوئی برائی ہے؟

جواب: فاضلِ دیوبند مولوی حمداللہ صاحب کی کتاب البصائر کے ص۱۵۳ پر ہے "امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے۔" اور مولوی الیاس نے شیخ الاسلام سے زیادہ درجے کا لقب

رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے استعمال کیا ہے اس لیے مولوی حمد اللہ صاحب ص۱۵۲ پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کیا تھا۔ لہٰذا وہ مجسّمہ میں سے تھا اور مجسّمہ کافر ہیں۔ اس لیے ابنِ تیمیہ کو رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ الاسلام کہنے والا کافر ہے۔ کیونکہ ابنِ تیمیہ کافر تھا۔

سوال: کیا ابنِ عبدالوہاب نجدی، ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کے عقائد کا خُبث یکساں ہے؟

جواب: مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور نے مولانا قطب الدین غورغشتوری صاحب (مرحوم) کا قول نقل کیا ہے کہ اتباعِ ابنِ عبدالوہاب نجدی و ابنِ تیمیہ اور ابن قیمؒ کے عقائد یکساں ہیں۔ تمام وہابیہ خبیثہ کے عقائد یکساں ہیں یعنی یہ سب کے سب ابنِ خوارج ہیں۔ (البصائر ص۱۵۴)

سوال: کیا پرانے اماموں میں سے کسی نے وہابیہ خوارج کی تکفیر کی ہے؟

جواب: علامہ قاضی عیّاض، مولانا احمد شہاب الدین الخفاجی مصری نے نسیم الریاض فی شرح شفا جلد چہارم کے صفحہ ۴۷۶ پر امام مالکؒ کا فتویٰ تحریر کیا ہے کہ خوارج کافر ہیں جیسا کہ ص۴۸۸ پر حدیث شریف موجود ہے۔ وانِ (وقال صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) فی روایۃ رواہ شیخان عن ابی سعید الخدری (فاذا وجدتموھم فاقتلوھم قتل عاد) وفی روایۃ ثمود وھم کفرۃ کما فی القرآن انظاھر ھذا) (الحدیث) (الکفر) ای کفر الخوارج ولذا ذھب الیہ اکثر العلماء کالطبری والسبکی

سوال: مولوی الیاس بانیٔ تحریکِ تبلیغ نے مثلِ انبیاء ہونے کا دعویٰ

کیا ہے۔ کیا ایسا دعویٰ کسی صحابی یا تابعی یا امام مذاہب اربعہ میں سے کسی مجدد، ولی یا عالم نے کیا ہے؟ کیا ایسا دعویٰ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مثل کا معنیٰ ہے مانند، کسرِ میم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات میں برابر ہونے والا (بحوالہ غیاث اللغات ص۴۶۵) اس سے پتہ یہ چلا کہ جو کسی کی مثلیت کا دعویدار ہو وہ اس کی تمام صفات کا دعویدار ہے جو دعویٰ نبوت ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مماثل ہو گا۔

اس میں صفت نبوت بھی پائی جائے گی اور یہ ناممکن ہے۔ کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دھوکہ میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعویٰ کر کے ان کی مثل ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے جیسا کہ مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری، دیوبندی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان مطبع نعمت علی پرنٹرز لاہور نے کتاب رئیس قادیان کے ص۱۷۰ سے تا ص۱۷۳ تحریر کیا ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے مثل ومثیل ومماثلت عیسیٰ کا دعویٰ کیا لہٰذا مثل ومثیل ہونے کے لیے باہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ وہ باذن اللہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو اچھا کر دیتے تھے تو آپ کیسے مسیح ہیں کہ اپنے آپ کو بھی اچھا نہیں کر سکتے۔ یعنی جب پیغمبر کے مثل ومثیل ومماثلت کا دعویٰ کرنا مکمل طور پر نبوت کا دعویٰ ہے تو جب قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ کیوں نہیں بتاتے۔ (رئیس قادیان ص۱۷۱) اس سے ثابت ہوا کہ مولوی الیاس کا دعویٰ مرزا غلام قادیانی سے لاکھوں درجہ بڑا دعویٰ نبوت ہے۔ کیونکہ اس نے مثلِ انبیاء کا دعویٰ کیا اور مثلِ انبیاء

جمع ہے یعنی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ ہے۔

سوال: کیا تمام انبیاء علیہم السلام کے کل صفات مولوی الیاس میں موجود ہیں؟ اور کتنا اتنا بڑا نبی کہ سب میں جو صفات ہیں وہ اکیلے مولوی الیاس میں جمع ہیں؟

جواب: العیاذ باللہ تعالیٰ ایسا خبیث عقیدہ قادیانیوں کے بغیر نبی علیہ السلام کے زمانہ سے ابھی تک کسی مسلمان نے ظاہر نہیں کیا۔ صحیح بخاری شریف کے صـ۲۶۳ پر حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام کے سامنے اپنی مثل پیدا ہونے کی نفی فرماتے ہیں۔

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔ (الحدیث)

یعنی میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ یعنی میں تم میں سے کسی کی صورت کا نہیں ہوں۔ (اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ) انی لست مثلکم یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (اَیُّکُمْ مِثْلِیْ) تم میں میری مثل کون ہے؟ ان ارشادات کا خطاب صحابۂ کرام سے تھا لیکن کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا کسی امام مجتہد مجدّد سے ابھی تک یہ ثابت نہیں ہوا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مثل ہوں۔ لہٰذا مثلِ انبیاء کا دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی الیاس کے اُستاد اور پیر و مرشد ہیں اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ صـ۳۵۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فخرِ عالم علیہ السلام تمام مخلوق سے برتر و معزز، بے نہایت عزیز ہیں کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل بشر ہیں۔ جیسا کہ مولوی شاہ اسمٰعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان جس کے متعلق رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ میں تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب ہماری ایمانی کتاب ہے۔ اس ایمانی کتاب

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ "آپ، کا کوئی مماثل نہیں"۔ ص۳۷۶۔

اسی طرح براہینِ قاطعہ تصنیف مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری دیوبندی خلیفۂ مولوی اشرفعلی تھانوی میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے مثلیّت کی دلیل پکڑتے ہیں یہ غلط ہے حضور علیہ السلام کا مثل دونوں جہانوں میں نہیں ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر لوگ مخلوقِ خدا ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ خدا ہیں نہ ملائک، اور نہ جن ہیں انسان اور بندۂ خدا ہیں۔ (ص۱۰۳-۱۰۴)

سوال: تبلیغی جماعت والے جہلاء جو تبلیغ کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور عوام کے لیے یہ تبلیغ سننا کیسا ہے؟

جواب: مجالس الابرار میں مولوی ابرار الحق دیوبندی اور مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی سے حکیم محمد اختر دیوبندی، مولوی عبدالغنی پھولپوری دیوبندی، مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی یہ فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ علم کی شرط ہونے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل لوگوں کو وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک غلط سلط روایات و احکام بلاتحقیق بیان کرتے ہیں۔ سخت گناہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی اُن کا ایسا وعظ سننا جائز نہیں ہے کہ اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا اندیشہ قوی ہے (ص۱۰) جیسا کہ شاہراہِ تبلیغ میں جناب قاضی عبدالسلام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ تبلیغی پارٹی والے ضَالٌّ وَّ مُضِلٌّ ہیں۔

سوال: جن کے عقائد میں مذکورہ خلل موجود ہو تو کیا کلمہ اور نماز پڑھنے کے باوجود گمراہ، بے دین خارج از اسلام ہیں؟

جواب: کتاب اشدّ العذاب کے مصنّف مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں "مسلمان خوب سمجھ لے کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ حکم یہی ہے کہ منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر کہا جائے۔ ورنہ کیا منافق سب کچھ فرائض وواجباتِ دین ادا نہ کرتے تھے؟ منافقین بھی اہلِ قبلہ تھے۔ مسیلمہ کذّاب بھی اہل قبلہ تھا ورنہ دیانند سرسوتی اور گاندھی نے کیا قصور کیا۔ بس حکم یہی ہے، مسئلہ یہی ہے آسمان ٹلے زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔ چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ حکم سنا دیا ہے تمہارا نفع اسی میں ہے۔ کہ منافقین کو کافر ومرتد کہا جائے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم چھپایا نہیں جاسکتا (ص ۹، ۱۰) توہینِ انبیاء، انکارِ ختمِ نبوّت، دعویٰ نبوّت، انکارِ ضروریاتِ دین یہ سب کفر ہے۔ ص ۱۴ جیساکہ قرآنِ کریم کے پارہ ۲۸ سورۂ منافقون میں ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ

یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضورؐ بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق بے شک جھوٹے ہیں"۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب آپؐ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ بے شک اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس میں تو ان کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی اور باوجود اس کے اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اس کہنے میں جھوٹے

ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کیونکہ وہ گواہی محض زبانی ہے اعتقادِ قلب سے نہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنی جان و مال کو بچانے کیلئے بنا رکھا ہے کیونکہ اظہارِ کفر کرتے تو ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفّار کے ہو جاتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل و غارت ہوتا پھر اس لازمی خرابی کے ساتھ متعدی خرابی ہے کہ یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک ان کے یہ اعمال بہت ہی برُے ہیں۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ ان کے اعمال بہت برُے ہیں۔ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ اوّل ظاہر میں ایمان لے آئے۔ پھر اپنے شیاطین کے پاس جا کر کلماتِ کفریہ اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ کہہ کر کافر ہو گئے مطلب یہ کہ ان پر برُے اعمال کا حکم کرنا ان کے نفاق کے سبب سے ہے کہ وہ بد ترین عملِ کفر ہے۔"

(معارف القرآن جلد ۸ صـ۴۴۷)

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے ایسے عقائد بھی ہیں جن کے سبب سے ان کی ظاہری کلمہ گوئی اور نماز، روزہ وغیرہ عبادات ظاہری وغیرہ سب بے کار ہیں؟

جواب: یہ بات تو پہلے جناب عبدالسلام صاحب فاضل دیوبند نے ظاہر کی ہے کہ ان کے ظاہری اعمال شیطانی ہیں لیکن پھر بھی حسین احمد مدنی صدر مدرسینِ دیوبند کے منہ سے سنیئے " وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلۂ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب صـ۶۷) جیسا کہ نور الانوار قمر الاقمار صـ۲۴۷ میں تحریر ہے کہ وہابیہ منکرِ شفاعت ہیں۔ مولوی حسین احمد مدنی صدر مدرسین دیوبند الشہاب الثاقب کے صـ۴۳ پر فرماتے ہیں کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانان دیارِ مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال

کوان سے چھین لینا حلال جائز بلکہ واجب ہے"۔

یہ ہر ایک عالم کو معلوم ہے کہ مسلمان کو کافر و مشرک کہنا اور اس کے مال و دولت کو لوٹنا حرام قطعی ہے اور پھر اس کو حلال سمجھنا، سمجھنے والا کافر ہے یعنی قطعی حرام کو حلال سمجھنے والا قطعی کافر ہے جیساکہ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا (پارہ ۵ رکوع ۱۰) یہ ہے وہابیوں کا عقیدہ جس کے سبب سے ان کے سارے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

سوال: کیا ان کی کلمہ گوئی بھی جھوٹ ہے؟

جواب: ان لوگوں کی کلمہ گوئی کی حقیقت جھوٹ پر ہے کیونکہ یہ لوگ کلمہ طیبّہ اس طرح پڑھ کر بیان کرتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کوئی کچھ نہیں کر سکتا سب کچھ اللہ کر سکتا ہے بس اللہ تعالےٰ سے کرنے کا اور مخلوق سے نہ کر سکنے کا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔

ذرا غور فرمایئے کلمہ طیبّہ کا اس طرح ترجمہ بیان کرنا اللہ تعالیٰ معبودِ برحق اور شانِ خداوندی کے بہت سخت خلاف ہے کیونکہ قرآنِ کریم و تفاسیر اور دینی مذہبی کتب میں کلمہ طیبّہ کا معنی یہ ہے کہ پہلے جزو میں غیر اللہ یعنی معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ کا اثبات ہے جس کا تفسیری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ان لوگوں نے پہلے جزو میں معبودانِ باطلہ کی نفی بھی نہ بیان کی اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات بھی بیان نہ کیا بلکہ پہلے جزو میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی یہ بیان کیا کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی اور دوسرے جزو کا یہ معنی بیان کیا کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے یعنی نہ کرنے والا مخلوق ہے

اور کرنے والا اللہ ہے پھر یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ کام کرنے کی نسبت، یہ تو فعل ہے اور عمل نیک یا بد ہے اور یہ صفتِ مخلوق ہے اور اللہ تعالےٰ صفتِ مخلوق سے پاک ہے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیوں نیکی و برائی کی نسبت کرتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ جب کرنے والا ان کے عقائد میں اللہ تعالیٰ ہے تو سب مخلوق کو یہ نسبت راجع ہو جاتی ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا اور فلاں نے یہ کام کیا تو سب مخلوق ان کے عقائد کے مطابق اللہ اللہ ہے یعنی ہر ایک آدمی کو اللہ اللہ کی نسبت کرتے ہیں۔

چوتھا یہ کہ یہ عقائد جبریہ کے ہیں کہ انسان کی مثال پتھر وغیرہ کی ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا جو نیکی یا برائی کر سکتا ہے وہ مجبور محض ہے اس پر نیکی یا برُائی کا فعل اللہ تعالےٰ کراتا ہے تو سب کفار و مشرکین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو کافر کر دیا ہے اور ہم سے کفر کراتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے کہ ہم کو دوزخ میں بھیجتا ہے یا ہم کو عذاب دیتا ہے۔

پانچواں یہ کہ جب یہ لوگ معبودانِ باطلہ کی نفی نہیں کرتے تو اس بات پر بت پرستوں اور کفّار و مشرکین کو خوش کرتے ہیں کیونکہ کفار و مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کے رد کو بہت برُا سمجھتے ہیں۔

چھٹا یہ کہ کفّار و مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ کے مقابلہ میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات کرنا بھی بہت سخت کلام ہے کیونکہ کفّار و مشرکین نے بت مقرر کیے ہیں جس کی پوجا کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کے لیے ایک سچا وحدہٗ لاشریک معبودِ برحق ایک ذاتِ پروردگارِ عالم ہے تو کفّار و مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان یہ بنیادی مخالفت ثابت ہے۔

ساتواں یہ کہ اس بات کو کفار و مشرکین شیاطین کبھی بھی بُرا نہیں مانتے کہ اللہ وہ ہے جو سب کچھ کرسکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کرسکتی بلکہ یہ کفار کی طرف داری ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خود کفر نہیں کرتے یہ ہم سے اللہ کراتا ہے۔

الحاصل تبلیغی فرقہ وہابیہ کا مقصد نہ معبودانِ باطلہ کارد ہے اور نہ معبودِ برحق کا اثبات معبودیت ہے بلکہ ان لوگوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بعد الوفات کچھ نہیں کرسکتے اور نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں۔ نہ کرتے ہیں بلکہ ان وہابیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جیسا کہ صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" ص۴۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "وہابیوں کا بڑا مقولہ ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)"۔

ثابت ہوا کہ وہابی لوگ نہ کرسکنے کی جو نسبت کرتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کرسکتا یہ نسبت رحمۃ للعلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کی طرف کرتے ہیں یعنی یہ لوگ وہابیہ ظاہری دعویٰ میں اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے اور اولیاء اللہ سے مستغنی ہیں جس طرح کفار و مشرکین و منافقینِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے مستغنی تھے جیسا کہ سورۂ عبس کی آیت اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی کے معنی ہیں کہ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے یعنی اس سے مراد ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیع، ابی بن خلف، امیہ بن خلف

اور شیعہ وغیرہ ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے مستغنی اور بے پرواہ ہونا کفار ومشرکین کی پیروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلم سے بے پرواہ جاننا یعنی مستغنی جاننا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کچھ نہیں کر سکتے یہ بدترین کفر ہے جیسا کہ وہابیہ حضور صلی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ایسے مستغنی اور بے پرواہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

اب اہل سنّت علماء کا اور عوام کا عقیدہ فاضلِ دیوبند سہارنپور مولانا حمد اللہ صاحب کی کتاب "البصائر" سے سینئے صہ۲ پر لکھتے ہیں۔ وقالَ الامام الغزالی من یستمد بہٖ فی حیوتہٖ یستمد بعد مماتہٖ یعنی سب اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان سے استمداد طلب کرنے کے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ جو بحال حیات امداد کر سکتے ہیں تو بعد الوفات بھی وہ امداد کر سکتے ہیں ــــــــــــــ جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس اُمّت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد الوفات یہ امداد اور احسان فرمایا تھا کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ کروا دیں اگر صرف قرآن وحدیث کے دلائل اس مسئلہ کے لیے لکھنا چاہیں تو کافی دفتر بن جائے گا۔ عاقل اور اصیل کے لیے اتنا اشارہ کافی ہے۔

الحاصل کلمہ طیبہ بھی آیت قرآنی ہے اور اس میں معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور معبود برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات ہے اور تبلیغی وہابیہ جو خوارج میں سے ہیں وہ اس کا معنی اپنی رائے کے مطابق

بخلافِ قرآن بلکہ بخلافِ وحدہٗ لاشریک کرتے ہیں جو کہ سخت ترین کفر ہے۔
امامِ ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۲۲۴ میں قرآن کی تحریف کرنے والوں کے حق میں فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْیِہٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا لیکن یہ لوگ معنی معبود واحد لاشریک کو فاعل پر تبدیل کرتے ہیں کہ فعل کرنا ایک نسبتِ مجازی سب مخلوق کے لیے بولنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس نسبتِ مجازی سے انکار بھی قرآن و حدیث کا انکار ہے اور یہ انکار کفر ہے جیسا کہ آیت وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ ترجمہ اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔
دوسری آیت فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ھُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ہ ترجمہ:۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔
تیسری آیت فَلَمَّا اَحَسَّ مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ :۔ معنیٰ: پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر پایا یعنی ارادہ کفر جو یہودیوں نے کر لیا تھا فرمایا کہ کون ہے میری مدد کرنے والا اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت کے وقت میں اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنّتِ پیغمبر ہے۔
دوسرا یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی مگر انھیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ کرام کی ایک

جماعت کا نام انصار ہے الخ زندوں کے ساتھ باقی انبیاء علیہم السلام کی بعد الوفات امداد اس آیت سے ثابت ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ترجمہ :- تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا۔ یعنی بروز میثاق اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لانے اور ان کی مدد فرمانے کا وعدہ لیا تھا۔

معلوم ہوا کہ صالحین بعد الوفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانے میں یہ حضرات وفات پا چکے تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح شبِ معراج میں پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں اگر وہابیہ انبیاء کرام کے بعد وفات مدد کے منکر ہیں تو انھیں چاہیئے کہ پانچ نمازوں کے بجائے پچاس پڑھا کریں۔

سوال: کیا وہابیہ بھی ابن تیمیہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کرتے ہیں؟ اور کیا یہی عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی الشہاب الثاقب میں تحریر کرتے ہیں مثلاً علی العرش استوی وغیرہ آیت میں طائفہ وہابیہ استوٰی ظاہری اور جہت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے (ص ۶۶)

سوال: حرفِ ندا یا رسولَ اللہ کے متعلق وہابیہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسولَ اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے کہ الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا رسولَ اللہ کو سخت

منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین شریفین پر سخت نفرتیں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب ونداء کیوں نہ ہو مستحب ومستحسن جانتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۵) جیسا کہ مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی بانیٔ دیوبند فرماتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا　　نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا　　بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

لیکن وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام اور درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بُردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے اور ورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور قصیدہ بُردہ کے بعض اشعار شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً

؎ یَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِیْ منْ اَلُوْذُبِہٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعِمَمٖ

معنیٰ :۔ اے افضل المخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزول حوادث۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۶)

الحاصل کتاب الشہاب الثاقب میں صدر مدرسین حسین احمد صاحب دیوبندی نے تقریباً دس جگہ وہابیہ کے لیے لفظ خبیث و خبیثہ استعمال کیا ہے اور خبیث اور خبیثہ قرآن وحدیث میں ابلیس علیہ اللعنت مشرکین، کفار، حرام زادوں، ولدزنا، لوطیوں، منافقین، خنازیر اور پلید نجسوں کے لیے تقریباً چوبیس آیتوں سے ثابت ہے اس سے

ثابت ہوا کہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب قرآن کو اچھی طرح جانتے تھے اور یہ آیتیں جن میں لفظِ خبیث شیاطین، کفّار، حرام زادوں، ولدزنا، لوطیوں، خنازیر نجس اور پلیدوں کے لیے ثابت ہے وہ خوب جانتے تھے کہ جب اُس نے یہ جملہ صفات خبیثہ عقائد اور اعمالِ خبیثہ وہابیوں میں دیکھ لیے تو اس بنا پر انھوں نے وہابیہ کے لیے ایسا جامع لفظ بار بار استعمال کیا ہے کہ یہ سب خباثتوں کا مجموعہ ہے سب خباثت اس لفظِ خبیث و خبیثہ میں جمع ہیں تو بقولِ حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند اس سے ثابت ہوا کہ وہابیہ سب خباثتوں کا مجموعہ ہے یعنی ان لوگوں میں سب خباثت جمع ہیں کوئی ایسا خبیث اعتقاد اور عمل نہیں ہے کہ وہابیہ میں موجود نہ ہو اب وہابیوں کو چاہیے کہ مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرسین سے دریافت کریں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں سے بطور نمونہ ایک آیت تحریر کی جاتی ہے

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ (سورۂ نور آیت ۲۶)

یعنی خبیثہ خبیثوں کے لیے اور خبیث (مردوں) کے لیے خبیثہ ہیں۔

دوسری آیت میں خبیثوں کے لیے عذاب ملاحظہ کیجیے۔

لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَہَنَّمَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ط (سورہ انفال آیت ۳۷ پ ۹)

اس لیے کہ اللہ خبیث کو طیّب سے جُدا فرما دے یعنی خبیثوں کو تلے اُوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے یہی نقصان پانے والے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی تفسیر معارف القرآن جلد چہارم
ص۲۲۷ پر اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ
"کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جانے کے لیے قیامت میں
جمع کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالےٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے الگ کر دیں
کیونکہ جب دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لائیں گے ظاہر ہے کہ اہلِ جنّت
ان سے علیحٰدہ رہ جائیں گے اور ان سے الگ کر کے ناپاک (خبیث)
کافروں کو ایک دوسرے سے ملا دے یعنی اِن سب کو جہنم میں ڈالدے
ایسے ہی لوگ پورے خسارے میں ہیں جس کا کہیں منتہیٰ نہیں"۔
ثابت ہوا کہ وہابیوں کو صدر مدرسین حسین احمد صاحب نے بار بار
خبیث و خبیثہ لکھّا ہے اور خبیث و خبیثہ کی تفسیر آیتِ قرآنی کے تحت مفتی
محمد شفیع صاحب دیوبندی نے یہ ثابت کیا کہ خبیث و خبیثہ کفّار و مشرکین
ہیں۔ خبیث و خبیثہ کو قرآن وحدیث کافر و مشرک قرار دیتے ہیں پھر
مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی معارف القرآن جلد ۸ ص۷۱۶ پر تحریر
کرتے ہیں کہ لوح محفوظ تحت العرش ہے کما فی درالمنثور سورۃ
البروج اور وہ مقدس ہے شیاطین خبیثہ کی وہاں رسائی نہیں۔ یعنی صفت
خبیث اوّل صفت شیطان ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی
اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی شیاطین بھی خبیثہ ہیں اور
شیاطین کے اعمال بھی خبیثہ ہیں تو جب صدر مدرسین حسین احمد نے
وہابیہ کے لیے لفظ خبیث بار بار استعمال کیا ہے تو اس نے خوب تجربہ
سے معلوم کیا ہے کہ وہابیہ واقعی شیاطین اور کفّار و مشرکین میں سے ہیں اور
ان کے اعمال و عقائد بھی خبیثہ ہیں اور سب مسلمانوں کو معلوم ہے جیسا کہ

قرآنِ کریم میں ہے کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
کہ بے شک تمہارے لیے شیطان کھلا دشمن ہے۔ تو ہر مسلمان کو چاہیئے
کہ اپنے آپ کو اور اپنے ایمان و اسلام کو وہابیہ خبیثہ سے بچائے۔ کیونکہ
شیاطین ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کی ایمانی دولت کو لوٹتے ہیں اور مسلمانوں
کو کافر، مشرک، دشمنِ اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
اور دشمنِ اولیاء اللہ اور دشمنِ مؤمنین بناتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد
ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ تمام صفات خبیثہ وہابیہ خبیثہ میں موجود ہیں۔

قولِ خداوندی ہے :۔ کانت تعمل الخبٰث انھم کانوا قوم سوء فٰسقین ہ
(سورۂ انبیاء آیت ۷۴)

شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی ترجمہ کرتے ہیں۔

ترجمہ :۔ "جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ بُرے نافرمان"۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن میں
آیت شریف مذکورہ کی تفسیر کرتے ہیں تعمل الخبٰئث۔ خبائث جمع
خبیثہ کی ہے۔ بہت سی خبیث اور گندی عادتوں کو خبائث کہا جاتا ہے۔
یہاں کی سب سے بڑی خبیث عادت جس سے جنگلی جانور بھی پرہیز کرتے ہیں۔
وہ لواطت تھی (جو قومِ لوط علیہ السلام نے کی تھی اور اس کو ابلیس لعین نے
بتایا تھا) یعنی مرد کے ساتھ شہوت پورا کرنا۔ (معارف القرآن جلد ۶ صہ ۲۰۴)

اب علماء دیوبند کی لغات کا فیصلہ یہ ہے :۔ خبیث معنی :۔ ناپاک
پلید، بدباطن (یعنی بدعقیدہ) شریر (یعنی فسادی) نجس و ناپاک (یعنی مشرک
اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ بحوالہ فیروز اللغات، قائد اللغات، لغاتِ
سعیدی وغیرہ سے ثابت ہوا کہ جب حسین احمد صاحب نے کلی طور پر جمیع

خباثت یعنی کلی شیطانی کفر شرک کے منافقانہ عقائد اور اقوالِ خوارج وہابیہ میں ملاحظہ کیسے تو اس وقت فتویٰ دے دیا کہ وہابیہ خبیث وخبیثہ ہیں۔

(الشہاب الثاقب صـ ۴۲، ۵۱، ۵۴، ۶۲، ۶۵، ۶۶ مطبوعہ دیوبند)

سوال: بے شک لفظِ خبیث وخبیثہ تو جامع سب خباثت وکفریات نجاستوں کا ہے لیکن جب مولوی حسین احمد صاحب نے خوارج وہابیہ کو خبیث وخبیثہ کہا ہے اور ان پر ایسا سخت فتویٰ لگایا ہے تو خوارج وہابیہ نے ان کو کوئی تعزیر نہیں دی کیونکہ جس کسی نے کسی کو فاسق یا کافر یا خبیث کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو اس کو تعزیر دینا چاہیئے (فتویٰ ودودیہ صـ ۴۷۶ شامی، در مختار، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد ۳ صـ ۲۰۸)۔ زندیق، فاجر، منافق، لوطی، دیّوث کہنے پر ایک ہی تعزیر ہے یعنی سب ایک ہی ہیں۔

جواب: نسبتِ خبیث وخبیثہ جو جامع سب خباثت وکفریات نجاستوں کا ہے یہ تو اس وقت ان لوگوں نے اپنے لیے قبول کیا کہ جب ان لوگوں نے خارجیت وہابیت کو قبول کیا۔ اُمرائے تبلیغ نے یہ سب کچھ بہت خوشی سے قبول کیا اور لکھا "ہم خود بھی اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بہت بڑے وہابی ہیں"۔ دوسرے مخاطب نے جواب دیا۔ مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح محمد یوسف امیر تبلیغ صـ ۱۹۱، ۱۹۲)

جب ان لوگوں نے خود خارجیت وہابیت بہت فخر سے منظور کرلی۔ تو خبیث وخبیثہ کہنے پر حسین احمد صاحب کو تعزیر کس طرح دی جاسکتی ہے۔

اَلرِّضَاءُ بِالْکُفْرِ کُفْرٌ یہ لوگ خوارج وہابیہ خود اپنے کفر پر رضا مند ہیں اور ان لوگوں نے بخوشی اس کو قبول کیا ہے یعنی ان لوگوں نے عقائد و افعالِ فاسدہ، شیطانیہ، کفریہ، منافقانہ، خارجیہ، جبریہ، وہابیہ،

کو قبول کیا ہے۔

جب ایک آدمی اپنا نام ابلیس لعین رکھ لے پھر لوگ اس کو ایسا کہیں کہ ”او لعین ابلیس“، تو اس کہنے والے پر کوئی جرم ہے کہ نہیں؟ نہیں پھر اگر وہ خود اس نام پر خفا ہوتا ہے تو وہ خود سزا کا لائق ہے اوروں کا کیا قصور ہے۔

سوال: یہ ٹھیک ہے کہ ان تبلیغی فرقہ والوں نے خود اپنے کو بڑا سخت وہابی کہا ہے اور کہتے ہیں اور یہ بھی میں نے تسلیم کیا کہ جمہور علماء محققین فضلاء علماء خصوصًا اکابر حضرات دیوبند نے بھی تحریر کیا ہے کہ وہابی ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ابنِ تیمیہ کے معتقدین اور مقلدین کو کہتے ہیں اور ابنِ تیمیہ اور ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین اور مقلدین سب کے سب خوارج ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا گروہ جو کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں سب دنیا سے رائیونڈ میں جمع ہو جاتے ہیں یہ کیسے خبیث و خبیثہ ہیں یہ سب ناممکن ہے اتنا بڑا گروہ خبیث و خبیثہ کیسے بن گیا؟

جواب: قولِ خداوندی ہے قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰) معارف القرآن جلد ۳ ص ۲۴۷ مفسر محمد شفیع دیوبندی صاحب ترجمہ۔ تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک یعنی خبیث اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاکی یعنی خبیث کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو۔

مفتی صاحب تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے دیکھنے والے تجھ کو ناپاک (یعنی خبیث) کی کثرت (جیسا کہ دنیا میں یہی واقع ہوتا ہے

تعجب میں ڈالتی ہے جو کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے یہ کثیر کیوں ہیں مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت کی دلیل ہے حق ہونے کی نہیں۔ یعنی کثرت دلیلِ صداقت اور حق مقبولیت کا نہیں۔

آگے ارشاد فرمایا وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ : یعنی اگرچہ دیکھنے والوں کو بعض اوقات خراب چیزوں کی کثرت مرغوب کر دیتی ہے۔ اور گردوپیش میں خبیث اور خراب چیزوں کے پھیل جانے اور غالب آجانے کے سبب انھی کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں مگر یہ انسانی علم وشعور کی بیماری اور احساس کا قصور ہوتا ہے (ص ۲۴۲)

یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی کہ اعداد وشمار کی کمی، زیادتی کوئی چیز نہیں کثرت وقلت سے کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو نہیں جانچا جاسکتا۔ انسانوں کے سر اور ہاتھ شمار کر کے اکیاون ۵۱ ہاتھوں کو انچاس ۴۹ کے مقابلے میں حق وصداقت کا معیار نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اگر دنیا کے ہر طبقہ کے حالات پر ذرا بھی نظر ڈالی جائے تو سارے عالم میں بھلائی کی مقدار اور تعداد کم اور برائی کی تعداد میں کثرت نظر آئے گی۔ ایمان کے مقابلہ میں کفر، تقویٰ وطہارت اور دیانت وامانت کے مقابلہ میں فسق وفجور، عدل وانصاف کے مقابلہ میں ظلم وجور، علم کے مقابلہ میں جہل، عقل کے مقابلہ میں بے عقلی کی کثرت کا مشاہدہ ہوگا۔ جس سے اس کا یقین لازمی ہو جاتا ہے کسی چیز یا کسی جماعت کی تعداد کی کثرت اس کے اچھے یا حق پر ہونے کی قطعًا دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ کسی چیز کی اچھائی اور بہتری اس چیز اور اس جماعت کے ذاتی حالات وکیفیات پر دائر ہوتی ہے حالات وکیفیات اچھی ہیں تو وہ اچھی اور اگر وہ بری ہیں تو وہ بری کا ہے یہ ہرگز نہیں کہ جس چیز (یا جس

جماعت) کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا ہے۔ وہی چیز حلال اور جائز ہے یا کسی جماعت کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا وہی جماعت اچھی اور برحق ہے آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

یعنی اے عقل والو! اللہ سے ڈرو۔ جس میں اشارہ فرمایا کہ کسی چیز (کسی جماعت) کی تعداد کی کثرت کا مرعوب ہونا یا کثرت کو مقابلہ قلت کے حق و صحیح کا معیار قرار دینا عقلاء کا کام نہیں اسی لیے عقلاء کو خطاب اور ان کو اس غلط رویہ سے روکنے کے لیے فَاتَّقُوا اللّٰهَ کا حکم دیا گیا۔

(معارف القرآن جلد ۳ ص ۲۴۳ مفتی محمد شفیع دیوبندی)

سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیوبند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے کہ واقعی ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وہابیہ خوارج میں سے ہیں۔ اس بناء پر یہ لوگ خبیث و خبیثہ ہیں؟

جواب: فتویٰ علماء سرحد "ابن عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء وفقہا خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی خارجی ہیں۔ (عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۸) و سنن النسائی شریف ص ۳۶۰ برحاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصہ اوّل "البصائر ص ۱۵۷ مولوی حمداللہ صاحب دیوبندی فاضل مظاہر العلوم سہارنپور۔ مزید تفصیلات کے لیے انگریز جاسوس ہمفرے کے اعترافات شائع کردہ مجلس اہلسنت و جماعت ملاحظہ فرمائیں حنفی المسلک علمائے دیوبند تحصیل صوابی ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

فقیر سیّد احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شالپین ضلع سوات حقانی عُلماءِ اہلسنّت وجماعت (مینگورہ) ضلع سوات کا رائیونڈ والوں کی رسمی خلافِ شرع اور ناجائز تبلیغ کے بارے میں متفقہ رائے کے ساتھ۔

فتویٰ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام شرع متین اور فقہائے عظامِ دینِ مبین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم کی رُو سے تبلیغِ احکامِ شرعی اُمّت کے ہر فرد پر خواہ وہ عامی ہو یا عالم فرض عین ہے اور یہ کہ یہ تبلیغی فریضہ اقامت میں تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے قریہ قریہ اور شہر شہر میں گشت نہ لگائی جائے اور اسی سلسلے میں "رائیونڈ" قصبے کی فضیلت دیگر شہروں اور قصبوں سے بالاتر مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ کثرت اجر و ثواب میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بیت اللہ شریف پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ براہ مہربانی استفتاء بالا کا مفصّل جواب صادر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا مستفتی ابوالکرم غلام نبی (دیروی) خادم علمائے اسلام۔

جواب

شرعی احکام کی تبلیغ فرض کفایہ ہے۔ اس دلیل کے ساتھ اللہ پاک جل جلالہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (الآیۃ) (تاکیدًا ہو جائیں بعض تم میں سے (علماء) جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں

اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے منع کریں۔

جلال الدین سیوطی رح تفسیر جلالین کے صـ۵۷ پر فرماتے ہیں وَمِنْ لِلتَّبْعِیْضِ لِاَنَّ مَاذُکِرَ فَرْضُ کِفَایَۃٍ یعنی وَمِنْ مِنْکُمْ سے جو خدا کے قول کے مطابق تبعیض کے لیے ہے۔ خواص (علماء) کے لیے ہے اس لیے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور اس فرض کفایہ کی ادائیگی (تبلیغ) عوام کا کام نہیں اور علماء کے بیان کے ذریعے عوام سے ساقط ہوتی ہے اس لیے کہ عوام احکامِ شریعت سے بے خبر ہیں اسی وجہ سے درج ذیل بیانات کی رُو سے عوام کی تبلیغ اور اس کے لیے گشت لگانا ناجائز ہے۔

(۱) جلال الدین سیوطی رح تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ لَا یَلْزَمُ کُلَّ الْاُمَّۃِ وَلَا یَلِیْقُ بِکُلِّ اَحَدٍ کَالْجَاھِلِ (صـ۵۷) یعنی پوری اُمّت پر تبلیغ کرنا لازم نہیں اور ہر جاہل کے لیے مناسب بھی نہیں ہے کہ تبلیغ کرے بلکہ تبلیغ عوام کے لیے ناجائز ہے۔

(۲) علامہ شیخ محمد صاوی رح فرماتے ہیں کہ فَلَا یَأْمُرُ الْجَاھِلُ وَلَا یَنْھٰی لِاَنَّہٗ رُبَّمَا اَمَرَ بِمُنْکَرٍ اَوْ نَھٰی عَنْ مَعْرُوْفٍ لِعَدَمِ عِلْمِہٖ بِذَالِکَ (جلد ۱ صـ۱۶۱) ان پڑھ جاہل کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جاہل ان پڑھ اپنی لاعلمی سے کبھی تو بدی اور منہیات کا حکم دیتا ہے اور کبھی حسنات اور نیکی سے منع کر دیتا ہے۔

(۳) جلالین شریف کے صـ۵۷ حاشیہ ۲۴ میں فرماتے ہیں لَا یَصْلُحُ لِلْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ اِلَّا مَنْ عَلِمَ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْکَرَ وَعَلِمَ

كَيْفَ يُتَرَتَّبُ الْأَمْرُ۔ امر بالمعروف ان لوگوں کا کام ہے جو احکاماتِ شریعت سے واقف ہوں روا اور ناروا یعنی جائز اور ناجائز کی پہچان کر سکیں اور جن میں یہ خوبیاں نہ ہوں۔ ان کے لیے تبلیغ کرنا ناجائز ہے۔

(۴) علامہ علی قاری رحمہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں لَا يُبَاشِرُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا مَنْ يَعْرِفُ مَرَاتِبَ الْإِحْسَانِ وَتَفَاوُتَ الْمُنْكَرَاتِ وَيُمَيِّزُ بَيْنَ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ وَالْمُخْتَلَفِ فِيْهِ مِنْهَا۔

یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ان لوگوں کے لیے جائز ہے جو نیکیوں کے مراتب کو جانیں کہ کونسا فرض ہے۔ کونسا حرام، کونسا واجب، کونسا مکروہ کونسی سنّت اور کون سی مستحب ہیں۔ اور وہ لوگ جو متفق علیہ اور مختلف فیہ مسائل میں فرق کر سکتے ہیں۔ عوام شریعت کے ان اسرار و رموز سے ناواقف ہیں اس لیے عوام کی تبلیغ ناجائز ہے۔

(۵) فتاویٰ عالمگیریہ میں فرماتے ہیں۔ اَلْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ يَحْتَاجُ عَلٰى خَمْسَةِ أَشْيَاءَ أَوَّلُهَا الْعِلْمُ وَالْجَاهِلُ لَا يُحْسِنُ بِالْمَعْرُوْفِ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ جَلَالَيْنِ۔ (صـ۵۷ حاشیہ ۲۵)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جاہل بے علم آدمی امر بالمعروف کیا جانے۔

(۶) اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کے لیے لازمی شرط ہے "علم" کا ہونا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آج کل اکثر جاہل اور ناسمجھ اور احکاماتِ شریعت سے ناواقف لوگ تبلیغِ دین اور وعظ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بغیر تحقیق کے شرعی احکامات اور روایتیں بیان کرتے ہیں۔ خود بھی گنہگار

ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں اور تفسیر بیان القرآن مصنّف اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ص۴۵ ا پ کی رُو سے اس قسم کے لوگوں سے وعظ و نصیحت سننا ناجائز ہے۔

(۷) اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس واعظ کو جو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا تھا۔ کوفہ کی مسجد سے نکالا تھا۔ (تفسیر عزیزی ص۲۸۹)

پس حاصل یہ ہوا۔ کہ رائیونڈ والوں کی موجودہ رسمی تبلیغ شرعی لحاظ سے خلافِ شرع اور ناجائز ہے اور رائیونڈ شہر کی فضیلت کا ثبوت کسی بھی شرعی کتاب میں موجود نہیں اور خاص کر رائیونڈ کو بیت اللہ شریف اور مدینہ منوّرہ پر فضیلت دینا۔ محض جھوٹ اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ ہر وہ جماعت جو رائیونڈ کی فضیلت پر عقیدہ رکھتی ہے۔ اُن کی عاقبت تاریک ہے اسی عقیدہ کے تحت رائیونڈ بمنزلہ مسجدِ ضرار کے ہے اور بمنزلہ گرجہ معبد ہنود کے ہے۔ جس طرح ابرہہ کافر اور اشرف عیسائی کافر نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں بنایا تھا اور منافقوں نے مسجدِ نبوی کے مقابلہ میں مسجدِ ضرار بنائی تھی۔ شریعتِ محمدی کی رُو سے اس قسم کی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

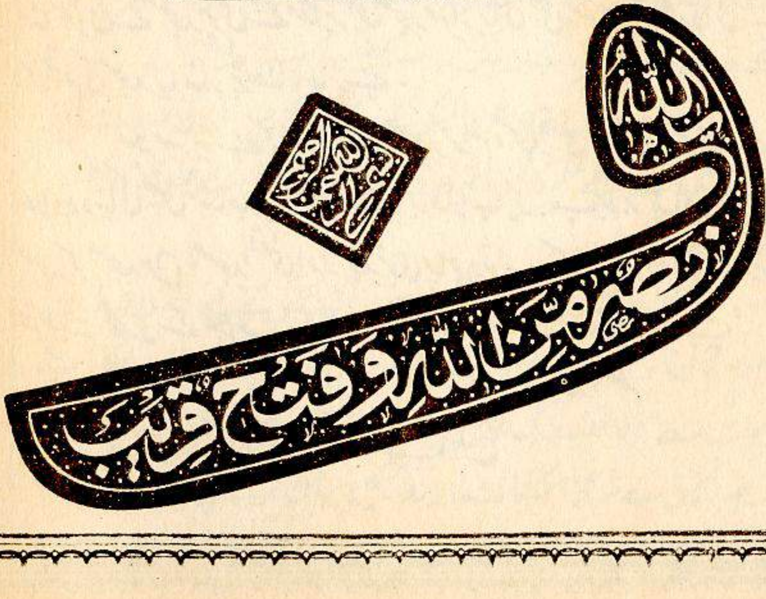
خلاصہ یہ ہے کہ بیت اللہ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصٰی اور مسجد نبوی کے علاوہ دنیا کی جتنی مساجد ہیں فضیلت اجر و ثواب میں سب برابر ہیں دنیا کی کسی مسجد کو مسجد حرام، مسجدِ اقصٰی اور مسجدِ نبوی پر اجر و ثواب کے سلسلے میں فوقیت دینا شریعتِ محمدی کے خلاف ہے اور اس قسم کے عقائد سے بچنا چاہیے۔

واللہ اعلم

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

تصدیق کرنے والے چند علمائے کرام

(۱) مولانا قاضی فضل الرحمٰن صدر جمیعت العلماء حقّانی سوات (مقام امان کوٹ)
(۲) مولانا فضل الرحمٰن صاحب نائب صدر ؍ ؍ ؍ (مقام گولدرہ)
(۳) مولانا عبدالرحمٰن صاحب مقام کانجو
(۴) مولوی صنوبر صاحب مقام کالا کلی (کبل)
(۵) قاضی عبدالمطلب (مانیار)
(۶) فقیر سیّد احمد علی شاہ (شاپلین)
(۷) مولانا محمد یوسف صاحب نقشبندی، حنفی
(۸) مولانا سیّد محمد شیرین پیر صاحب مہاجر کیمپ۔
(۹) علامہ محمد روشن صاحب خادم القادری صدر انجمن بزمِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔



یا اللہ جل جلالہ　　　　یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد :-

علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر مقلدوں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟ بیّنوا بالتفصیل وتوجروا بالاجر الجزیل۔

ھوالمصوّب

غیر مقلدوں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے بعض مسائل اور عقائد موجبِ کفر اور بعض مفسدِ نماز ہیں اور سوائے اس کے جب شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتداء جائز نہ ہوئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وجامع الرموز میں مرقوم ہے۔

اما الاقتداء بالشافعی فلا بأس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنی شافعی کے پیچھے اقتداء کرنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو۔ یعنی حنفیوں سے عداوت وبغض نہ رکھتا ہو۔

پس غیر مقلدوں اور بدمذہبوں کے پیچھے تو بطریقِ اولیٰ اقتداء جائز نہیں ہو گی۔ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں اور غیر مقلدین علانیہ مجلسوں میں بُرا کہتے ہیں بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر ان بدمذہبوں کے حق میں محدّث نامی علاّمہ شامی نے حاشیہ ردالمختار میں لکھا ہے۔

کہ ہمارے زمانے کے وہابی ابنِ عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور تابعدار مثل خارجیوں کے ہیں جنہوں نے حضرت علی کی مخالفت کرکے اُن کے لشکروں سے خروج کیا تھا۔ پس جب لامذہب خارجیوں کی مثل ٹھہرے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے۔

تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم لامذہبوں کا ٹھہرا۔ کما فی البدائع وَلا یُصَلّٰی عَلَی البُغاۃِ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ۔ یعنی ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے صرف ان کو کفن دیکر دفن کردیں۔ وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْہُوْرِ الْفُقَہَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِھِمْ یعنی خارجیوں کا جمہور علماء اور محدّثین وفقہاء کے نزدیک باغیوں کا حکم ہے اور بعض محدّثین تو ان کے کفر کے قائل ہو گئے۔ (شامی جلد ۳ مطبوعہ مصر) وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ :۔ اَمَّا بَعْدُ

برادرِ مکرم ! سَیِّدُ اَحْمَدُ عَلِیْ شاہ صاحب

حفظ اللہ لکم من کل سوءٍ : آمین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ

حافظ عبد اللہ جان کے ذریعے جناب کے چند رسائل موصول ہوئے

جناب کے التماس پر فقیر نے آپ کے مطبوعہ رسائل خصوصاً "اِخْرَاجُ الْمُنَافِقِیْنَ، عَنْ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِیْنَ" کا بغور مطالعہ کیا۔

آپ نے نقلاً و عقلاً ثابت کیا ہے کہ وہابی و تبلیغی وہابی خبیث و خبیثہ و منافق اور کافر ہیں۔ فقیر کاتب الحروف کا اس مسئلہ میں آپ سے مکمل اتفاق ہے کیونکہ یہ صرف جناب کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے اور اس کے تمام معتقدین پیروکار چونکہ بعینہٖ وہی عقیدہ باطلہ رکھتے ہیں لہٰذا جو حکم اصل کا فرع پر بھی وہی حکم صادر ہوگا۔ جب ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے تو اس کے معتقدین تمام کے تمام خارجی ہیں۔ جس طرح جمہور علماء بشمول میرے جدِّ امجد حضرت شمس شریعت قاطع نجدیت الحاج شایستہ گل صاحب رَحمۃ اللہ عَلَیْہِ کا فتویٰ ہے وہابی تمام کے تمام کافر ہیں۔

فقیر محمد عبدالعلیم القادری کا وہی فتویٰ ہے قادیانی، رافضی، وہابی کافر ہیں۔ ومن شک فی کفرھم فقد کفر۔

وہابی تبلیغیوں کا مسجد سے نکالنا سنّتِ رسول صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم ہے جس طرح سرکار نے منافق وہابی تبلیغیوں کو مسجدِ نبوی سے نکالا تھا۔ ان کو اسی طرح ذلیل کر کے نکالنا چاہیئے ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ کرنی چاہیے۔

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

محمد عبدالعلیم قادری
دارالعلوم قادریہ سُبحانیہ ڈرگ روڈ کراچی

اللہ کی راہ میں انچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں

اعتراض کا

تحقیقی جائزہ

المعروف

تبلیغی جماعت کا آپریشن

مولوی محمد روشن ولد عنوان الدین کوکاری ضلع سوات

مولوی فاضل، منشی فاضل،

وفاق المدارس ملتان فارغ التحصیل

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریمؒ

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسلام بجائے خود ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات کو محیط ہے اور انسانی زندگی کا کوئی بھی ایسا گوشہ نہیں جس کے متعلّق اسلام نے جامع ومانع ہدایات واُصول نہ دیے ہوں۔

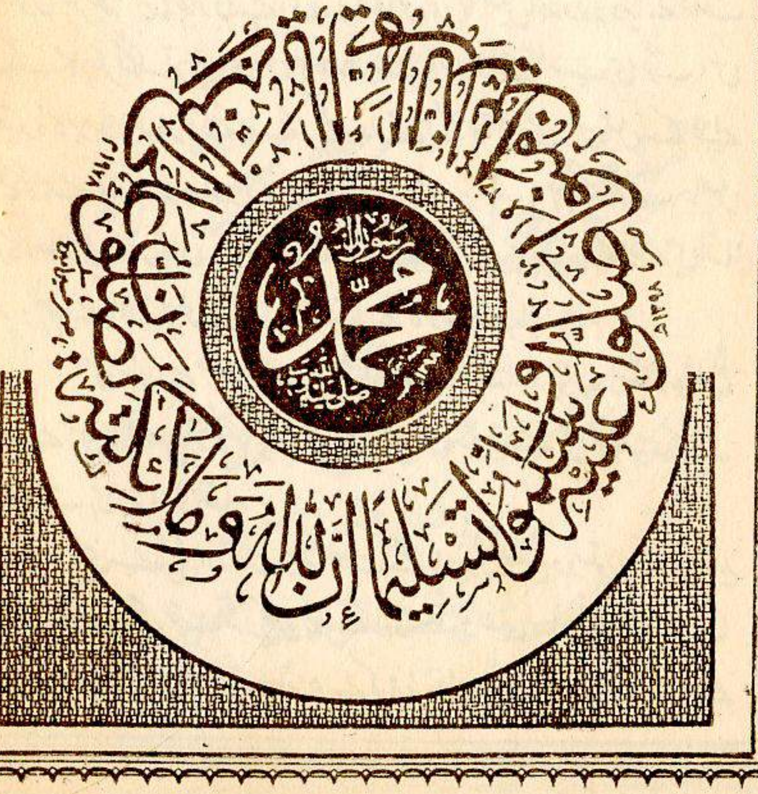
تقریبًا اکسٹھ (۶۱) سال سے ہمارے یہاں مولانا الیاس کا وضع کردہ ایک مخصوص طریقۂ تبلیغ جاری ہے جس کے مطابق کئی جماعتیں اور وفود دنیا کے مختلف ممالک کا چکر لگاتے ہیں اور اس جماعت سے وابستہ تقریبًا سب ہی لوگ اس عقیدہ کا برملا اظہار کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں کہ جو شخص بھی اس عمل کے لیے نکلے گا اسے نماز، روزہ اور ذِکر پر انچاس کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰) گنا ثواب حاصل ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ کے ارشاد میں انسانی علم وفہم سے بالاتر لامحدود ثواب عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اسی مسئلہ سے متعلق ایک پوسٹر اور ایک استفتاء وجواب استفتاء شائع ہوا ہے جس کا مختصر جائزہ لیا جانا اور عوام النّاس کے سامنے صحیح حقیقت پیش کرنا بہت ہی ضروری تھا۔

اپنی بے مائیگی اور قلتِ بضاعت کے باوجود بعض دوستوں کے شدید اصرار کو ردّ کرنے کی ہمّت نہ سمجھتے ہوئے تَوَکُّلًا عَلَی اللّٰہِ قلم اٹھانے کی ہمّت کرلی تاکہ اس کا مختصر جائزہ لے کر فرزندانِ توحید وشمعِ رسالت کے

پروانوں کے سامنے اصل اور صحیح مسئلہ پیش کیا جائے جس سے ہر سائل یا متردد اور طالبِ حق کو اس جماعت کے ساتھ الحاق و تعاون کرنے یا اس کے صراطِ مستقیم پر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر رسالہ کو اپنی رحمتِ کاملہ سے اُمّتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین

مولوی محمد روشن سُنّی حنفی دیوبندی نقشبندی
ایم۔ اے اسلامیات۔ وفاق المدارس ملتان



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِ الۡکَرِیۡمِ۔ اَمَّا بَعۡدُ

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس کتابچہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انصاف اور حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے؟ تبلیغ دین کیا ہے اور تبلیغ کے نام پر دین میں تحریف کیا ہے؟

جہاں تک تبلیغِ دین کا تعلق ہے تو اس سے کسی بھی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ دعوت و تبلیغِ دین کی افادیت و اہمیت اور اس کے فضائل برکات قرآن وسنّت سے ثابت ہیں۔

اگر ان فرائض کا ثبوت طریقۂ سنّت اور شریعت اسلامیہ کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کی روشنی میں ہو تو ان کا عقیدہ رکھنا اور انھیں ویسے ہی سمجھنا مسلمانوں کی سعادتمندی اور اطاعتِ خداوندی ہے ورنہ اطاعت کے بجائے معصیت اور ثواب کے بجائے گناہ لازم آئے گا اس واسطے اسلام کا ہر کام اسکے وضع کردہ اصول وضوابط کی روشنی میں ہی سرانجام دیا جانا چاہیئے۔

"سب سے زیادہ ثواب کا خرچہ کونسا ہے؟"

اس سلسلے میں مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنۡ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ عَلَیۡہِ وَسلم دِیۡنَارٌ اَنۡفَقۡتَہٗ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایک دینار اللہ

وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا اَلَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ ۔

کے راستے میں خرچ کیا اور ایک دینار غلام آزاد کرانے پر خرچ کیا اور ایک دینار مسکین پر خیرات کر دیا اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا تو ان سب میں سے زیادہ اجر وثواب اس دینار پر ہے جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اجر وثواب اُس خرچ کرنے میں ہے جو اپنے اہل وعیال پر کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بھی سب سے اہم مصرف والدین اور رشتہ داروں ہی کو قرار دیا ہے یاد رہے کہ انفاق فی سبیل اللہ غلام آزاد کرانے پر خرچ کرنا، مسکین پر صدقہ کرنا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا اگرچہ یہ سب خیرات اور صدقہ ہی کی قسمیں ہیں تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ عنوان سے ذکر کرنے میں جو حکمت ہے وہ اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

فصل

دار العلوم تعلیم القرآن رستم کی جانب سے ایک پوسٹر بعنوان "اللہ کی راہ میں انچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں اعتراض کا تحقیقی جواب" هٰذَا اَجْرُ مَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور ایک رسالہ "کارگذاری" کے صفحہ ۲۱ پر انچاس کروڑ گنا ثواب کے عنوان سے استفتاء اور الجواب الصحیح نظر سے گذرے تو مناسب معلوم ہوا کہ موحدینِ اُمّت اور مسلمانوں کے سامنے اس کا مختصر جائزہ

پیش کیا جائے تاکہ وہ اس کے بارے میں سوچ سمجھ کر صحیح اور غیر صحیح، حق اور باطل میں تمیز کر سکیں۔ مذکورہ پوسٹر اور رسالہ کا متن درج ذیل ہے۔

۱۔ حدثنا هارون بن عبد الله الحمال ثنا ابی فدیك عن الخلیل بن عبدالله عن الحسن بن علی بن ابی طالب و ابی الدرداء وابی هریرة وابی امامة الباهلی وعبد الله بن عمر و عبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن الحسین كلهم یحدث عن رسول الله صلّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَاٰلِهٖ وسلّم انهٗ قال مَنْ اَرسَلَ بِنَفَقَةٍ فی سَبِیلِ الله وَ اقام فی بَیتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ درهم سَبْعُ مائة دِرْهمٍ وَمَنْ غزیٰ بِنَفْسِهٖ وَاَنْفَقَ فِی وَجْهِ ذالِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهمٍ سبع مائة الف درهم ثم تلا هٰذِهٖ الآیة وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشاء كذا فی ابن ماجه ابواب الجهاد باب فضل النفقه فی سبیل الله۔

(مطبوعہ ایچ ایم۔ سعید ص ۲۰۳ سطر ۹)

۲۔ حدثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وهب عن یحیی بن ایوب وسعید بن ابی ایوب عن زبان ابن فائد عن سهل بن معاذ عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الصّلوٰة والصیام والذكر یضاعف علی النفقة فی سبیل الله عزوجل بسبع مائة ضعف۔

رواه ابو داؤد فی كتاب الجهاد، باب فی تضعیف الذكر فی سبیل الله عزوجل۔ (ایچ۔ ایم۔ سعید ص ۲۳۸ سطر ۹)

ایک نماز کا انچاس کروڑ نمازوں کا جتنا ثواب یہ دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے، پہلی حدیث ابواب الجہاد باب النفقۃ فی سبیل اللہ

ص۲۰۳، سطر۹ میں آٹھ صحابہ کرام سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا تو اس کو ایک روپے کے عوض سات سو روپے (۷۰۰) کا ثواب ہو گا اور جو کوئی اللہ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) روپے کا ثواب ملے گا۔

دوسری حدیث ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی تضعیف الذکر ص۲۳۸ سطر۹ میں موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کے نسبت سات سو گنا زیادہ ہے پہلی حدیث میں ایک روپے کا اجر سات لاکھ گنا ملنے کی خبر ہے جبکہ دوسری حدیث کے مطابق اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب مذکورہ ثواب کا سات سو گنا بتایا گیا ہے اور سات لاکھ کا سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ بنتا ہے وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

قارئین کرام! یہ تو تھا پوسٹر والے کا ترجمہ اور تحقیق، جسے شائع کرایا تھا عبدالرحمٰن عرف منتظر خادم جماعت اشاعت التوحید والسنۃ دارالعلوم تعلیم القرآن رستم نے۔

اور اب ملاحظہ ہو حضرت مولانا محمد یوسف کی طرف سے ۱۹۵۰ء میں مشرقی پنجاب بھیجی جانے والی ایک جماعت کی کارگزاری بمع قرآن وحدیث کی روشنی میں انچاس کروڑ گنا ثواب ص۲۱ الجواب الصحیح۔

تبلیغی حضرات کے قول کے مطابق اس راستے میں ایک نماز کا انچاس کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰۰) نمازوں جتنا ثواب دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے۔ پہلی حدیث "ابن ماجہ" باب النفقۃ فی سبیل اللہ

میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدثنا هارون بن عبد الله الحمال ثنا ابن فديك عن الخليل بن عبد الله عن الحسن عن على بن ابى طالب و ابى الدرداء وابى هريرة وابى امامة الباهلى وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن الحصين كُلّهم يحدث عن رسول الله صلّى الله عليه واله وسلّم اَنَّهٗ قال مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِہٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزٰى بِنَفْسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْهِہٖ ذَالِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعَ مِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلٰى هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (ابن ماجہ)

(ترجمہ) کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا۔ اس کو اس ایک روپے کے عوض سات سو روپے کا ثواب ملے گا اور جو کوئی خود اللہ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا۔ پھر پڑھی یہ آیت وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (ابن ماجہ)

دوسری حدیث ابوداؤد شریف کتاب الجہاد باب تضعیف الذکر میں موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:۔

حدثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وهب عن يحيٰى بن ايّوب وسعيد بن ابى ايّوب عن زبان بن فائده

عن سھل بن معاذ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ وَالذِّکۡرَ یُضَاعَفُ علی النَّفَقَۃِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ عزوجل بِسبع مائۃ ضعف۔

(ابوداؤد شریف)

(ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کی نسبت سات سو (۷۰۰) گنا زیادہ ہے۔

اب پہلی حدیث میں ایک روپے کا سات لاکھ ہے اور دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب سات سو گنا ہے اور سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ ہی بنتا ہے۔ یہ تو حدیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلّم سے ثابت ہے، اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ۔ لامحدود ثواب کا ارشاد ہوتا ہے، اگر معترضین بغض وعناد سے بالاتر ہو کر غور فرمائیں گے تو اِنۡشَآءَ اللّٰہ تعالیٰ ان کے تمام شکوک وشبہات دُور ہو جائیں گے کیونکہ مذکورہ بالا حوالوں سے معترضین کے غلط اعتراض کا مکمل رد ہوتا ہے۔ جو شخص مومن ہوگا وہ خدا اور اس کے رسول کے فرمان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرے گا بلکہ تسلیم کرے گا۔ (کارگذاری ص۲۱، ص۲۳)

"خدا اور رسول کے فرمان کا منکر کون؟"

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مؤمن ومسلمان نہ خدا اور رسول کے فرمان پر کسی قسم کا اعتراض کرسکتا ہے اور نہ ہی حکم ماننے سے انکار، مگر اس کے ساتھ ہی مؤمن ومسلمان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا صحیح معنی ومفہوم معلوم کرکے اس پر عمل کرے اور اس کا غلط مفہوم اور معنی ماننے سے گریز کرے۔

بحیثیت مسلمان ہمیں مذکورہ بالا پوسٹر اور رسالہ کی تحریر پر انصاف پسندی سے غور کرنا ہے کہ اس میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے یا اپنی من مانی تاویل سے اپنے جھوٹے مدعیٰ کو ثابت کرنے کے لیے حدیثِ رسول صلّی اللہ علیہ وَآلہ وسلّم میں معنوی تحریف و تبدیلی کا ناقابلِ معافی جرم کیا گیا ہے۔

پوسٹر والے صاحب نے اس اجر و ثواب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والوں کے لیے مخصوص کیا ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ ھٰذَا اَجْرُ مَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی راہ سے کیا مراد ہے!

لیکن مکتبہ رحمانیہ بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور کی جانب سے شائع ہونے والے رسالہ "کارگذاری" میں ایک معلوم سائل کے جواب میں نامعلوم مفتی نے یہ کہہ کر کہ "تبلیغی حضرات کے قول کے مطابق اس راستے میں ایک نماز کا انچاس کروڑ نمازوں جتنا ثواب دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے" اس ثواب کو رائے ونڈ والے عمل کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

ایک اہم سوال مفتی کے مذکورہ جواب کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند عاقل شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا زمانۂ رسالت مآب صلّی اللہ عَلَیہِ وَآلہٖ وسلّم میں بھی رائے ونڈ کی طرز پر کوئی وفود وغیرہ نکلتے تھے؟ اور مہینے میں تین دن، سال میں چالیس دن اور عمر بھر میں چار ماہ اور پھر صحابہ میں سے طبقۂ فقہاء و علماء کے لیے نو ماہ اور جمعہ کی شب جوڑ اور ہر ہفتے میں دو دو گشت ایک اپنے محلہ میں اور ایک دوسرے محلہ میں مروّج تھے کہ حضور پاک صلّی اللہ علیہ وَآلہ وسلّم نے مذکورہ احادیث میں اس کی فضیلت

بیان فرمائی ہو؟

یہ مخصوص اور متعین طریقہ تو حال ہی میں سنہ ۱۹۳۰ء کے بعد معرض وجود میں لایا گیا ہے، جیسا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب بنام "تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات" ص۱۳۷ پر مذکور ہے۔

اِس لیے ان احادیث کا مصداق رائے ونڈ والا عمل کس طرح ہو سکتا ہے؟ حق پسند قارئین خود ہی سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں اور بدعت سے بچنے کی کوشش کریں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ابنِ ماجہ کی اس حدیث میں مَنْ غَزٰی بِنَفْسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کے الفاظ کا ترجمہ کس مصلحت کے تحت ترک کر دیا گیا ہے؟

کسی بھی مفتی یا مترجم و مصنّف کی دیانت کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی عبارت کا مکمل ترجمہ پیش کر کے ہی اپنا مدعیٰ ثابت کرے یہ نہ ہو کہ پہلے ہی سے طے شُدہ اپنے مخصوص مقصد کو ثابت کرنے کی خاطر درمیان میں سے عبارات یا ان کے تراجم ہی کو اُڑا دیا جائے۔

کیا ان ہر دو مصنّفین کا یہ طرزِ عمل ترجمۂ حدیث میں تحریف کے زمرے میں نہیں آتا؟ اور پھر قرآن یا حدیث شریف کے ترجمہ و تشریح میں تحریف کرنا کسی بھی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اس قسم کی حرکت کرنے والے مصنّف یا مفتی کا ایمان کس درجہ پر جا پہنچتا ہے؟ اور پھر یہ کہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے مذکورہ حصص حدیث کا صحیح ترجمہ ظاہر نہیں کیا گیا؟ ان تمام سوالوں کے جوابات میں حقیقت پسند قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ تاہم اس کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ یہ سب کچھ

محض اپنے مخصوص عقیدے کے تحفّظ کی خاطر کیا گیا ہے ورنہ ان حضرات کا مدعیٰ ثابت نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس کے برعکس اہلِ رائے ونڈ کے لیے مضر ثابت ہو سکتا تھا۔

حق اور انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح صحیح ترجمہ پیش کیا جائے اور اس قسم کی علمی خیانت سے اپنے دامن تقویٰ وفتویٰ کو داغدار ہونے سے بچایا جائے اور اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا کے حکمِ خداوندی پر عمل کیا جائے۔

اس اجمال کی تفصیل پوسٹر والے صاحب نے ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی حدیثوں کا ترجمہ کرتے وقت ابن ماجہ کی پہلی حدیث میں قرآنی آیت واللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ کا ترجمہ اسی حدیث کے ساتھ کرنے کے بجائے ابو داؤد کی دوسری حدیث کے ترجمہ کے آخر میں کرکے حدیثِ رسول صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلّم میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور ادھر صاحبِ رسالہ کا یہ قول کہ "یہ تو حدیثِ رسول صلّی اللّٰہُ علیہ وَاٰلِہٖ وسلّم سے ثابت ہے۔ اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ لامحدود ثواب کا ارشاد ہوتا ہے"۔ اپنے طور پر لامحدود ثواب کو ثابت کرنے کو مانا ہے لیکن مقامِ غور ہے کہ ابنِ ماجہ کی حدیث میں یہ آیت شریف خود حدیث کا ایک حصّہ ہی ہے کیونکہ راوی یہ کہتا ہے کہ پھر حضور پاک صلّی اللّٰہُ علیہ والہٖ وسلّم نے یہ آیت مبارکہ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ تلاوت فرمائی۔ جس کا مفاد یہ ہوا کہ ثواب لامحدود ہے۔

اب مقامِ غور یہ ہے کہ اسی ہی حدیث کے ذریعے صاحبِ رسالہ ایک طرف تو وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ کا سہارا لے کر لامحدود

ثواب کو ثابت کر رہا ہے۔ اور دوسرے ہی سانس میں وہ اس لامحدود ثواب کو اپچاس کروڑ میں محدود کرنے کے درپے ہے۔ یہ محض اس کا مسلکی تعصب ہی ہے جس نے مصنفِ رسالہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور حدیث کے آخر میں سرکار کی جانب سے فرمودہ اس ارشادِ ربّانی پر سوچنے اور اسے سمجھنے سے قاصر بنا رکھا ہے اور قرآن و سنّت سے ثابت شدہ لامحدود ثواب کو محدود کرنے کا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں اور لَقَدْ تحجرت وَاسِعاً کا مصداق بنتے ہوئے رحمٰن و رحیم ربّ کی وسیع رحمت کو اپنی ذہنی و قلبی تنگی کی وجہ سے تنگ بنا کر اور سکیڑ کر اپنی ہوا پرستی کی تسکین کا سامان کر رہے ہیں اور أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ کا مصداق بن کر شرک جلی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جس سے انھوں نے عوام النّاس کو قرآن و سنّت کے واضح اور درست مفہوم سے ہٹا کر اپنے باطل اور مبہم مفہوم و معنی کا اتباع کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس طرح انھوں نے امتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے والوں کی صف میں شامل ہونے کا "شرف" حاصل کر لیا ہے اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ابو داؤد کی حدیث کے مطابق حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز، روزوں اور ذکر کے ثواب کو اِنفَاق فِی سَبِیلِ اللّٰہ (راہِ خدا میں خرچ کرنا) کے ثواب سے سات سو گناہ زیادہ فرمایا ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب غازی کے فی سبیل اللہ غزوہ کرنے اور اس میں روپیہ خرچ کرنے کے ثواب سے سات سو گنا زیادہ ہے۔

اس لیے صحیح یہ ہے کہ اس کو اِنفَاق فِی سَبِیلِ اللّٰہ ہی کے ثواب سے ضرب دیا جائے غازی کے فِی سَبِیلِ اللّٰہ غزوہ کرنے کے ثواب کے

ساتھ اسے ضرب نہیں دیا جا سکتا، مگر یہ سب کچھ اس آدمی کے لیے ممکن ہے جس کو واقعی حق کی تلاش ہو لیکن جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی اور غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہو تو وہ کیونکر حق دیکھ سکے گا یا اسے حق تسلیم کرے گا۔

اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب قرآن شریف میں سات سو گنا بیان ہوا ہے ارشادِ ربانی ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۤءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ (پ ۳ آیت ۲۶۱)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں (امورِ خیر میں) اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کیے ہوئے مالوں کی حالت (عند اللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہوں (اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کا ثواب سات سو حصہ تک بڑھاتا ہے) اور یہ افزونی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (بقدر اس کے اخلاص اور مشقت کے) عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والے ہیں (ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ سب کو یہ افزونی دے سکتے ہیں مگر ساتھ ہی) جاننے والے (بھی) ہیں (اس لیے اخلاص نیت وغیرہ کو دیکھ کر عطا فرماتے ہیں۔)

(از خلاصہ تفسیر معارف القرآن ج ۱، صہ ۶۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ابنِ ماجہ کی مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا کہ جو شخص گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ (خرچہ) بھیجے تو اس کو ایک روپیہ کے عوض سات سو روپے کا ثواب ہوگا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف اور حدیثِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دونوں کا مقصد ایک ہو کر ایک دوسرے کی تائید و تاکید کنندہ ہے اب جب ہم سات سو کو سات سو سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب انچاس سو ہوتا ہے نہ کہ انچاس کروڑ۔ اگر بالفرض سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دے کر حاصلِ ضرب انچاس کروڑ تسلیم کر لیا جائے تو پھر قرآن شریف کے مقابل حدیثوں کو متروک العمل اور منسوخ تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ خبر واحد سے کتاب اللہ کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو منسوخ تسلیم کر کے حدیث پر عمل کیا جائے بلکہ اس کے مقابل حدیث ہی کو منسوخ تسلیم کرنا ہوگا۔

عن جابر قال قال رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم کَلَامِی لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَعْضًا۔
(دار قطنی و مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرا کلام اللہ تعالےٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا البتہ اللہ تعالےٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا ایک کلام دوسرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔
(مظاہر الحق صـ ۸۸)

تفصیل کے لیے اُصولِ فقہ کی کُتب ملاحظہ ہوں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ ابو داؤد کی منقولہ حدیث میں وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ عَلَی النَّفَقَۃِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے تسامح کیا جائے۔ ورنہ فی الحقیقت ابو داؤد کی حدیث سے لا محدود ثواب ثابت ہے نہ

کہ محدود، جیساکہ صاحبِ رسالہ نے خود بھی وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ سے لامحدود ثواب ہونے کا اقرار کیا ہے۔

اسی طرح ابو داؤد کی حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یُضَاعِفُ کا لفظ ارشاد فرمایا ہے جو کہ لامحدود ثواب کا بیان ہے یہی وجہ ہے کہ صاحبِ معارف القرآن نے ایک آیت کی تفسیر میں یُضَاعِفُ، کا ترجمہ چند در چند ثواب بڑھانے سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اتنا بڑھا کر دیتے ہیں کہ حساب و شمار میں بھی نہیں آتا۔ ملاحظہ ہو معارف القرآن جلد ۲ صـ ۴۲۰، مزید تحقیق کے لیے تفسیر کبیر جلد ۳ صـ ۲۲۲ مطبوعہ الحسینیہ مصر ملاحظہ فرمائیں۔

تو کیا صاحبِ شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لامحدود ثواب بیان کرنے کو انچاس کروڑ میں محدود کرنا صاحب شریعت کی مخالفت اور مقابلہ نہیں؟ جو کہ بجائے خود بدعت اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔

صاحبِ رسالہ کی علمی جلالت

آیئے اور صاحبِ رسالہ کے طریقۂ بیان پر بھی ایک سرسری نگاہ ڈالیے۔ کتابت کی غلطی کوئی ایسی غلطی نہیں ہوتی کہ اس پر گرفت کی جائے یا اسے قابلِ مواخذہ قرار دیا جائے لیکن اسے کیا کہا جائے کہ سلسلۂ روایت میں، اولیوں کے ذکر کو بھی صاحبِ مصنف نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں اور ان کی جلالت علمی پر اپنا سر دُھنیں۔ فرماتے ہیں

"پہلی حدیث ابنِ ماجہ باب النفقۃ فی سبیل اللہ میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

نے فرمایا حدّثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال ابنِ فدیك عن الخلیل بن عبد اللہ " الخ " اور کچھ آگے چل کر دوسری حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ " دوسری حدیث ابو داؤد شریف کتاب الجہاد باب تضعیف الذکر میں موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا

حدّثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وھب عن یحیٰ بن ایوب " الخ ".

سوال یہ ہے کہ حضور پاک صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم یہ کس طرح فرما رہے ہیں کہ مجھے ہارون بن عبد اللہ الحمال نے یا احمد بن عمرو ابن السرح نے حدیث بیان کی۔ اس کا مطلب اور معنی کیا ہے ؟

یہ تو صاحب مصنّف ہی بتا سکتے ہیں۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ پرندہ ہمیشہ دانہ ہی دیکھتا ہے دام کو نہیں دیکھتا اور پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ جاہل کو اپنا سردار بنائیں گے اور پھر ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا تو وہ علم کے بغیر ہی فتویٰ دیں گے، پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

یہی وجہ ہے کہ بے علم لوگ ہی فتوؤں میں اس قسم کی فاش غلطیاں کرتے رہتے ہیں۔

اب آیئے کہ صاحبِ رسالہ کی اس عبارت پر غور کریں جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ

" اگر معترضین بغض وعناد سے بالاتر ہو کر غور کریں تو انشاء اللہ تعالےٰ ان کے تمام شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے " الخ "

علماء کے ہاں یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جواب مطابقِ سوال ہونا چاہیے تو کیا صاحبِ رسالہ کا مذکورہ بالا قول سائل کے سوال سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اس کے لیے سائل حافظ محمد قاسم حقّانی کے سوال کو ایک نظر دیکھنا ضروری ہے۔

سوال حافظ محمد قاسم حقّانی

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ "ا" بعض لوگ تبلیغ میں نکلنے والوں کے لیے ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ تبلاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

(ب) نیز یہ بھی سنا ہے کہ یہ ثواب صرف جہاد اور فی سبیل اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ دونوں شقوں کا جواب دے کر ممنون فرمائیے۔

(رسالہ مذکورہ ص۲۱)

آپ ایک مرتبہ پھر مندرجہ بالا سوال کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کہیں بھی سائل نے معترضین کے اعتراض کا ذکر کیا ہے؟ سائل کے سوال میں معترضین کے اعتراض کا سرے سے ذکر ہی نہیں تو پھر صاحبِ رسالہ جواب میں معترضین کے نہ صرف اعتراض بلکہ ان کے بغض وعناد پر کیونکہ مطلع ہوئے؟

اگر واقعی سوال میں بھی معترضین اور ان کے اعتراض کا ذکر ہوتا تو پھر تو ان کا یہ کہنا بھی درست ہوتا لیکن جس چیز کا سوال میں وجود ہی نہیں تو صاحبِ رسالہ کا اسے از خود ذکر کرنا خود ان کے بغض وعناد کی دلیل ہے انھیں تو سیدھے سادہ الفاظ میں یہ بتلانا چاہیے تھا کہ تبلیغ میں نکلنے والوں کے لیے ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ کہنا درست ہے یا غلط ہے اور اس کے درست اور غلط ہونے کی وجوہات اور دلائل کا ذکر کرنا چاہیے

تھا مگر یہاں تو صاحبِ رسالہ مفتی کی وہ مثال ہے کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؛ تو اس نے جواب دیا چار روٹیاں، چونکہ وہ بھوکا تھا اور روٹی کے علاوہ اسے کچھ نظر ہی نہیں آ رہا تھا اس لیے اس نے بجائے چار کہنے کے چار روٹیاں کہا۔ اسی طرح یہاں "مفتی صاحب" کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ نظر آ رہا ہے۔

واقعی سچ ہے کہ کلّ نفس یقیس علیٰ نفسہٖ چور کو ہر آدمی چور ہی نظر آتا ہے جس قوم و ملّت کے ایسے "مفتیانِ عظام"، ہوں اس قوم و ملت کا خدا ہی حافظ ہے۔

ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

سوال کے دوسرے حصے کے جواب ہمارے علم کے مطابق یہ ہونا چاہیے تھا کہ ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی کتاب الجہاد میں مذکورہ حدیثوں میں لفظ فِی سَبِیلِ اللہِ کا موجود ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ثواب صرف جہاد اور فِی سَبِیلِ اللہ کے ساتھ خاص ہے مگر صاحبِ رسالہ گھما پھیرا کر بات کو کہاں سے کہاں لے گئے ہیں۔ اُسے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ مذکورہ رسالہ کے صـ۲۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) یہ (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے

(القرآن)

جہاد فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کی حقیقت

بعض لوگوں کو یہ وہم ہوتا ہے کہ مذکورہ ثواب تو صرف میدانِ جنگ میں لڑنے کے لیے گھر سے نکلنے والے شخص کے لیے ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ جہاد کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ احادیث سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ قتال مع الکفار، جہاد مع النفس اور جہاد مع الشیطٰن، جہاد کی اقسام ہیں اور ان سب میں مابہ الاشتراک اعلا کلمۃ اللہ ہے۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ جہاد بہتر نیکی اسی وجہ سے ہے کہ اس میں دین کی اشاعت اور ترویج ہوتی ہے پھر لکھا ہے کہ اس سے بہتر عمل علومِ ظاہریہ و باطنیہ کی تعلیم و تعلّم ہے کیونکہ اس سے حقیقتِ اسلام کی اشاعت ہوتی ہے اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے مساعی کا ایک فرد تبلیغی پروگرام بھی ہے اس لیے مذکورہ ثواب تبلیغی جماعت کو بھی ملے گا، اسی طرح فی سبیل اللہ کا مفہوم بھی وسیع ہے، تفسیر مظہری میں اس کی تفسیر جہاد، تحصیل علوم ظاہریہ و باطنیہ وغیر ذالک من ابواب الخیر سے کی گئی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص طلبِ علم کے لیے نکلا تادمِ واپسی وہ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ شمار ہوگا اور حاشیہ میں اس کے لیے متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ تبلیغی حضرات بھی فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کے زمرے میں داخل ہیں۔

اصلی حقیقت اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ کیا سوال اور جواب میں مطابقت ہے؟ اور پھر طرز بیان پر بھی غور فرمائیں کیونکہ معاملہ دین کا ہے معمولی سی کج روی بھی زوالِ ایمان کا سبب بن سکتی ہے۔

میں نے تفسیر مظہری عربی اشاعت کردہ بلوچستان بک ڈپو مسجد روڈ کوئٹہ) کا دو مرتبہ مطالعہ کا کیا تو معلوم ہوا کہ لفظ جَاهِدُوا قرآن شریف کی سات سورتوں میں گیارہ مرتبہ تُجَاهِدُونَ صرف ایک جگہ سورہ صف میں یُجَاهِدُوا سورہ عنکبوت میں ایک دفعہ، یُجَاهِدُونَ سورہ توبہ میں دو مرتبہ اور سورہ مائدہ میں ایک جگہ پر، جَاهِدْ دو سورتوں میں ایک ایک دفعہ، جَاهَدُوا تین سورتوں میں چار مقام پر جَهْدَ پانچ سورتوں میں پانچ مرتبہ، جُهْدَهُمْ ایک دفعہ ایک سورۃ میں، جِهَادٍ ایک دفعہ اور جِهَادًا دو دفعہ دو سورتوں میں جِهَادِهٖ ایک دفعہ اَلْمُجَاهِدُونَ ایک دفعہ اَلْمُجَاهِدِینَ دو سورتوں میں تین مرتبہ آیا ہے لیکن کہیں پر بھی صاحب رسالہ کی عبارت میری نظر سے نہیں گذری، وَاللہُ اَعلم بالصّواب۔

صاحبِ تفسیر مظہری سورۂ توبہ کی آیت ۱۹ کے تحت لکھتے ہیں

فَاِنَّ دَوَامَ الذِّکْرِ اَفْضَلُ مِنَ الْجِھَادِ لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عذابِ اللہِ مِنْ ذِکْرِ اللہِ	ہمیشہ ذکر کرنا (ذکر پر مداومت) جہاد سے افضل ہے کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات دلانے والی، اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے۔

(رواہ مالک والترمذی وابن ماجہ)

تفسیر مظہری ہی میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۱۶ کے تحت فضیلت جہاد سے متعلق احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ احادیث، نماز روزہ اور نوافل پر جہاد کی افضیلت پر دلالت کرتی ہیں نیز ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہاد سے مراد غزوہ ہی ہے عام معنی نہیں۔

تفسیرِ مظہری کا یہ قول صاحب رسالہ کے قول کی واضح تردید کرتا ہے۔ مثلاً

عَنْ اِبْنِ مسعود قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃ عَلٰی مِیْقَاتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَو استزدتّہٗ لَزَادنِیْ۔

(رواہ البخاری)

عَنْ ابی ھریرہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلّم اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (متفق علیہ)

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے ہر جگہ پر عام معنیٰ مراد نہیں ہوتا۔ ہر جگہ پر مذکورہ الفاظ کو مفہوم کُلّی پر محمول کرنا دینِ اسلام سے عدمِ واقفیت اور اس کی بنیادیں کمزور کرنے کے مترادف ہے۔

جہاد کا لغوی اور شرعی معنیٰ

الجہاد بکسر الجیم لغۃ المشقّۃ وشرعًا بذل الجھد فی قتال الکفار۔ (حاشیہ بخاری جلد ۲ صنہ ۲۹)

اَلجہاد فی اللغۃ الجھد وھو المشقۃ وفی الشرع بذل الجھد فی قتال الکفار لاعلاء کلمۃ اللّٰہ تعالیٰ والجہاد فی اللّٰہ بذل الجھد فی اعمال النفس وتذلیلھا فی الشرع۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۴، صہ ۸۰)

وَالمجاھد فی سَبِیْلِ اللّٰہ ھوالذی یجاھد لاعلاء کلمۃ اللّٰہ ونصرۃ الدین من غیر التفات إلی الدنیا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۴، صہ ۸۸)

الجہاد ھو لغۃ المشقۃ وشرعًا بذل المجھود فی قتال

الکفار مباشرۃ أو معاونۃ با لمال أو بالرأی أو بتکثیر السواد أو غیر ذالک
وفی المغرب جہد حملہ فوق طاقتہ الی ان قال ثم غلب علی
قتال الکفار ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۷، ص۲۶۴)

الجہاد بحسب الاصطلاح قتال الکفار لتقویۃ الدین
(لامع الدراری شرح بخاری مولانا ذکر جلد ۲، ص۲۷ طبع ایچ ایم سعید)

مثل المجاہد فی سَبِیلہ ای الجہاد ۔

(مرقات جلد ۷، ص۲۶۷ مکتبہ امدادیہ ملتان)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اغبرت قدما
عبدٍ فی سبیل اللہِ فتمسہ النار ۔ (رواہ البخاری و مشکوٰۃ)

ھو فی الحقیقۃ کل سَبِیل یطلب فیہ رضاہ فیتناول
سبیل طلب العلم وصلاۃ جماعۃ وعیادۃ مریض وشہود
جنازۃ ونحوھا لکنہ عند الاطلاق یحمل علی سبیل الجہاد الخ
(مرقات جلد ۷، ص۲۷۱)

من جہز غازیا فی سبیل اللہِ ای الجہاد ۔

(مرقات جلد ۷، ص۲۷۳)

جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل
یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل لیری مکانہ
فمن فی سبیل اللہ ؟ قال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ
ھی العلیا فہو فی سبیل اللہ ای لا غیر ۔ (مرقات جلد ۷، ص۲۸۴)

فی سبیل اللہ ای بالاستمرار فی القتال مع الکفار
خصوصا فی خدمۃ سید الابرار ۔ (مرقات جلد ۷، ص۲۹۳)

ویطلق (ای لفظ الجهاد) ایضاً علی مجاہدۃ النفس و الشیطان والفساق۔ (فتح الباری جلد ۶، ص۳)

عن النبی علیہ السلام قال الروحۃ والغدوۃ فی سبیل اللہ ای الجہاد ("باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ" فتح الباری جلد ۶، ص۱۴)

ان المتبادر عند الاطلاق من لفظ فی سبیل اللہ الجہاد

(فتح الباری جلد ۶، ص۲۹ باب فضل الصوم فی سبیل اللہ)

قال ابن الجوزی اذا اطلق ذکر سبیل اللہ فالمراد بہ الجہاد وقال ابن دقیق العید العرف الاکثر استعمالہٗ فی الجہاد عن ابی ہریرۃ بلفظ ما من مرابط یرابط فی سبیل اللہ فیصوم یوماً فی سبیل اللہ۔ الحدیث

(فتح الباری جلد ۶، ص۴۸ باب افضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من انفق زوجین فی سبیل اللہ الخ فی ھذا الحدیث ان الجہاد افضل الاعمال۔

(فتح الباری جلد ۶، ص۴۹)

وَاَنْفِقُوا فِی سَبِیْلِ اللہِ ای فی الجہاد (تفسیر مظہری پ۲ ص۲۱۵)

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی سَبِیْلِ اللہِ: للجہاد (مظہری ص۱۹۹ سورۃ آل عمران)

لِمَا اَصَابَھُمْ فِی سَبِیْلِ اللہِ فی اثناء القتال۔

(روح المعانی جلد ۴ ص۸۳)

فِی سَبِیْلِ اللہِ اَیْ فِی الجہاد۔ (روح المعانی جلد ۴ ص۱۰۴)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ: سیق لتشجیع المؤمنین وترغیبھم فی الجہاد ای المؤمنون انما یقاتلون فی دین اللہ۔

(روح المعانی جلد ۵، ص۸۴)

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ : اَلْمُقَاتلۃ فِیْ سبیل اللّٰہ ھو الجھاد لاعلاء کلمۃ اللّٰہ وَ اعزاز الدین۔ (کشاف جلد ۱ ص ۲۳۵)

اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سبیل اللّٰہ : ھم الّذین احصرھم الجھاد۔ (کشاف جلد ۱ ص ۳۱۸)

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّار : بالسیف۔ (کشاف جلد ۲ ص ۲۸۰)

مندرجہ بالا حوالہ جات کے علاوہ اور بھی کئی کتب سے حوالے دیے جا سکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان ہی پر اکتفاء کر لیتا ہوں۔ ان تمام بیان سے لفظ جہاد، جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فِی سبیل اللہ فِی سَبِیْلِ اللّٰہ کا معنی اور مفہوم واضح ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ لفظ جہاد کا عام معنی اگرچہ مشقّت اور تکلیف ہی ہے مگر اس کا شرعی معنی خاص ہے، یعنی کافروں سے جنگ میں کوشش کرنا۔

علامہ عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں جہاد فی اللہ اور جہاد فِی سَبِیْلِ اللّٰہ کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جہاد لغوی طور پر اس کی اصل جُھْدُ ہے اور وہ مشقّت ہی ہے اور شریعت میں کافروں کے ساتھ جنگ میں مشقّت اور کوشش کرنا ہے اور جہاد فِی اللہ اعمالِ نفس میں مشقّت اور کوشش کرنا اور نفس کو شریعت کے راستے میں ذلیل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب و تفسیر و احادیث میں ہے کہ جہاں جہاد فی سبیل اللہ مطلق ذکر ہو وہاں فی سبیل اللہ سے وہ جہادِ اکبر ہی مراد لیتے ہیں اور جہاں دوسرے معنی مراد ہوں تو وہاں پر قید اور سیاق و سباق سے جو بھی معنی مفہوم ہو وہی مراد ہو گا۔ ہر جگہ پر عام معنی اور لفظ کو تمام محتملہ معانی پر

محمول کرنا کسی بھی کتاب سے ثابت نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا دین و شریعت کے قواعد کے خلاف اور دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اَلْعَيْنُ حَقٌّ لفظ عین چشمِ انسان کو بھی کہتے ہیں۔ چشمہ سورج کو بھی اور جاسوس کو بھی کہتے ہیں تو گھٹنے کو بھی۔ تو کیا اب تک علماء حق میں سے کسی نے بھی یہ کہا ہے کہ آنکھ حق ہے۔ مفہوم کلی کے اعتبار سے یہ تمام معانی یہاں مراد ہیں لیکن اس ارشاد میں صرف یہی معنی مراد لیا گیا ہے کہ نظرِ بد کا لگنا برحق ہے اسی طرح دیگر الفاظ کے معنی بھی اپنے سیاق و سباق ہی سے مُراد لیے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے لفظ کی تعبیر عام لفظ وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ تفسیر مظہری کو بار بار دیکھنے کے بعد یہ کہیں پر بھی نظر نہیں آیا کہ مذکورہ (انچاس کروڑ) ثواب نام نہاد تبلیغی جماعت کو بھی ملے گا اور نہ ہی یہ کہ تبلیغی پروگرام اعلاء کلمۃ اللہ کا ایک فرد ہے۔ تفسیر مظہری نے مذکورہ بالا (ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی) حدیثوں میں فِیْ سَبِیْلِ اللہ سے مُراد عام معنی قطعاً نہیں لیا ہے یہ صرف صاحبِ رسالہ کا اس پر جھوٹ باندھنا ہے اگرچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ جو شخص طلب علم کے لیے نکلا تو وہ تادمِ واپسی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگا لیکن آج تک کسی بھی محدّث یا شارح نے یہ نہیں کہا کہ رائے ونڈ والے نام نہاد تبلیغی بھی فِیْ سَبِیْلِ اللہِ کے زمرے میں شامل ہیں، اپنے طور پر انھیں فی سبیل اللہ میں داخل و شمار کرنا خود کو شارع کا رتبہ دینا ہے، جو صریح کفر ہے۔

تفسیر بحر المحیط جلد ۲ میں ابو حیان نے ذکر کیا ہے۔

وَقَدْ وَرَدَ الْقرآنُ بِاَنَّ الْحَسَنَۃَ یعنی قرآن شریف نیکی کے تمام اعمال

فِی جَمِیعِ اعمالِ البِرّ بِعَشرَۃِ اَمثَالِھَا، وَاقتَضَتِ ھٰذِہِ الآیَۃُ (ای آیت ۲۶۱ البقرۃ)

پر دس گنا ثواب کا ارشاد فرماتا ہے اور یہ آیت مبارکہ (سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۱)

اَنَّ نَفقَۃَ الجِھادِ بِسَبعِمائَۃِ ضِعفٍ وَمِن ذَالِکَ الحَدِیثِ الصَّحِیحِ (انتہیٰ)

جہاد کے خرچہ پر سات سو گنا ثواب کا تقاضا کرتی ہے اور اس بارے میں صحیح حدیث بھی اسی طرح وارد ہوئی ہے

ابو حیان کی مذکورہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ رائے ونڈ والے تبلیغی پروگرام پر مذکورہ (انچاس کروڑ کا) ثواب نہیں ملے گا اور نہ ہی یہ تبلیغی پروگرام اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مساعی کا فرد ہے کیونکہ قرآن شریف اور صحیح حدیث سے یہ ثواب انفاق فی الجہاد کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ ابنِ ماجہ کی حدیث اور قرآن میں وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَن یَّشَاءُ وارد ہوا ہے اور ابوداؤد کی حدیث میں یُضَاعف علی النفقہ فی سبیل اللہِ آیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجر و ثواب کی زیادتی اس قدر ہے کہ جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے انسان کے علم میں زیادتی اس سے بالاتر ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ معارف القرآن یُضَاعِفُھَا کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

"اور آخرت میں چند در چند ثواب بڑھا کر نوازیں گے۔"

مزید لکھتے ہیں

"اور اللہ کی ذات تو کریم ذات ہے وہ اپنی بے پایاں رحمت سے بڑھا کر دے دیتے ہیں کہ حساب و شمار میں بھی نہیں آتا۔

(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۰)

فصل یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ تعلیم وتعلّم امر بالمعروف ونھی عن المنکر یعنی تبلیغ اور جہاد یعنی کافروں کے ساتھ جنگ کرنا، یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں یہی وجہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف اور اسکے علاوہ دیگر کُتب حدیث میں بھی ان تینوں کے جُداگانہ ابواب وعنوانات قائم کرکے ہرایک کے فضائل اور احکامات کو ان ابواب وابحاث میں ذکر کیا گیا ہے اور چونکہ مذکورہ بالا احادیث کو ابنِ ماجہ اور ابو داؤد نے کتاب الجہاد میں ذکر کیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان حدیثوں میں مذکورہ ثواب صرف مجاھدین (کافروں کے ساتھ لڑنے والوں) کے ساتھ خاص ہے اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

عن معاذ بن جبل ان الغزاۃ المنفقین قد خباء اللہ تعالیٰ لھم من خزائن رحمۃ ماینقطع (؟) عنہ علم العباد۔

خرچہ کرنے والے غازیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانوں میں سے وہ کچھ مخفی و پوشیدہ کر رکھا ہے جس کا ادراک بندوں کا علم نہیں کر سکتا۔

(تفسیر مراغی)

اور خود ابن ماجہ کی حدیث میں دو ایسے قرینے بھی موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ثواب غازیوں کے لیے خاص ہے اور ابن ماجہ وابو داؤد کی حدیثوں میں لفظ فی سبیل اللہ سے مراد صرف اور صرف غزوہ اور کافروں کے ساتھ جنگ کرنا ہے اسے کسی دوسرے معنی پر محمول کرنا اور اس سے رلائے ونڈ والا عمل مراد لینا حدیث میں معنوی تحریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاد کی کھلی خلاف ورزی ہے جس

سے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

اجر و ثواب کے متعلق حدیث ابنِ ماجہ میں نکتے کی بات مذکورہ بالا حدیث میں ایسے نکتے موجود ہیں جن سے اجر و ثواب کی واضح تعیین ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کسی طویل بحث یا دور از کار تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ حدیث کے شروع میں آپ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا یہ ارشاد ہے کہ مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِہٖ جس نے گھر بیٹھے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نفقہ (روپیہ وغیرہ) بھیج دیا اور اسی ہی حدیث میں آپ کا دوسرا فرمان کہ مَنْ غَزٰی بِنَفْسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْہِ ذَالِکَ جس نے بنفسِ نفیس خود غزوہ میں شرکت بھی کی اور اس میں خرچہ وغیرہ بھی کیا۔ آپ کے ان دونوں ارشادات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر صرف اور صرف غزوہ کا ثواب مراد ہے جو غازی کے لیے ہے، اب یہ کہنا کہ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کا مفہوم کلّی ہے یا عام ہے۔ درحقیقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وَالہٖ وسلّم کی منشاء کے خلاف کرنا اور ان کے فیصلے کا انکار کرنا ہے اور خود کو قرآن شریف کے اس ارشاد کا مصداق بنانا ہے۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول اللہ کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ وہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ (سورہ نساء)

لیکن یہ نام نہاد تبلیغی حضرات تو رائے ونڈ والے مشن کے خلاف نہ قرآن ماننے کو تیار ہیں اور نہ ہی سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کو اور نہ ہی دیگر دلائل شرعیہ کو۔

امام نووی نے حدیث رسول اللہ علیہ وَالہ وسلّم کی شرح میں فرمایا

ہے کہ:

فَاَمَّا مَنْ لَيْسَ بِاَهْلِ الْحُكْمِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْحُكْمُ فَاِنَّ حَكَمَ فَلَا اَجْرَ لَهُ بَلْ هُوَ اٰثِمٌ فَلَا يَنْفُذُ حُكْمُهُ، سَوَآءٌ وَافَقَ الْحَقَّ اَمْ لَا لِاَنَّ اَصَابَتَهُ اِتِّفَاقِيَةٌ لَيْسَتْ صَادِرَةً عَنْ اَصْلٍ شَرْعِيٍّ فَهُوَ عَاصٍ فِيْ جَمِيْعِ اَحْكَامِهِ سَوَاءٌ وَافَقَ الصَّوَابَ اَمْ لَا ۔

(شرح مسلم بحوالہ مقدمہ میزان شعرانی ص۲۰)

جو شخص حکم (فتویٰ وفیصلہ) دینے کے اہل ہی نہیں اس کا حکم دینا بھی درست نہیں اور اگر اس نے حکم دے بھی دیا تو اس کو اس کا اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ اس حکم کی وجہ سے گنہگار ہی ہوگا۔ اس لیے اس کا حکم بھی نافذ نہیں ہوسکتا خواہ وہ حق کے مطابق ہو یا نہ ہو کیونکہ اس کی اصابت حق محض اتفاقی ہے کسی شرعی قاعدے کے موافق نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار ہوگا خواہ اس کا فیصلہ حق کے مطابق ہے یا نہیں۔

یہ بات تو پہلے ہی بیان ہو چکی ہے کہ رائے ونڈ والا طریقہ تینوں بہترین ادوار میں سے کسی بھی دورِ مبارک میں نہیں تھا، نہ رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہ کرام کے دورِ مسعود میں اور نہ ہی تابعین وتبع تابعین کے مبارک زمانے میں اس طرح کی گشت لگانے یا تین روزہ چکّر یا چلّہ وغیرہ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ یہ بدعتِ سیّۂ اور حادث طریقہ ہے جسے مولانا الیاس نے ۱۹۳۰ء میں ایجاد کیا تھا، قرآن وسنّت، فقہ اور تاریخ وغیرہ سے کہیں پر بھی اس کا وجود نہیں ملتا، بلکہ خود مولانا زکریا کا بیان اور تبلیغی نصاب پر تحریر عبارت "بانی سلسلۂ تبلیغ مولانا الیاس"، دو ایسی

شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتاہے کہ یہ طریقہ نیا ہے کوئی ابتداء اسلام کے شروعاتی دور مبارک کا طریقہ نہیں۔

معارف القرآن میں خیر القرون کا طریقہ تبلیغ یوں بیان کیا گیا ہے" ان کو پیغام پہنچانے کا طریقہ علمِ دین کی نشر واشاعت تھی جس کو حضرات صحابہ وتابعین نے پوری کوشش سے انجام دیا"، اس اعتبار سے رائے ونڈ والے طریقہ کو راہِ خدا کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر میں فی سبیل اللہ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ لفظ فی سبیل اللہ کے لفظی معنی بہت عام ہیں، جو جو کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کئے جائیں وہ سب اس عام مفہوم کے اعتبار سے فی سبیل اللہ میں داخل ہیں، جو لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی تفسیر و بیان اور آئمۂ تفسیر کے ارشادات سے قطع نظر محض لفظی ترجمہ کے ذریعے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں یہاں ان کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ لفظ فِی سبیل اللہ دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں، مساجد، مدارس، شفا خانوں، مسافر خانوں وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا اور ان رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہوں اور تمام دفتری ضروریات ان سب کو انھوں نے فی سبیل اللہ میں داخل کرنے مصرف زکوٰۃ قرار دے دیا جو سراسر غلط اور اجماعِ اُمّت کے خلاف ہے، صحابہ کرام جنھوں نے قرآن کریم کو براہ راست رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے پڑھا اور سمجھا ہے اس کی اور آئمۂ تابعین کی جتنی تفسیریں اس لفظ کے متعلق منقول ہیں ان میں اس لفظ کو حجّاج اور مجاہدین کے لیے مخصوص قرار دیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ فی سبیل اللہ

کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے بیان اور صحابہ وتابعین کی تصریحات سے ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب فی سبیل اللہ سے عموم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے بیان اور صحابہ وتابعین کی تصریحات سے ثابت ہے، مراد نہیں تو حدیث رسول صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے عموم لینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے، حدیثِ رسول صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عموم سمجھ میں آیا ہے وہ رسول اللہ کی مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے جو صحابہ وتابعین محدثین کی تصریحات سے ثابت ہے اور صاحب ابن ماجہ وابو داؤد نے جس کے بارے میں گواہی دی ہے وہ جہاد ہے یعنی غزوہ اور کافروں سے جنگ ہی ہے۔

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب رقمطراز ہیں مسلمانوں کی سعادت اسی میں ہے کہ ہر کام میں کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کا اتباع کرے اور جس آیت یا حدیث کی مراد میں اشتباہ ہو اس میں اسکو اختیار کرے جس کو جمہور صحابہ کرام نے اختیار فرمایا ہو۔ اسی مقدّس اصول کو نظر انداز کر دینے سے اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہو گئے کہ تعامل صحابہ اور تفسیراتِ صحابہ کو نظر انداز کر کے اپنی طرف سے جو جی میں آیا اس کو قرآن وسنّت کا مفہوم قرار دے دیا، یہی وہ گمراہی کے راستے ہیں جن سے قرآنِ کریم نے بار بار روکا اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے عمر بھر بڑی تاکید کے ساتھ منع فرمایا اور اس کے خلاف کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔ (معارف القرآن جلد ۳ صـ ۵۰۳ - ۵۰۴)

تو پھر اس کے باوجود بھی رائے ونڈ والے عمل کو خدا کا راستہ کہنا جائز ہو سکتا ہے؟

ہجرت کی اقسام

صاحبِ معارف القرآن سفرِ ہجرت کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرطبی نے بحوالۂ ابنِ عربی لکھا ہے کہ وطن سے نکلنا اور زمین میں سفر کرنا کبھی تو کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے ہوتا ہے اور کبھی کسی چیز کی طلب وجستجو کے لیے، پہلی قسم کا سفر جو کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے ہو اس کو ہجرت کہتے ہیں اور اس کی چھ قسمیں ہیں۔

اوّل دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف جانا یہ قسم سفر عہدِ رسالت میں بھی فرض تھی اور قیامت تک بشرطِ استطاعت وقدرت فرض ہے۔ (جب کہ دار الکفر میں اپنے جان و مال اور آبرو کا امن نہ ہو یا دینی فرائض کی ادائیگی ممکن نہ ہو) اس کے باوجود دار الحرب میں مقیم رہا تو گناہ گار ہوگا۔

دوسرا دار البدعت سے نکل جانا، ابنِ قاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سُنا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے اس مقام میں قیام کرنا حلال نہیں جس میں سلفِ صالحین پر سبّ وشتم کیا جاتا ہو، ابن عربی یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر تم کسی منکر کا ازالہ نہیں کر سکتے تو تم پر لازم ہے کہ خود وہاں سے زائل یعنی علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے۔ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ ط (معلوم ہوا کہ گذرے نیک لوگوں کو بُرا بھلا کہنے والے بدعتی ہیں۔)

تیسرا وہ سفر ہے کہ جس جگہ پر حرام کا غلبہ ہو وہاں سے نکل جانا۔ کیونکہ طلبِ حلال ہر مسلمان پر فرض ہے۔

چوتھا جسمانی اذیتوں سے بچنے کے لیے سفر، یہ سفر جائز اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے کہ انسان جس جگہ دشمنوں سے جسمانی اذیتوں کا خطرہ محسوس کرے وہاں سے نکل جائے تاکہ اس خطرہ سے نجات ہو۔ یہ چوتھی قسم کا سفر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ جبکہ قوم کی ایذاؤں سے نجات حاصل کرنے کے لیے عراق سے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور فرمایا اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ط اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی ایک سفر مصر سے مداین کی طرف کیا۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا یَّتَرَقَّبُ ط۔

پانچواں سفر آب وہوا کی خرابی اور امراض کے خطرہ سے بچنے کے لیے ہے۔ شریعتِ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ چرواہوں کو مدینہ سے باہر جنگل میں قیام کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ شہری آب وہوا ان کو موافق نہ تھی، اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا تھا کہ دارالخلافہ اُردن سے منتقل کر کے کسی سطح مرتفع پر لے جائیں جہاں آب وہوا خراب نہ ہو، لیکن یہ اس وقت میں ہے جب کسی مقام پر طاعون یا دبائی امراض پھیلے ہوئے نہ ہوں۔

چھٹا سفر اپنے مال کی حفاظت کے لیے ہے۔ جب کوئی شخص کسی مقام میں چوروں ڈاکوؤں کا خطرہ محسوس کرے تو وہاں سے منتقل ہو جائے شریعتِ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے کیونکہ مسلمان

کے مال کا بھی ایسا ہی احترام ہے جیسا اس کی جان کا ہے۔
یہ چھ اقسام تو ترکِ وطن کی ہیں جو کہ کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے کیا گیا ہو اور جو سفر کسی چیز کی طلب و جستجو کے لیے کیا جائے اس کی نو قسمیں ہیں۔

① **سفرِ عبرت** یعنی دنیا کی سیر و سیاحت اس لیے کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور قدرت کاملہ کا اور اقوامِ سابقہ کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرے، قرآن نے ایسے سفر کی ترغیب دی ہے۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط

② **سفرِ حج** اس کا چند شرائط کے ساتھ فرضِ اسلامی ہونا سب کو معلوم ہے۔

③ **سفرِ جہاد** (یعنی غزوہ کا سفر) اس کا فرض یا واجب یا مستحب ہونا بھی سب مسلمانوں کو معلوم ہے۔

④ **سفرِ معاش** جب کسی شخص کو اپنے وطن میں ضرورت کے مطابق معاشی سامان حاصل نہ ہو سکے تو اس پر لازم ہے کہ یہاں سے سفر کر کے دوسری جگہ تلاشِ روزگار کرے۔

⑤ **سفرِ تجارت** یعنی قدرِ ضرورت سے زائد مال حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا، یہ بھی شرعاً جائز ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ط۔ اِبْتغاءِ فضل سے مراد اس آیت میں، تجارت ہے۔

⑥ **طلبِ علم کے سفر** اس کا بقدرِ ضرورتِ دین فرضِ عین ہونا اور زائد از ضرورت کا فرضِ کفایہ ہونا معلوم و معروف ہے۔

⑦ **سفرِ زیارت** | کسی مقام کو مقدّس اور متبرک سمجھ کر اس کی طرف سفر کرنا۔

⑧ **اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لیے سفر** | جس کو رباط کہا جاتا ہے احادیث کثیرہ میں اس کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔

⑨ **عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کے لیے سفر** | حدیث میں اس کو بھی باعثِ اجر و ثواب قرار دیا ہے۔

[تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۳۴۹ تا ۳۵۱
معارف القرآن جلد ۵ ص ۳۲۹ تا ۳۳۱ سورۃ نساء]

نظرِ انصاف

قارئین محترم! اگر آپ انصاف کو مدِّ نظر رکھ کر مندرجہ بالا اقسامِ سفر کو بار بار غور سے ملاحظہ فرمائیں تو تبلیغ کے نام سے کیا جانے والا رائے ونڈ کا سفر اور نقل و حرکت ان اقسام میں سے کسی بھی قسم میں داخل و شامل نہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رائے ونڈ مارکہ طریقۂ تبلیغ کا سفر دراصل سفرِ معصیت اور بدعت دنا جائز سفر ہے اس کو اللہ تعالےٰ کا راستہ کہنا قطعاً صحیح نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنی شہرہ آفاق تفسیر بیان القرآن ص ۱۲۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"علم کے شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی ان کا وعظ

سننا جائز نہیں۔"
مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

" اگر کوئی شخص بلا تحقیق محض اپنے خیال سے کسی کو عالم و مقتدیٰ قرار دے کر اس کے قول پر عمل کرے اور وہ فی الواقع اس کا اہل نہیں تو اس کا وبال تنہا اس مفتی اور عالم پر نہیں ہے بلکہ یہ شخص بھی برابر کا مجرم ہے جس نے تحقیق کیے بغیر اپنے ایمان کی باگ ڈور کسی ایسے شخص کے حوالہ کر دی۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہ ارشادِ قرآنی ہے۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ! یعنی یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے کے عادی ہیں اپنے مقتداؤں کے علم وعمل اور امانت و دیانت کی تحقیق کیے بغیر ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ان سے موضوع اور غلط روایات سننے اور ماننے کے عادی ہو گئے ہیں۔" (معارف القرآن جلد ۳ صـ ۱۴۹)

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ رائے ونڈ والا طریقہ اور عمل اللہ تعالیٰ کی راہ نہیں اور ابنِ ماجہ اور ابوداؤد کی حدیثوں کا اُسے مصداق گردانا تحریف فی الدین ہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں تحریف فی الدّین اور محرّفین کے اتّباع سے مامون و محفوظ رکھے۔ (آمین)

اہلِ رائے ونڈ کی علمی خیانت

آخر میں ہم رائے ونڈ والے حضرات کے اس قول پر بھی نظر کرلیں جس میں وہ اس راستے میں (رائے ونڈ کے طریقۂ تبلیغ کے لیے) نکلنے کو جہادِ اکبر کہہ کر سادہ لوح مسلمانوں کو خوب ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک غزوہ (کافروں کے ساتھ جنگ) سے واپسی پر فرمایا تھا رَجَعنَا مِنَ الجِهَادِ الاَصغَرِ اِلَى الجِهَادِ الاَكبَرِ ہم جہادِ اکبر کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس راہ (رائے ونڈ کی تبلیغ) میں نکلنا جہادِ اکبر ہے۔

اب سوچنا یہ ہے کہ اہلِ رائے ونڈ کا اپنے اس جہادِ اکبر کے لیے مذکورہ حدیث کو بطورِ دلیل پیش کرنا درست بھی ہے یا ان لوگوں کی طرف سے حدیث میں معنوی تحریف ہے؟

درحقیقت بقولِ تفسیر بحرِ محیط جلد ۳ مصنّف محی امام ابی محمد الحسین الفراء البغوی متوفّٰی ۵۱۶ھ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے یہ ارشاد غزوۂ تبوک سے مدینے کی طرف واپس تشریف لاتے وقت فرمایا تھا اور حدیث شریف میں لفظ رَجَعنَا ہے جس کا مادہ ہے رجوع اور رجوع کے معنی ہیں واپس ہونا، مڑنا، لوٹنا۔

(فیروز اللغات)

جس کا مطلب ہے کسی کام وغیرہ سے فارغ ہو کر واپس ہونا

ٹوٹنا جبکہ اہلِ رائے ونڈ کا مدعیٰ ہوتا ہے تبلیغ وغیرہ کے لیے نئے سرے سے جانا اس کے لیے گھر سے تیار ہو کر نکلنا وغیرہ۔

اب لفظ رجوع "نکلنا" یا "جانا" مراد لینا حدیث کے معنی میں کھلی تحریف نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا ایسا کرنے والے ان آیاتِ مبارکہ کا مصداق نہیں؟ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ؕ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرمائیں) تو آپ (اس وقت منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۲ صـ ۴۵۵)

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ الخ پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عند اللہ) ایماندار نہ ہوں گے۔ الخ اور اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِہِ اللّٰہُ ؕ

آپ حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسی کھلی مخالفتِ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغِ دین کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا

۱۴۰۱

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو (القرآن)

جہادِ اکبر کی حقیقت اور فضیلت

صاحب تفسیر مظہری نے ذکر کیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ إلی ان قال قُلْنَا اَلْمُرَادُ بِالذِّکْرِ فِی ھٰذَا الحدیثِ الحُضُورُ الدَّائِمِی الَّذِی لَافتور فیہ لا الصَّلوٰۃُ والصوم الَّذَیْنِ ھُمَا حَظُّ الزُّھَادِ وَھُوَ المُرَادُ مِنَ الجِھَادِ الاَکْبَرِ فِیْمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَدْ رَجَعَ مِنَ الغَزْوِ رَجَعْنَا مِنَ الجِھَادِ الاَصْغَرِ مُشْتَغِلًا بِالجِھَادِ الاَکْبَرِ قُلْنَا نَعَمْ کَانَ مُشْتَغِلًا بِذٰلِکَ لٰکِنِ الحَالُ تَتَفَاوَتُ بِمَزِیْدِ الاِھتمامِ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ (تفسیر مظہری پ ۲ ص ۲۵۸)

یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر انسان کو اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی اور عمل نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ذکر سے مُراد دائمی حضور ہے جس میں کوئی نقص وغیرہ نہ ہو، نماز اور روزہ مراد نہیں ہے جو کہ زاہدوں کا حصّہ ہے۔ غزوہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرمان رَجَعْنَا مِنَ الجِھَادِ الاَصْغَرِ اِلَی الجِھَادِ الاَکْبَرِ سے بھی یہی مراد ہے اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جہادِ اصغر میں ہوتے ہوئے جہادِ اکبر میں مشغول نہ تھے ہم کہتے ہیں کہ ہاں اسمیں مشغول تھے لیکن مزید اہتمام کے

بدولت حال تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہی علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری پ ۱۷ ص ۳۵۲ پر حق جہادہٖ کی تفسیر میں لکھتے ہیں قَالَ عبد اللہ بن مبارک هُوَ مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَهُوَ جِهَادُ الْاَكْبَرُ وَهُوَ الْجِهَاد قَالَ بغوی وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تبوك قَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قَالَ البغوی اَرَادَ بِالْجِهَادِ الْاَصْغَرِ الْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ وَبِالْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الْجِهَادُ مَعَ النَّفْسِ وَاَخْرَجَ البیهقی فِی الزُّهْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَوْمٌ غُزَّاةٍ فَقَالَ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قِيْلَ وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ؟ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ لِهَوَاهُ قَالَ البیهقی هٰذَا اسنادٌ فِيْهِ ضُعْفٌ مزید آگے ص ۳۵۴ پر لکھتے ہیں:

فائدہ قَوْلُهٗ صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلّم قدمتم خیر مقدمٍ من الجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ يُفِيْدُ اَنَّ الْجِهَادَ الْاَكْبَرَ يعنی الْمُجَاهَدَ مَعَ النفس اِنَّمَا يتاتى المريد بِمُصَاحَبَةِ الشيخ الكاملِ المكمل فَاِنَّهُمْ لَمَّا قَدِمُوا على النبی صلّی اللّٰهُ عليهِ وسلّم بَعْدَ المحاربة مع الْكُفَّارِ اِكْتَسَبُوا بِبَرَكَةِ صُحْبَتِهٖ وَانْعِكَاسِ اَشِعَّةِ انوارِهٖ صَفَاءً فی الْقلب وَفَنَاءً فی النفس وقولُهٗ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الضَّمِيْرُ للمتكلم مَعَ الْغَيْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ اسنادُ الرُّجُوْعِ اِلٰى مَنْ مَّعَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا فی حَالَةِ الْجِهَادِ مَشْغُوْلِيْنَ بِمُحَارَبَةِ الْكُفَّارِ ثُمَّ

اِذَا صَارُوا فِی الْمَدِیْنَۃِ مُقِیْمِیْنَ مَعَ النَّبِیِّ لَمْ یَکُنْ حِیْنَئِذٍ اِلَّا الْاِقْتِبَاسُ لِاَنْوَارِہٖ وَالْاِقْتِفَاءُ بِمَعَالِمِ اٰثَارِہٖ وَاَخْذُ الْعُلُوْمِ الظَّاھِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ مِنْ جَنَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نفس اور خواہشات کے خلاف مجاہدہ کرنا ہی اس کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنا ہے اور یہی جہادِ اکبر ہے۔

امام بغوی کہتے ہیں روایت ہے کہ حضور نبی مکرّم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس ہوئیں۔

امام بغوی کا کہنا ہے کہ یہاں جہادِ اصغر سے مراد کفّار سے اور جہادِ اکبر سے مُراد نفس سے جہاد کرنا ہے۔

امام بیہقی نے کتاب الزھد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلّی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم کے پاس غازیوں کا ایک گروہ آیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم نے فرمایا تم لوگ جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف کیا ہی خوب آئے ہو (یعنی آپ کا آنا آپ کو مبارک ہو)۔

آپ صلّی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم سے پوچھا گیا کہ جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا بندہ کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

قاضی ثناء اللہ صاحب "فائدہ" کا عنوان دے کر مزید لکھتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم کے اس بیان قَدِمْتُمْ خَیْرَ مَقْدَمٍ مِنَ

الجہادِ الاصغر الی الجہادِ الاکبر سے یہ معلوم ہوا کہ جہادِ اکبر یعنی نفس سے مجاہدہ کرنا مرید کو کامل و مکمل شیخ کی مصاحبت سے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ وہ لوگ بھی جب کفّار کے ساتھ جنگ کے بعد حضور پاک صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے تو وہ آپؐ کی صحبت کی برکت اور آپ کی ضیا پاشیوں کی تجلیات سے قلب میں صفائی اور فنا فی النفس کا مقام حاصل کرتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ الخ میں "نا" ضمیر متکلم مع الغیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رجوع کی اسناد صحابہ کرام میں سے آپ کے ساتھیوں کی طرف ہے اس لیے کہ وہ لوگ حالتِ جہاد میں تو کفّار کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہوتے تھے اور جب وہ مدینہ شریف میں آپؐ کے ساتھ ہوتے تھے تو اس وقت آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے انوار و تجلّیات سے اقتباس اور آپ کے آثار سے اکتسابِ فیض اور آپؐ کی بارگاہِ اقدس سے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے علاوہ ان کا کوئی اور کام ہوتا ہی نہیں تھا۔

دوسرے مقام پر علّامہ مظہری فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ جِهَادِ عَدُوِّكَ فَانْصَبْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:۔

قَالَ الْحَسَنُ وَزَيْدُ بْنُ مسلم اذا فَرَغْتَ مِنْ جِهَادِ عَدُوِّكَ فَانْصَبْ فِي عِبَادَةِ رَبِّكَ وَهٰذَا معنى قوله صلى الله عليه وسلم رجعنا من الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ۔ (تفسیر مظہری پ ۳۰ ص ۲۹۴)

حسن اور زید بن اسلم نے کہا ہے کہ جب آپ اپنے دشمنوں کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کی عبادت میں محنت و مشقت برداشت کر اور نبی پاک کے اس فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

کا بھی یہی معنیٰ ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ نبی پاکؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں تو اس جہاد (جہاد اکبر) کا حاصل مطلب دل کو غیر اللہ کی طرف مائل ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت وطاعت میں مستغرق کرنا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صـ۲۹۷)

نیز تفسیر بحر محیط میں ہے کہ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر پس جہاد اصغر تو کافروں سے مقابلہ کرنا ہے اور جہادِ اکبر نفس کے خلاف لڑنا ہے اور اس کی دلیل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ رجعنا من الجهادِ الاصغر الی الجهادِ الاکبر اور نفس کے خلاف جہاد کرنا اس لیے جہادِ اکبر ہے کہ جس نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا تو گویا اس نے دنیا کے خلاف جہاد کیا اور جو بھی شخص دنیا میں غالب آئے گا۔ اس کے لیے دشمنوں کے ساتھ مجاہدہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

(تفسیر بحر محیط جلد ۲ صـ۲۳۲)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ وفضل الجهادِ عظیمٌ وکیفَ وَحاصلهُ بزل اَعزِّ المحبوب وَاِدخالُ اَعْظَمِ المشقاتِ علیه وَهُوَ نفس الاِنسان اِبتغاءَ مَرضاةِ اللهِ وتقرُّبًا بِذالكَ الیه تعالی وَاَشَقُّ مِنهُ قصر النفسِ علی الطاعاتِ فی النشاطِ وَ دافعُ الکس علی الدوم ومجانبةُ أهویتِهاَ وَلِذا قال علیه السلام وَقدْ رَجعَ مِنْ غزاةٍ رَجعْنَا مِنَ الجهادِ الاصغر اِلی الجهادِ الاکبر وَیدُلُّ علی هذا انّهُ علیه السّلام اَخرهُ فی الفضیلةِ عن الصّلٰوۃ علیٰ وَقتِها۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صـ۲۶۴ مکتبہ امدادیہ ملتان)

جہاد کی فضیلت بہت بڑی ہے اور کیونکر نہ ہو؟ اس لیے کہ جہاد کا اصل حاصل تو نفسِ انسان کا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے قرب حاصل کرنے کے لیے محبوب ترین اشیاء کو خرچ کرنا اور سخت مشکلات و مشقتوں کو جھیلنا ہے اور اس سے بھی زیادہ مشکل یہ کہ نفس کو حالتِ خوشی میں اس کی عبادت پر پابند کرنا اور خود سے سستی و کاہلی کو ہمیشہ دور کرنا اور نفسانی خواہشات سے بچانا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپس ہوتے وقت فرمایا تھا رجعنا من الجہاد الاصغر الیٰ الجہاد الاکبر اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے اسے فضیلت کے اعتبار سے وقت پر نماز پڑھنے سے مؤخر فرمایا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی لامع الدراری علیٰ جامع البخاری جلد ۲ ص ۲۷۴ پر لکھتے ہیں اَلْجِهَادُ بِحَسْبِ الْاِصْطِلَاحِ قِتَالُ الْكُفَّارِ لِتَقْوِيَةِ الدِّيْنِ۔

یعنی اصطلاح میں جہاد، دین کی تقویت کی خاطر کافروں کے ساتھ قتال کرنے کو کہا جاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ وَفِی الْاَوْجَزِ قَالَ رَاغِبُ الْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ اِسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِی مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ وَالْجِهَادُ ثَلٰثَةُ اَضْرُبٍ مُجَاهَدَةُ الْعَدُوِّ الظَّاهِرِ وَالشَّيْطٰنِ وَالنَّفْسِ وَقَدْ قَالَ النبی صلی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ كذا فی المشکوٰۃ بروایت شعب البیہقی، وَقَالَ ابن العربی فی العارضۃ هٰذَا مَذْهَبُ الصُّوْفِيَّةِ اَنَّ الْجِهَادَ الْاَكْبَرَ جِهَادُ الْعَدُوِّ الدَّاخِلِ وَهُوَ النَّفْسُ قالوا وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ

تعالیٰ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَلَیْسَ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ الْعَدُوَّ الْمُبَایِنَ وَاِنَّمَا الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ الْعَدُوَّ الْمُخَالِطَ وَلِذَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ غَزَاةٍ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ۔ اہ مُختصرا وَهٰذَا حدیث معروفٌ عِنْدَ الصُّوْفِیَّةِ ذَکَرَ الغزالی فِیْ عِدَّةِ مَوَاضِعِ مِنَ الْاَحْیَاءِ۔

مولانا محمد زکریاؒ نے اوجز المسالک میں نقل کیا ہے کہ امام راغب نے فرمایا ہے کہ دشمن کے دفاع میں تمام تر کوشش کرنا جہاد اور مجاہدہ ہے اور جہاد کی تین قسمیں ہیں

(۱) ظاہری دشمن سے جہاد۔
(۲) شیطان سے جہاد
(۳) نفس سے جہاد

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ مجاہد تو وہ ہے جو نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

شعب بیہقی کی روایت سے مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہی ہے۔

ابنِ عربی نے العارضہ میں فرمایا۔ کہ صوفیاء کے مذہب کے مطابق داخلی دشمن یعنی نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے اور اللہ تعالےٰ کے اس فرمان وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا سے بھی یہی مراد ہے، وہ شخص مجاہد نہیں جو خارجی دشمن سے جہاد کرتا ہے۔ مجاہد تو وہ شخص ہے جو مخلوط (اندرونی نفسانی) دشمن سے جہاد کرتا ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غزوہ سے واپس ہوتے وقت فرمایا تھا۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ یہ حدیث

صوفیاء کرام کے نزدیک بہت ہی معروف حدیث ہے امام غزالی نے بھی اِسے احیاء العلوم میں متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں مفسرین اور محدّثین کی اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے گھر اور گاؤں میں رہتے ہوئے کامل علماء دین کی صُحبت سے اکتسابِ فیض اور علم وعرفان حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دل وجان سے مستغرق و مشغول رہنا اور اس پر مداومت کرنا ہی جِہادِ اَکبر ہے نہ کہ عبادت کے نام پر گھر بار چھوڑ چھاڑ کر در در کی خاک چھانتے رہنا ۔ (اس لیے بھی کہ ایسا کرنے سے نفس اور اہلِ خانہ کے حقوق کی پامالی بھی ہوتی ہے اور کوئی بھی شخص حقوق العباد کو پامال کر کے جہاد کا ثواب کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔) نصرانیت کے نزدیک تو ایسا کرنا عبادت ہو سکتی ہے لیکن اسلام نے اِسے رہبانیت قرار دیکر منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو

تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صہ ۴۶۹ ۔

تفسیر مراغی جلد ۷، صہ ۲۴

اور تفسیر جمل صہ ۳۸۲ پر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں مجاہدہ کرنا ہی جِہادِ اکبر ہے۔

روح المعانی جلد ۲۱ صہ ۱۶ پر ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہی جہادِ اَکبر ہے۔

اس کے برعکس تفسیر وحدیث کے علماء میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تبلیغ کے نام پر اہل وعیّال کو چھوڑ کر ان کے معاشی ومعاشرتی حقوق سے صرفِ نظر کر کے نکل کھڑا ہونا جہاد اَکبر ہے ۔ وَمَنْ ادعیٰ فعلیہ البیان۔

اس لیے رائے ونڈ والے طریقۂ تبلیغ کی خاطر نکلنے کو جہادِ اکبر

کرنے کے لیے مذکورہ حدیث کو دلیل بنانا قطعی بے علمی، واضح گمراہی ہے اور معاذاللہ نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خلاف کھلی جنگ اور خود کو شارع بنانے کے مترادف ہے محض اچھے نام رکھنے سے گناہ اور بُرا کام کبھی بھی اچھے اور عبادت نہیں بن سکتے بلکہ یہ دین کے نام پر قرآن اور سنّت کے ساتھ استہزا ئہے۔

قرآن و سنّت میں اپنی رائے داخل کرنا حرام ہے

سورۂ نساء کی آیت ۱۴۰ اور سورۂ انعام کی آیت ۶۸ کے تحت مفتی محمد شفیع تفسیر معارف القرآن جلد ۲ میں رقمطراز ہیں کہ ان آیتوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہم نے تو اصلاح انسانی کے لیے پہلے ہی یہ حکم بھیج دیا تھا کہ کفّار و فجار کی مجلس میں مت بیٹھو اور تعجّب ہے کہ یہ غافل لوگ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہم کہ ان سے دوستی کرنے لگے اور ان کو عزّت و قوّت کا مالک سمجھنے لگے، اِن دونوں آیتوں کا مفہوم مشترک یہ ہے کہ اگر کسی مجلس میں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار یا ان پر استہزاء کر رہے ہوں تو جب تک وہ اس بیہودہ شغل میں لگے رہیں ان کی مجلس میں بیٹھنا اور شرکت کرنا ہی حرام ہے پھر سورۂ انعام کی آیت کے الفاظ میں تعمیم اور مزید تفصیل ہے، اس میں آیاتِ الٰہیہ میں جھگڑا کرنا مذکور ہے جس میں کفر و استہزاء بھی داخل ہے اور آیت کی تحریفِ معنوی، یعنی آیاتِ قرآنی کے ایسے معنی نکالنا جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی تفسیر کے خلاف یا اجماعِ اُمّت کے خلاف ہوں۔ یہ بھی اسی میں داخل ہیں اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباس سے بروایت ضحاک منقول ہے کہ اس آیت کے مفہوم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو قرآن کی تفسیر غلط یا اس میں تحریف کرنے والے یا بدعات نکالنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کریم کے درس یا تفسیر میں تفسیر سلفِ صالحین کا پابند نہیں بلکہ ان کے خلاف معانی بیان کرتا ہے اس کے درس و تفسیر میں شرکت بنصِ قرآنی ناجائز اور بجائے ثواب کے گناہ ہے۔

تفسیر بحرِ محیط میں ابوحیان نے فرمایا کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس بات کا زبان سے کہنا گناہ ہے اسے کانوں سے باختیار خود سننا بھی گناہ ہے۔ (معارف القرآن جلد ۲ صـ ۵۸۴)

حضرت مولانا شمس الحق افغانی نے عُلُومِ قرآن میں ذکر کیا ہے کہ ہر وہ تفسیر جو صحابہ و تابعین کی تفسیر کے خلاف ہو اس کا مفسر غلطی کا مرتکب اور بدعتی ہے۔ (صـ ۹۴)

مزید لکھتے ہیں کہ قرآن کی ان تحریفات سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی اور مصیبت نہیں۔ (صـ ۹۶)

اسی طرح احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریحِ سلف سے انحراف کرنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے قرآن کریم کی طرح احادیث میں تحریف معنوی کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

حرفِ آخر

جب مذکورہ بالا تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی کہ رائے ونڈ کا طریقۂ تبلیغ میں قرآن پاک اور احادیثِ نبوی میں معنوی تحریف کی جا رہی ہے کیونکہ یہ طریقۂ تبلیغ تو بالکل نیا اور حال ہی میں چودہویں صدی ہجری میں پیدا کردہ ایک بدعت ہے اور بدعات کی مذمت بکثرت احادیث سے ثابت ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے دامن بچانا بہت ہی ضروری و لازمی ہے۔

اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ (اگر اِسے بدعتِ حسنہ بھی مان لیا جائے تو بھی) موجودہ طریقۂ تبلیغِ رائے ونڈ مولوی الیاس کے طریقہ و مذہب کے مطابق نہیں رہا بلکہ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندِ "ارجمند" مولوی یوسف صاحب نے اپنی وہابیت کا اعلان کر کے اُسے خالص وہابی تحریک میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان کا اعترافِ وہابیت "سوانح حضرت مولانا محمد یوسف امیرِ تبلیغی جماعت پاک و ہند"، مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور صـ۱۹۱ پر بایں الفاظ موجود ہے۔

"اور ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"

اور اسی کتاب کے صـ۱۹۳ پر "میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں"۔ کی شہادت موجود ہے اور بعد میں تو اس تحریک میں جہمیت، جبریت

مرجیت اور اعتزال کے عقائد نے جگہ پکڑ کر اس تحریک کو عظیم فتنہ کا ایسا روپ دے دیا کہ اس کے مقابلے میں قرآنی تعلیمات اور نہ ہی احادیث رسول کو دین سمجھا جاتا ہے بلکہ دین کو تو ان کے چھ نمبروں میں محدود کر کے من گھڑت اور بے بنیاد واقعات و امثال سے تعبیر کرنے لگے اور یوں اسے بالکل ہی اہلِ بدعت کی تحریک بنا دیا ہے اور مولوی الیاس کا وہ خدشہ حرف بحرف پورا ثابت ہوا جو انھیں اس تحریک کی چلت پھرت کی وجہ سے نظر آ رہا تھا' چنانچہ انھوں نے فرمایا تھا کہ

"آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بے کار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکراللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے"

(ملفوظاتِ مولانا الیاس صفحہ ۳۸)

حضرت مولانا سیّد شمس الحق افغانی نے علوم القرآن صفحہ ۱۸۰ پر مسئلہ خاتم النبیین پر بحث کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ "مرتد سازی کا تبلیغِ اسلام نام رکھ کر اس فیکٹری کی آمدنی میں کیا خوب اضافہ کیا گیا"

مولانا عبدالماجد تفسیر ماجدی میں آیت مبارکہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کے تحت فرماتے ہیں "یعنی اس نیک عمل پر ثواب و جزا جو بندہ اپنے ارادہ اختیار سے کرے۔ اور اس عملِ بد پر عذاب و سزا جو بندہ اپنے ارادہ و اختیار سے کرے، یہ رد ہے ہندی و بدمت کے عقیدہ "کرم" کا یعنی انسان جو بھی کرے گا وہ لازمی نتیجہ ہوگا پچھلے جنم میں اس کے افعال و اعمال

کا، گویا اس قالب میں انسان اپنے ارادہ و اختیار سے کچھ بھی نہیں کرسکتا، یہ جبریت کی انتہائی شکل ہے اور تناسخ اور عقیدۂ جبریت لازم و ملزوم ہیں، قرآن کریم نے اس فاسد عقیدہ پر ضرب کاری لگائی اور بتایا کہ نیکی اور بدی کی راہیں تو انسان کے اپنے اختیار کی چیزیں ہیں اور یہیں سے انصاریٰ کے عقیدہ کفارہ کا بھی رد نکل آیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ انسان کو اب عمل صالح کی ضرورت ہی نہیں الخ

(جلد ۱، ص ۱۲۰)

اسی طرح علامہ سید سلیمان ندوی مصنف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۴ میں مسئلہ جبر و قدر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اسی تقدیر الٰہی اور عمل انسانی باہم مل کر انسانوں کی عملی تاریخ تیار کرتے ہیں عموماً لوگ اسی موقع پر جبر و قدر کے مسئلہ کو چھیڑتے ہیں یعنی یہ انسان اپنے عمل میں مجبور ہیں یا مختار؟

مزید لکھتے ہیں کہ "جس طرح اہل مذہب ارادۂ الٰہی اور ارادہ انسانی کی باہمی تطبیق میں حیران ہیں اسی طرح فلسفۂ الٰہیات کے معلم علم الٰہی اور انسان کی عملی آزادی کے درمیان جو تصادم ہے اس کو بمشکل بچا سکتے ہیں"

آگے چل کر علامہ صاحب لکھتے ہیں "چنانچہ یہی چیز ہندو مذاہب میں تناسخ، آواگون اور کرم صورت میں ہے، عیسائیوں میں حضرت آدمؑ کے گناہ اور خدا کی مرضی کے پیرایہ میں ہے"۔

مزید لکھتے ہیں کہ "یہ بھی صداقت ہے کہ دوسری مخلوقات کو نہ سہی مگر انسان کو اپنے اعمال کے کرنے نہ کرنے کا کسی نہ کسی طرح اختیار ضرور بخشا گیا ہے اگر یہ اختیار نہ تسلیم کیا گیا اور انسان کو اسی طرح سراپا مجبور فرض کیا جائے جس طرح دوسری مخلوقات ہے تو پھر انسان کے لیے خیر و شر کا امتیاز

جزا و سزا، شریعت، کتاب، تعلیم اور انبیاء کی بعثت یہ تمام چیزیں بیکار محض ہو جائیں، ظلم و انصاف دنیا میں کوئی چیز باقی نہ رہے، انسان کا اپنے کسی فعل پر قابلِ مدح یا قابلِ ملامت ہونا بے معنی ہو جائے، کسی اچھے کام پر خدا کا اس کو انعام اور بُرے کام پر عذاب دنیا سراسر ظلم بن جائے بلکہ اس دنیا کی عدالت میں بھی وہ اپنے کسی فعل کا ذمہ دار نہ ٹھہرائے۔

مزید تفصیل و تحقیق کے لیے کتاب مذکور اور لامع الدراری شرح صحیح بخاری جلد چہارم مصنف مولانا زکریا اور فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مصنفہ مولانا انور شاہ کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند اور نبراس شرح شرح العقائد نسفی وغیرہ مطالعہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ نام نہاد فرقہ تبلیغیہ کا پہلے کلمہ طیبہ کا یہ معنی کرنا کہ ہمارا یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی، لیکن جب ان پر اعتراضات شروع ہوئے کہ یہ تو کلمہ کے معنی میں تحریف ہے تو پھر کہنے لگے کہ یہ تو کلمہ کا مقصد ہے، دراصل اس طرح یہ لوگ جبریت، جہمیت، مرجیت اور ہندو بدھ مت وغیرہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں نہ کہ مذہب اہلِ سُنّت کی۔

یہ تھا وہ مختصر جائزہ جو یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ نے اگر توفیق بخشی تو انشاء اللہ العزیز پھر کبھی اس بارے میں تفصیل پیش کی جائے گی۔

طالب دعا

مولوی محمد روشن حنفی، نقشبندی، دیوبندی، ساکن کوکاری ضلع سوات صوبہ سرحد

۲۴ اگست ۱۹۹۱ء بوقتِ عشاء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت کے متعلق

اِستفتاء

و

فتویٰ

شیخ الحدیث پیر محمد چشتی

مہتمم جامعہ غوثیہ، بیرون یکہ توت، پشاور

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

استفتاء و فتوی

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ (قرآن الکریم)

اس آیت کریمہ کے موجب مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اپنے اپنے انداز کے مطابق امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حوالہ سے اسلامی تبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیتے آئے ہیں۔

اندازِ تبلیغ کے مختلف ہونے کے باوجود اکثر مسائل سے متعلق ان سب کا دائرہ تبلیغ متفقہ اور غیر متنازعہ ہے اور اسلامی تبلیغ کے حوالہ سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے ان کے متعلق سب کے سب متفق ہیں کہ جس بات کو اسلام کے بنیادی اور متفقہ اصول کے خلاف سمجھا جائے۔ اس کو رد کرنا لازم ہے ورنہ مداہنت یا سکوت عن الحق ہوگا جو عام حالات میں گناہِ کبیرہ ہے۔ مزید برآں ناجائز قول و فعل دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کے ردّ نہ کرنے والے شخص کو ایک روایت میں گونگا شیطان بھی کہا گیا ہے، اسلام کے حوالہ سے فروعی مسائل یا اجتہادی احکام میں کافی وسعت موجود ہے ایسے مسائل میں اپنے مخصوص فروعی نظریہ کے خلاف بات کو سننا اور برداشت کرنا نہ مداہنت ہے اور

نہ گناہ بلکہ وسعتِ ظرف اور روشن ضمیر ہونے کی نشانی ہے لیکن اسلام کے متفقہ اصول اور صریح نصوص و غیر متنازعہ احکام کے خلاف کسی قول و فعل کو دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کی تردید نہ کرنے والا شخص نہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کا تارک اور اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عاصی و نافرمان، اسلام کا مجرم، ایمان کا خائن، گونگا شیطان ہو کر آخرت کے دن آتشِ جہنم کی لگام کا مستحق قرار پاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے مستنبط اسی اصول کی روشنی میں زیرِ نظر استفتاء کو قطع نظر خصوصیتِ مسلک مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر علماءِ اسلام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں حصولِ جواب کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

محرکاتِ مصحّحہ تقریبًا دو سال کے عرصہ سے تبلیغی جماعت سے وابستہ کچھ اشخاص کی زبان سے کلمہ طیبہ کا مقصد غیر اسلامی الفاظ میں سن کر میری حیرت کی انتہاء ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ کلمہ طیبّہ کا شرعی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے۔

حیرت اس لیے ہوئی کہ تبلیغ کے مقدس نام سے دنیا میں پھیلنے والی جماعت کی زبان سے خلافِ عقیدہ اہلِ سنّت و جماعت، شانِ الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بہتان کے غیر اسلامی الفاظ باعثِ تعجب تھے اور ساتھ ہی علّامہ اقبال کے یہ اشعار میری زبان پر آئے۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ — ز دیوبند حسین ابنِ احمد چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملّت از وطن است — چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغانِ حجاز)

یہ غیر شرعی بات کان میں آئی اور گئی لیکن یقین نہ آیا کہ تبلیغ کے مقدس شغل کے ساتھ وابستہ ذمہ دار علماء بھی اس غیر اسلامی عقیدہ میں مبتلا ہوں۔

محرکاتِ باعثہ بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء کو نشتر ھال پشاور میں وزارتِ اوقاف صوبہ سرحد کے زیرِ اہتمام منعقدہ صوبائی سیرت النبی کانفرنس کے موقع پر جس میں وزیرِ اعلیٰ سرحد مہمانِ خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ حاجی محمد جاوید وزیرِ امورِ مذہبیہ حج واوقاف ودیگر صوبائی وزراء واراکین سرحد اسمبلی بھی موجود تھے، نشتر ھال علماء مشائخ وخواص سے بھرا ہوا تھا تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر زین العابدین صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بعینہ وہی الفاظ دہرائے یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" ہے۔ اس غیر اسلامی عقیدہ اور غیر شرعی الفاظ کو سُن کر الٰہیات کا طالب علم اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہونے کی حیثیت سے حسبِ استطاعت میں نے اس کی تغییر باللسان کر دی اور مذکورہ الفاظ وعقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اس کو شانِ الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی پر بہتان اور خلافِ عقیدۂ اہلسنت وجماعت ہونے پر مختصر الفاظ میں جو دلائل بیان کیے تھے اس کی قدرے تفصیل اس استفتاء میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین خلافِ عقیدہ اہلسنت، توہینِ شانِ الوہیت، شریعتِ محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ اس لیے ہے۔

دلیلِ اوّل کہ پہلا جملہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" اپنے عموم کے سبب، ان تمام چیزوں کو بھی شامل

ہے، جن کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ سے نہ ہونے کا یقین ہے جیسے کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، سیکھنا، عبادت کرنا، کفر وشرک، جھوٹ، ظلم، کسب، ولادت علیٰ ہٰذا القیاس وہ تمام کام جو اللہ کی شانِ اقدس کے خلاف ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین ہے۔

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" میں مخلوق سے صادر ہونے والے تمام معاصی از قسمِ کفر، شرک، قتل، زنا، جھوٹ، چوری وغیرہ عیوب ونقائص کا اللہ تعالیٰ کے امر وحکم سے ہونے کا عقیدہ ویقین ظاہر ہو رہا ہے جو نصوصِ قطعیہ کے خلاف، شریعتِ محمدی پر بہتان اور اہلسنت وجماعت کے اجماعی ومسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

"بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ اور دوسری جگہ میں ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [2]

"بے شک اللہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہوتا۔" اور تیسری جگہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ [3]

"اور اللہ اپنے بندوں کے لیے ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔

۱۔ سورہ الاعراف آیت ۲۸

۲۔ سورہ الزمر آیت ۷

۳۔ سورہ المومن آیت ۳۱

۴۔ لسان العرب جلد ۶ صفحہ ۱۶۸ نیز جلد ۲ صفحہ ۴۷۳

نیز لاروس اللغۃ باب "ق د س" اور "س ب ح" نیز المنجد باب "ق د س" اور "س ب ح"

دلیل دوم یہ دونوں جملے اللہ تعالیٰ کی صفات (سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ) کے خلاف ہیں۔ اس لیے کہ لغت اور شریعت کے حوالہ سے ان دونوں صفتوں کے معنیٰ یہ ہیں کہ "ہر نامناسب چیز سے اچھی طرح پاک" یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں، ان سے اچھی طرح پاک، مقدس منزّہ، مبرّا۔

اور بحیثیتِ مومن و مسلمان اللہ تعالےٰ کی ان صفات پر ایمان لانے کا معنیٰ و مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک، مقدس، منزہ ہونے کا عقیدہ و یقین کیا جائے جو اس کی شان کے خلاف ہیں اور جتنے بھی کام ربّ العزّت کے جلال و جمال و کمال کے لائق نہیں ہے۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کیا جائے اور اس عقیدہ و یقین کو زبان سے بیان کیا جائے۔ قرآن و حدیث اور شریعت کی زبان میں اسی کو تسبیح و تقدیس کہتے ہیں۔

الشیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے التسبیحُ تبعد اللہ تعالیٰ عن السوءِ والنقصان بان یعتقد انہ سبحانہ وتعالیٰ منزہٌ فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ عن کل سوءٍ ونقصانٍ ویتکلّم بما یدل علیہ [۱]

ترجمہ: "تسبیح کا معنیٰ ہر برائی و نقصان سے اللہ کو منزّہ جاننا ہے اس طریقے سے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات و صفات، اور افعال میں ہر قسم کی برائی و نقصان سے پاک ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔ اور اسی عقیدے پر دلالت کرنے والے مناسب الفاظ کے ساتھ کلام کیا جائے۔ تفسیر قرطبی میں ہے التسبیح تنزیہ اللہ من کل سوءٍ ونقص [۲]

---

[۱] شیخ زادہ علی البیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۵۱

[۲] تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۷۶

ترجمہ:۔ اللہ کی تسبیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر برائی و نقصان سے اس کے منزہ و مقدس ہونے کا عقیدہ کیا جائے تفسیر قاسمی میں ہے تنزیہ ذاتہ تعالیٰ عمایلیق بجلالہٖ [۱]

ترجمہ:۔ اللہ کی تسبیح کرنے کا معنیٰ یہی ہے کہ اس کی ذات کو ان تمام چیزوں سے پاک ہونے کا یقین کیا جائے جو اس کے جلال کے لائق نہیں ہیں، تفسیر مظہری میں ہے القدوس المنزہ عما لایلیق [۲]

ترجمہ:۔ قدوس کا معنیٰ یہی ہے کہ جو چیزیں اس کی شانِ اقدس کے لائق نہیں ہیں ان سب سے منزّہ اور مقدس ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے القدوس البلیغ فِی النزاھۃ عمایوجب نُقُصَانًا [۳]

جن چیزوں کے اللہ تعالےٰ سے نہ ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے ان تمام چیزوں سے اللہ تعالےٰ کے مبرّا منزّہ پاک ہونے کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کا اللہ تعالےٰ سے نہ ہونے کا یقین اور اس کے یقین کا اظہار تسبیح و تقدیس کی صورت میں نہ صرف ہم ہی کرتے ہیں بلکہ تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کا بھی لازمی جز تھا۔ اور اسلام ملائکہ بلکہ سب کائنات کا مشترکہ عقیدہ ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔

ترجمہ:۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ یعنی جتنے کمالات اس کی شانِ اقدس کے مناسب ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے متّصف ہونے کا اور جتنی چیزیں اس کی شانِ اقدس کے خلاف

---

[۱] تفسیر قرطبی جلد ۱۰ صـ ۱۸۳
[۲] تفسیر قرطبی جلد ۹ صـ ۲۷۵ — [۳] تفسیر قرطبی جلد ۲۸ صـ ۶۲
[۵] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۴

ہیں۔ ان کا اللہ تعالےٰ سے نہ ہونے کا عقیدہ و اظہار کرتے ہیں۔ اور یہی معنی و مطلب ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ [1] وغیرہ تمام آیاتِ تسبیح کا اگر اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی الفاظ و عقیدہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے متعلق مذکورہ آیات کا اور اللہ تعالےٰ کی سبّوحیّت و قدّوسیّت کے ساتھ ایمان لانے کا کوئی معنی و مطلب ہی نہیں رہتا۔ لہٰذا مذکورہ الفاظ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے منافی ہو کر شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بہتان اور شانِ الوہیّت کی توہین و تنقیص کو مستلزم اور غیر اسلامی تبلیغ ہے۔

دلیل سوم

قرآن و حدیث اور اصولِ دین پر مشتمل اسلامی دستاویزات کے حوالہ سے جیسے اللہ تعالےٰ کے اوصاف اضافیہ مثل عَلیٌّ، عظیم، اوّل، آخر اور اوصاف فعلیہ مثلِ خالق، رازق، مصوّر، المحیی الممیت اور اوصافِ ثبوتیہ حقیقیہ مثل علیم، قدیم، سمیع، بصیر، مرید کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے۔ ویسے ہی اللہ تعالےٰ کے اوصاف سلبیہ جیسے عرض، جسم، معدود، محدود، مرکّب مکیف وغیرہ کا نہ ہونا ضروری ہے۔

مذہب اہلسنّت و جماعت کے چاروں طریقوں و مذاہب کے آئمہ دین و متکلّمین اور اصولِ دین کے ماہرین نے بلانکیر متفقہ طور پر اللہ تعالےٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ یقین و عقیدہ کو ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ لَیْسَ بعرضٍ ولا جوھرٍ ولا مصوَّرٍ وَّلا محدودٍ وَّلا معدودٍ وّلا متبعض ولا متجز ولا مرکب ولا متناہٍ ولا یوصف بالماھیہ ولا بالکیفیۃ ولا یتمکن فی مکانٍ ولا یجری علیہ زمانٌ ولا یشبھہ شیٌٔ وَلا

---

[1] سورۂ الصّف آیت نمبر ۱

یخرج عن علمه وقدرته شیٔ[1]

اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی عقیدہ ہوتا تو مذکورہ متفقہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کے عرض، جسم، جوہر، معدود، محدود، متجزی، مرکب، متناہی وغیرہ چیزوں کے ساتھ متصف نہ ہونے کا عقیدہ بیان نہ ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا لیکن مذکورہ چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف نہ ہونے کا عقیدہ تمام امتِ مسلمہ کا متفقہ و اجماعی مسئلہ ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا تمام امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے سب کچھ ہونے کا عقیدہ غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ محمدی پر بہتان، اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ سے اِنکار اور شانِ الوہیت کی توہین، اکابرینِ اسلام کی واضح عبارات و مشترکہ اقدار سے انحراف کے سبب مردود و مطرود ہے۔

دلیلِ چہارم مخلوق سے صادر ہونے والے افعال و اعمال کے ہونے یا نہ ہونے اور کرنے یا نہ کرنے سے متعلق قرآن و حدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں درج ذیل تفصیل ہے۔

۱۔ عصاۃ سے معاصی و گناہوں کا اللہ کے حکم و رضا کے بغیر صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ہونا ضروری ہے یعنی تمام گناہ کے تمام کام شیطانی حرکت سے صادر ہوتے ہیں۔ جس پر اللہ کا نہ حکم ہے نہ رضا اور نہ امر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

---

[1] شرح عقائد صفحہ ۲۷ مواقف صفحہ ۲۷۰، شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۶۱ تا ۱۰۷ احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، اساس التقدیس صفحہ ۱۲ تا ۱۴، تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ تا صفحہ ۱۴۲، بریقہ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ قواعد الاحکام جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰، وسیلہ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ شرح اسماء الحسنیٰ امام رازی صفحہ ۱۸۶۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۱؎

ترجمہ:۔ بے شک اللہ بے حیائی کا امر نہیں فرماتا۔ نیز فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ ۲؎

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔

۲۔ اہلِ اطاعت سے اطاعت اور نیکیوں کا حکم کے حکم وامر یا رضا سے صادر ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ ۳؎

۳۔ اطاعت، معصیت اور ہر قول وفعل کا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بعد صادر ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے یعنی بغیر تقدیر کوئی بھی فعل کسی بھی مخلوق سے صادر نہ ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ۴؎

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۵؎

۴ مخلوق سے صادر ہونے والے اقوال وافعال، حرکات، سکنات، اطاعت و معصیت، اسلام، کفر توحید، شرک وغیرہ کا اور صادر ہوتے وقت جن اسباب سے یا کسب واختیار سے وہ صادر ہوتے ہیں۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ کے مقدور و مخلوق ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱؎ سورۂ اعراف آیت نمبر ۲۸

۲؎ سورۂ الزمر آیت نمبر ۷

۳؎ سورۂ الزمر آیت نمبر ۷

۴؎ سورۂ القمر آیت ۴۹

۵؎ سورۂ القمر آیت ۵۲، ۵۳

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝[۱] "بے شک اللہ تعالٰے ہر ممکن پر خوب قادر ہے"۔ نیز فرمایا

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝[۲]

۵۔ مخلوق کے دخلِ عمل سے صادر ہونے والے اقوال وفعل وغیرہ اللہ تعالٰی کے کاسِب نہ ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا ضروری ہے یعنی اللہ تعالٰی کسب سے پاک ہے اور آلات واسباب کا محتاج نہیں۔ اللہ نے فرمایا:

وَاللّٰہُ الۡغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ ۝[۳]

۶۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام نفس الامری کمالات وخوبی واطاعات کے ساتھ اللہ تعالٰی کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ[۴] نیز فرمایا فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّھۡدِیَہٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ[۵]

۷۔ مخلوق سے صادر ہونے والے نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے ساتھ اللہ تعالٰی کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ وَمَنۡ یُّرِدۡ اَنۡ یُّضِلَّہٗ یَجۡعَلۡ صَدۡرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ۝[۶]

۸۔ مخلوق سے صادر ہونے والا نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت ۲۰ (۲) سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۹۶

(۳) سورۃ محمد آیت ۳۸ (۴) سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵

(۵) سورۃ الانعام آیت ۱۲۵ (۶) سورۃ الانعام آیت ۱۰۷

ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بغیر رضا یعنی ارادہ تکوینی وابستہ ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكُوْا[1] نیز فرمایا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ[2]

۹۔ مخلوق سے جو اور جیسے بھی افعال و اقوال، اطاعت و معصیت عالم تفصیل اور عالم ظہور میں صادر ہوتے ہیں ان کی پیدائش سے قبل مرتبہ ازل میں حسبِ استعداد خلائق ان سب کا اللہ تعالیٰ کو علم ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[3]

۱۰۔ جو مخلوق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار و رضا سے ایمان و اسلام کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور ازلی مؤمن و خاتمہ بالخیر ہو اس کے کفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغَه میں ہے محال ان یتخلف علمه عَنْ شَيْءٍ او یتحقق غیر ما علم فیکون جهلاً لا عِلْماً[4]

یعنی اللہ کا علم خلاف ہونا محال ہے نیز تفسیرِ قرطبی میں ہے۔

تعلق العلم الازلی بِکلّ معلوم فیجری ما علم واراد وحکم[5]

یعنی ہر معلوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی متعلق ہوا ہے پس جس چیز کو اللہ نے جانا اور اس کے ہونے کا ارادہ تکوینی فرمایا اور فیصلہ کیا وہی ہوگا۔

۱۱۔ جو مخلوق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار و رضا سے کفر و شرک

---

[1] سورۂ انعام آیت نمبر ۱۰۷

[2] سورۂ انعام آیت نمبر ۱۱۲

[3] سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۹

[4] حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۶۵ [5] تفسیرِ قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۲

کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور خاتمہ بالکفر ہو اس کے مومن و مسلمان ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى[1]

اس آیت کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح المعانی نے کہا وَلکن لم یشاء ذالکَ سبحٰنہ لسُوءِ اختیارھم حسب ما علمہ اللہ تعالیٰ منہم فی اَزَلِ الآزال[2]

۱۲۔ مخلوق کے اقوال و افعال، اطاعت و معصیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی اور مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف قضا و قدر کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے الحدیقۃ الندیہ میں ہے القضاء تابع للارادۃ والارادۃ تابعۃ[3]

صاحبِ تفسیر قاسمی نے فرمایا جرت عادتہ تعالیٰ مرعایتہ الاستعدادات[4]

تفسیر بیضاوی میں ہے ارادۃ تعالیٰ تابعۃ لعلمہ سبحانہ وتعالیٰ[5]

۱۳۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام کارِ خیر و کارِ شر کا اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے مطابق ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ[6]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ[7]

۱۴۔ کائنات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم[1]، معلوم[2]، ارادہ[3]، ارادہ تشریعی ارادہ تکوینی[4]، حکم تشریعی[5]، حکم تکوینی[6]، قضا و قدر[7] یہ سب جدا جدا امور ہیں جن کے درمیان

---

[1] سورۃ انعام آیت ۳۵ [2] تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۳۹

[3] الحدیقہ الندیہ جلد ۱ ص ۲۵۶ [4] تفسیر قاسمی جلد ۶ ص ۲۷۶

[5] تفسیر بیضاوی جلد ۴ ص ۵۹۶ [6] سورۃ الدھر آیت ۳۰ [7] سورہ القمر آیت ۵۲

فرقِ مراتب کو جاننا ضروری ہے ورنہ ایک کی جگہ دوسرے کو استعمال کرکے شریعت پر بہتان، شانِ الوہیت کی تنقیص اور خلافِ قرآن و حدیث عقیدہ کی تبلیغ کا ارتکاب ہوسکتا ہے (العیاذ باللہ)

اس تفصیل کی روشنی میں مذکورہ جملہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ۱، ۵، ۷، ۱۲ کے خلاف ہے لہٰذا اسلامی دستاویزات کے خلاف ہوکر اسلام پر بہتان ہوا۔

نیز یہ کہ شانِ الوہیت کی توہین ہے اس لیے کہ اللہ سے سب ہونے کا یقین کرکے آلاتِ کسب کا بھی محتاج بنا دیا۔ اور معلومِ ازلی کے خلاف ہونے کا یقین کرکے اللہ کو جاہل بنا دیا (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف اللہ کا علم، ارادہ، قضاء و قدر و حکم ہونے کا یقین کرکے اللہ تعالےٰ کو ظالم بنا دیا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ کفر و معصیت، عیوب و نقائص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا یقین و عقیدہ کرکے اور حکم و امر کرنے کا یقین کرکے نہ صرف توہین ربّ العزّت کا ارتکاب کیا بلکہ نصوصِ قرآنیہ کے برعکس عقیدہ کا پرچار کرکے شریعت پر بہتان باندھا اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ[1] اور دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ[2] اور تیسری جگہ فرمایا۔ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ[3]

---

[1] سورۃ الزمر آیت نمبر ۷ [2] سورۃ الاعراف آیت ۲۸

[3] سورۃ القاف آیت نمبر ۲۹

اور چوتھی جگہ فرمایا وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۔[۱]

اور دوسرا جملہ یعنی اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین نمبر ۱، نمبر ۲ کے خلاف ہو کر شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بہتان اور شانِ الوہیت کی توہین کے سبب غیر اسلامی تبلیغ ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہو تو لازماً تمام معاصی از قسم کفر و شرک، قتل، زنا، چوری، جھوٹ وغیرہ کا صدور اللہ کے امر و حکم سے ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کو معاصی پر راضی ہونے کا عقیدہ و یقین کر کے اعتراف کر لیا کہ کفر و شرک، معصیت اور عیوب و نقائص پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر و رضا سے ہو رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ

اس طرح سے یہ جملہ نہ صرف غیر اسلامی تبلیغ ہے بلکہ شریعتِ اسلامی پر بدترین بہتان اور توہینِ شانِ الوہیت کا عملی مظاہرہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

دلیلِ پنجم اسلامی روایات اور مذہبی دستاویزات کے مطابق شریعتِ محمدیؐ کے حوالہ سے یقین صرف ان مسائل پر ہوتا ہے جن پر بلاشک و شبہ قطعی دلیل شریعت میں موجود ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا اور اپنی ذات و صفات و افعال میں بے مثل و لاشریک ہونا اور اپنی شان کے لائق تمام کمالات سے متصف ہونا اور اپنی شان کے خلاف کسی بھی کام کا نہ کرنا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے امر و رضا کے بغیر مخلوق سے معصیت کا ارتکاب ہونا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیرِ

---

[۱] سورۃ المؤمن آیت ۳۱

ارادہ تکوینی کے بغیر مخلوق سے کسی بھی کام کا نہ ہونا، اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے لوازمات نبوّت کو تسلیم کرنا اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت کا عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کے جواز پر خفیف سی دلیل بھی اسلام میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود ساختہ عقیدہ اور بدعتِ ضلالہ کے قبیح الفاظ قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود اور واجب التفسیر ہیں۔

دلیلِ ششم

اسلامی روایات اور تمام اُمّتِ مسلمہ اللہ تعالیٰ کے اسماء، صفات، افعال کے توقیفی ہونے پر متفق ہیں یعنی جس اسم یا صفت یا فعل کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جائے یا اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق واستعمال کیا جائے قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ضروری ہے اور مذکورہ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین"، میں سب کچھ ہونا فعل یا مصدر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت الی الفاعل کیا گیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم فعل سے متصف ہونے کا یقین کیا جائے جو قرآن و حدیث کے نہ صرف خلاف بلکہ دینِ اسلام پر بہتانِ عظیم اور توہینِ شانِ الوہیت و غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

دلیلِ ہفتم

جس مسئلے پر یقین کرنا ضروری ہو اس کے منکر یعنی اس پر یقین نہ کرنے والے پر کفر لازم آتا ہے جیسا توحید، نبوّت، فرضیتِ نماز، روزہ وغیرہ لیکن مذکورہ عقیدہ والفاظ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین، صحابہ، تابعین، مجتہدین، محدثین، آئمہ دین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ بلکہ سب نے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے

کا یقین اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی چیز کے نہ ہونے کا یقین کیا ہے جیسے علمِ کلام کے حوالے سے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ اور سبّوحیت و قدوسیّت کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے تمام اکابرینِ اُمت کی تکفیر کی بجائے مذکورہ الفاظ و عقیدہ خود شریعتِ اسلامیہ پر بہتان، شانِ الوہیّت کی سیس اور غیر اسلامی تبلیغ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اس غیر اسلامی تبلیغ کو ترک کر کے اسلامی تبلیغ کا آغاز کیا جائے۔

دلیل ہشتم مذکورہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ سے سب کچھ کا یقین اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کلمہ طیّبہ کے مقصد و مطلب کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کلمہ طیّبہ کا اسلامی و شرعی مقصد و مطلب اسلامی کتابوں میں بیان ہوا ہے یہ اس کے سراسر خلاف ہے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ ان المراد بالشھادۃ تصدیق الرسول فیما جاء بہٖ [۱]

ترجمہ:۔ یعنی بلاشک و شبہ کلمہ توحید کا مطلب و مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی شریعت کے تمام مسائل و احکام کی تصدیق کرنا ہے۔ اقتضاء الصراط المستقیم میں ہے۔ والشھادہ بان محمدا رسول اللہ تتضمن تصدیقہ فی کل ما اخبر وطاعتہ فی کل ما امر فما اثبتہ وجب اثباتہ وما نفاہ وجب نفیہ [۲]

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے اِن الشھادۃ برسالتہٖ تتضمن تصدیقہ بما جاء بہٖ [۳]

---

[۱] فتح الباری جلد ا صـ ۵۰ [۲] اقتضاء الصراط المستقیم صـ ۴۵۲ [۳] عمدۃ القاری جلد ا صـ ۱۸۳

اکابرینِ ملّت کی ان سب تصریحات کا واضح مطلب یہی ہے کہ کلمہ توحید کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کے ساتھ تصدیق و یقین کیا جائے گویا کلمہ شہادت کلمہ طیّبہ پڑھنے والا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کرتا ہے کہ اے اللہ اس کلمہ کے ضمن میں جتنے بھی احکام موجود ہیں میں ان سب کو تسلیم کرتا ہوں۔ علامہ اقبال نے بھی کلمہ طیبہ کے اس مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ے چوں می گویم مسلمانم بلرزم　　　　که دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اکابرینِ ملّت کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو رہا ہے کہ کلمہ کا یہ مقصد کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین تمام اُمّتِ مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہو کر شریعت پر بہتانِ عظیم اور تبلیغ کے نام پر غیر اسلامی تحریک ہے۔

نیز یہ کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں پیشروانِ اسلام نے کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق تسلیم کرنا کے سراسر خلاف ہے۔

احکام ہائے اسلام کے مختلف طریقے

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بتایا ہوا طریقہ و تعلیم شانِ الوہیت کے بارے میں جدا ہے، شانِ نبوّت کے بارے میں جدا حقوق اللہ کی بابت جدا، نماز کا جدا، روزہ کا جدا الغرض ہر ہر چیز کی بابت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے بتائے ہوئے طریقے مختلف ہیں۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔ لے کا ارشادِ خداوندی تمام احکامِ شریعت کو شامل ہے چاہے از قبیل اصولِ دین ہو یا فروعِ دین اللہ تعالیٰ کی شانِ خالقیت ہو یا شانِ سبوحیت و قدوسیت کونسا اہلِ علم مسلمان اس بات کو نہیں جانتا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شانِ الوہیت کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ وعقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی شان کے لائق ہر کمال کا اس سے ہونے کا یقین ضروری ہے۔ اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی کمال یا صفت یا فعل کے ساتھ اس کے متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

دلیلِ نہم قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک اسلامی دنیا میں ایمان کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ ایمانِ مفصّل

۲۔ ایمانِ مجمَل

ایمانِ مجمل یہ ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔

اور ایمانِ مفصّل یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ایمانِ مجمل کے خلاف مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ایمان کی ان دونوں قسموں کے خلاف اس لیے ہے کہ

لے سورۃ الاحزاب آیت ۲۱ ۔

ایمانِ مجمل کے اندر اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مع ان بے شمار اسماء وصفات وافعال وکمالات کے ذکر ہیں۔ جن کے ساتھ نفس الامری طور پر ذاتِ اقدس جل جلالہٗ متصف ہے شریعت میں اس کا استعمال واطلاق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ میں اوصافِ ثبوتیہ اور اوصافِ سلبیہ کا ذکر ہے لہٰذا دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن مذکورہ عقیدہ والفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ سے انکار کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف اس کی شانِ اقدس وکبریائی کے خلاف کاموں کے ساتھ اس کو متصف کر کے شانِ عظمت کی توہین وتنقیص کی جا رہی ہے۔ مزید برآں اس ناپاک عقیدہ والفاظ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات ہونے کا لیبل لگا کر شریعتِ اسلامیہ پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے

ایمانِ مفصّل کے خلاف

اس لیے کہ ایمانِ مفصّل میں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کا معنی و مطلب قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات واسماء وافعال پر یقین اور اس کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے کا یقین اور اس کی ذات کے خلاف کسی بھی صفت وفعل کے اس سے نہ ہونے کا یقین کرنا ہے اس طرح اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کا جملہ نہ صرف توحید کے تمام مراتب کو بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف ثبوتیہ وسلبیہ کو بھی شامل ہے۔

وَمَلٰئِکَتِہٖ کا جملہ فرشتوں کے تمام اوصاف کو بھی شامل ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں جیسے عصمت وعبادت اور مَلٰئِکَتِہٖ میں جیسے فرشتوں کے وجود پر یقین ضروری ہے ویسے ہی ان کی عصمت وعابدیت پر یقین وعقیدہ ضروری ہے۔ اور عابد ہونا مخلوق کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی کے خلاف جس وجہ سے عبادت کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔ وَکُتُبِہٖ

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں پر مع ان تمام مسائل و احکام واذکار جو ان میں موجود ہیں یقین کرنا ضروری ہے اور یہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالےٰ کی تقدیس و تسبیح اور اللہ کی شان کے خلاف کاموں کا اللہ سے نہ ہونے کے یقین کی تعلیم و تبلیغ پر مشتمل ہیں وَرُسُلِہٖ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آقائے دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کی حقّانیت پر مع لوازمات و تعلیماتِ نبوّت و رسالت یقین کرنا ضروری ہے اور ہر پیغمبر کی تعلیمات میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس شامل ہے وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ میں اس دُنیا کے زوال اور اللہ تعالےٰ کے سوا تمام موجودات کے فنا ہونے، نظامِ کائنات کے موجودہ نقشے کے تبدیل ہونے پر یقین ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی بھی تغیّر و تبدّل کے ساتھ متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ میں تقدیرِ ازلی یعنی قضاء و قدر پر یقین ضروری ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کائنات میں جتنے بھی حرکات و سکنات اقوال و افعال اچھے، بُرے، اطاعت و معصیت جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی قضاء و قدر اور تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ [1]

نیز فرمایا وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ [2]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ [3]

لیکن ہر کام کا تقدیر کے مطابق ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ کی رضا یا امر و حکم یا ارادہ تشریعی سے بھی ہو جیسے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ

---

[1] سورۃ الزمر آیت ۳۰ [2] سورۃ القمر آیت ۵۳
[3] سورۃ القمر آیت ۵۲

مخلوق سے صادر ہونے والے عیوب و نقائص، معصیت اللہ تعالیٰ کی تقدیر و
قضاء و ارادہ تکوینی اور حکمِ تکوینی و خطابِ تکوینی و تخلیق سے ہیں لیکن اللہ کے امر اور
رضا و ارادہ تشریعی کے ساتھ ہر گز وابستہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ایمان بالقدرِ
خیرہٖ وشرہٖ میں جیسے مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے افعال و
اقوال وغیرہ کے مطابق ارادہ تکوینی ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے اسی طرح
مخلوق سے صادر ہونے والی ہر قسم کی اطاعت و عبادت کا مطابقِ قضاو قدر
ہونے کے ساتھ ساتھ مطابقِ حکم و امر یا مطابقِ ارادہ تشریعی ہونے پر بھی یقین
ضروری ہے۔

نیز یہ کہ مخلوق سے صادر ہونے والی ہر معصیت کا مطابقِ قضاو قدر ہونے
کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم و امر تشریعی اور رضا کے بغیر ہونے کا یقین و
ارادہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [۱]
نیز فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [۲]

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ میں حساب و کتاب جزا و سزا اور مجازاۃِ
اعمال کے لیے مخلوق کے زندہ ہونے اور اس کی زندگی سے متعلقہ مراحل و احوال
جیسے وزنِ اعمال، پل صراط، شفاعتِ کبریٰ، جنت، دوزخ وغیرہ پر ایمان ضروری
ہے۔ الغرض ایمانِ مفصل میں مذکورہ اسمِ جلالت سمیت تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ
کی شان کے لائق تمام کمالات، کا اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور اللہ تعالیٰ
کی شانِ تقدس کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کا اللہ سے نہ ہونے کا یقین و
عقیدہ ضروری ہے۔

---

[۱] سورۃ الزمر آیت نمبر ۷ [۲] سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۸

خلاصۂ دلیل

قرآن وحدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصّل کی تشریح کو سمجھنے کے بعد مذکورہ الفاظ وعقیدہ رکھنے "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین"، غیر اسلامی عقیدہ ہونے کے ساتھ شریعت اسلامیہ پر بہتان اور تنقیص و توہین شانِ الوہیت قرار پاتا ہے۔

دلیلِ دہم

مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" اہلسنّت و جماعت کا طریقہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ فرقۂ جبریہ کا عقیدہ ہے جو فرقۂ معتزلہ کی ایک شاخ ہے۔ اُصولِ دین پر لکھی ہوئی سب کتابوں میں مخلوق سے صادر ہونے والے افعال واقوال کے متعلق اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فرقہ قدریہ، فرقہ جبریہ دونوں کا ردّ کیا گیا ہے یہ دونوں فرقے معتزلہ مذہب کی دو متضاد شاخیں ہیں۔ فرقہ قدریہ مخلوق کو خود اپنے افعال کا خالق مانتا ہے اور فرقہ جبریہ ایمانِ مفصّل میں واقع وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ کے متفقہ و اجتماعی عقیدہ سے دھوکہ کھا کر اللہ سے سب کچھ ہونے کا اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے یہ دونوں عقیدے چونکہ خلافِ عقیدہ اہلسنّت وجماعت اور غیر اسلامی تھے اس لیے اُصولِ دین کے ماہرین اور علمائے کرام نے ان دونوں کا ردّ کیا ہے۔ اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَقِ میں ہے

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ خَالِقُ الْاَجْسَامِ وَالْاَعْرَاضِ خَيْرِهَا وَشَرِّهَا وَاَنَّهٗ خَالِقُ اَكْسَابِ الْعِبَادِ وَلَا خَالِقَ غَيْرُ اللّٰهِ وَهٰذَا خِلَافُ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ مِنَ الْقَدَرِيَةِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَخْلُقْ شَيْئًا مِنْ اَكْسَابِ الْعِبَادِ وَخِلَافُ قَوْلِ

الجَهمِيّتہ اَنَّ العِبَادَ غیرُ مُکتسِبِینَ وَلَا قَادِرِینَ علیٰ اِکتِسَابِھِم[۱]

شرح عقائد میں اہل سنّت، وجماعت کا مذہب، بیان کرنے کے بعد کہا گیا

ہے۔ لَا کَمَا زَعَمَتِ الجَبرِیَۃُ اَنَّہٗ لَافِعلَ لِلعَبدِ اَصلاً[۲]

ترجمہ: اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ ایسا نہیں ہے جیسا فرقہ جبریہ نے

عقیدہ جمایا کہ اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔ نبراس

میں ہے وَثانیھا للجبریۃ ھُوَان الفعل بقدرۃ اللہ وحدھا

ولیس للعبد قدرۃ اختیار[۳]

ترجمہ: مخلوق سے صادر ہونے والے افعال کے متعلق معتزلہ کے دوسرے

فرقہ جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی اور

مخلوق کو کسی بھی قسم کی قدرت واختیار مواقف نہیں ہے وَقَالُوا لَاقدرۃَ لِلعَبدِ

اَصلاً[۲] ترجمہ:۔ جبریہ نے کہا کہ مخلوق کو کسی قسم کی قدرت نہیں ہے۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

اس سوال کو ترتیب دینے کے دوران مفتی زین العابدین مرکزی امیر تبلیغی جماعت پاکستان کے دو متقدر علماء کرام میرے پاس تشریف لائے۔ شاید مفتی زین العابدین یا دیگر امراء وعظماءِ جماعت سے ملنے کے بعد آئے ہوں۔ اُنھوں نے میری گرفت کا جواب اس طرح دیا کہ مفتی زین العابدین اور تبلیغی جماعت کے ساتھ والبتہ علماء کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کرتے ہیں یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے کاموں اور کمالات کے ہونے کا یقین ہے بُرے کاموں اور نقصان وغلط کام مراد نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ

---

[۱] الفرق بین الفرق صفحہ ۲۳۸ وھٰذا فی الفتاوی الکبریٰ جلد نمبر ۲ اصفحہ ۲۳۲۔

[۲] شرح عقائد صفحہ ۴۶ [۳] نبراس صفحہ ۲۷۲

اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔

ازالۂ شبہ اس وقت میں نے جو جواب دیا اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں تحریر کر رہا ہوں تاکہ کسی بھی قسم کا خفا د تردّد باقی نہ رہے۔

پہلے جملے کی مذکورہ توجیہہ خالص مغالطہ یا اشتباہ ہے۔

۱۔ اس لیے کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے کے الفاظ موجبہ کلّیہ کے ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اچھے بُرے ینبغی، لاینبغی سب کو شامل ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیّت کے متعلقہ ظاہر الغلط اور مردود لفظ استعمال کرنے کے بعد اس سے توبہ کرنے کی بجائے اس قسم کی توجیہات میں پڑنا، عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔

قواعد الاحکام میں ہے لَایُصْرَفُ اللفظ عن ظاھرہ اذا کان خلاف المقصد۔ [1]

ترجمہ: اپنے مقصد کا خلاف سمجھ کر لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اس لیے کہ کلمہ توحید کی تشریح میں اکابرینِ اسلام نے اس کے معانی، مطالب، مقاصد، فضائل و مسائل کی بابت بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس قسم کے موہمِ کفر الفاظ وجملہ کسی سے ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیّت کی تنقیص کے موجب الفاظ کی توجیہہ کرنے کی بجائے اس کو ترک کر کے توبہ کرنا بہتر ہے۔

۳۔ اس لیے کہ سب کمالات کا اللہ سے ہونے کا یقین کرنا بھی غیر اسلامی عقیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں اور مخلوق

---

[1] قواعد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۰

کے کمالات اور اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں۔ خالق کا کمالاتِ مخلوق سے پاک ومقدّس ومنزّہ ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے اور مخلوق کا کمالاتِ خالق میں شریک نہ ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا مومن ومسلمان کے لیے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر منکسر المزاج ومتواضع ہونا انسان کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بابت نقصان وعیب ہے جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے متصف نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ روزِ قیامت شفاعتِ کبریٰ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوکر عذاب الیم سے خلائق کو نجات دلانا مخلوق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) کا کمال ہے۔ جو اللہ کی شان کے لائق ہرگز نہیں ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس گر فرقِ مراتب نمی کنی زندیق میشو۔

۴۔ اس لیے کہ انسان فطری طور پر اپنے گرد وپیش سے مانوس ومتاثر ہوتا ہے لہٰذا اس جملہ یعنی (اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے) کو سننے کیساتھ انسان کا دل ودماغ ان چیزوں کی طرف جاتا ہے جن کو وہ کمال سمجھتا ہے اور مشاہدہ کرچکا ہے یا کر رہا ہوتا ہے جیسے صنعت وحرفت میں کمال، تعلیم میں کمال، امورِ خانہ داری میں کمال، تہذیب الاخلاق وسیاستِ مدنی میں کمال، عبادت میں کمال اور سب پر عیاں ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس قسم کے کسی بھی کمال کو اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت کرنا شانِ الوہیت کی کھلی توہین وتنقیص ہونے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

۵۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کا مسئلہ ہے جس کا با دلیل قطعی و بلاشک وشبہ اور غیر مجمل واضح الفاظ میں ہونا ضروری ہے۔ مسائل فروعیہ کی طرح نہیں ہے جس میں دلیلِ ظنّی یا شک وشبہ اور اجمال کے بعد تفسیر اور اطلاق کے بعد تقیید کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ اسلام نے شانِ الوہیت

کے متعلق اسلامی عقیدہ کو توہین کی بو د شائبہ اور ہر قسم کے باعثِ اعتراض و تردّد و شک و شبہ سے پاک واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۶۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق اس طرح کا موہم کفر وغیر اسلامی جملہ و الفاظ استعمال کرنے کے بعد علماء حق کی گرفت سے بچنے کے لیے توجیہات کا سہارا ڈھونڈنا انبیاء کرام کے طریقۂ تبلیغ کے سراسر خلاف ہے اور جو تبلیغ طریقۂ پیغمبر کے خلاف ہو وہ اسلامی تبلیغ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کی تبلیغِ نبوی یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کیا ہے۔

فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ وَطریقۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اثبات صفاتِ الکمالِ علی سبیلِ التفصیل لا الاجمال[۱] یعنی عقیدہ شانِ الوہیت کے متعلق طریقہ تبلیغ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ کمالیہ کو غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے نہ کہ مجمل و مشکوک الفاظ میں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید و حدیث کے وہ مقامات جن میں متعدد انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ و تسلیماتہ علیہم اجمعین کی طرف سے اوصاف ثبوتیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توصیف بیان ہوئی ہے ان سب میں غیر مشکوک وغیرہ مجمل واضح اور باادب الفاظ کے مبارک جملے موجود ہیں کسی میں بھی باعثِ شک و شبہ یا موجب تردّد و موہم کفر اور مجمل الفاظ نہیں ملتے۔

۷۔ اس لیے کہ جو قول و فعل خرابی عقیدۂ عوام کا سبب بنے اس کا کرنا ناجائز اور ترک ضروری ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ۔

---

[۱] فتاویٰ کبریٰ جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۵۱۵ نیز اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۴۶۵

اس کی وجہ محدثین نے یہی بیان کی ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جس خطیب نے وَمَنْ عَصَاهُمَا کہا تھا۔ اس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا۔ محدثین نے بھی اس کی یہی وجہ بتائی ہے کہ عوام کا عقیدہ اس قسم کے الفاظ سے خراب، ہونے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔

تیسری حدیث میں ہے کہ اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی و اَمتی کہنے سے منع فرمایا گیا اس کی بھی یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ خرابی عقیدہ عوام کے انسداد کے لیے ہے۔

چوتھی حدیث[۱] میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَاسْقِ رَبَّكَ[۲] کہنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ بھی ماہرینِ حدیث نے یہی بیان کی ہے کہ یہ انسداد سببِ فسادِ عقیدہ کے لیے ہے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بے شمار حدیثیں موجود ہیں غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلّی میں ہے وَمِنْهَا اِنَّ العامۃ یعتقدونها وَسُنّتہ[۱] یعنی صلوٰۃ غائب کے ناجائز ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عوام کو اس کی سنّت اور حکم شرعی ہونے کا عقیدہ ہو سکتا ہے اور جو چیز خرابی عقیدہ عوام کا سبب ہو وہ ناجائز ہوتی ہے۔

مذکورہ الفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" سادہ لوح مسلمانوں کو بطور عقیدہ یاد کرا کے ان کا عقیدہ خراب کرنے کے بعد توجیہات و تاویلات کے چکّر میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ اسلام اور کفر اور ادب و بے ادبی اور

۱ے غنیۃ المستملی صـ ۴۳۳   ۲ے بخاری شریف جلد نمبر ۲ صـ ۳۴۶

جائز و ناجائز کا دار و مدار عُرف پر ہوتا ہے اور عرف شرع میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم یا امر کا مطلب ہمیشہ تشریعی حکم ہوتا ہے۔ المستصفیٰ میں ہے ان الحکم عندنا عبارۃ عن خطاب الشرع اذا تعلق بافعال المکلفین فالحرام ھو المعقول فیہ اترکوہ و لا تفعلوا والواجب ھوا لمعقول فیہ افعلوہ و لا تترکوہ والمباح ھو المعقول فیہ ان شئتم فاترکوہ فان لم یوجد ھذا الخطاب من شرع فلا حکم[۱]

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ہے: وھو عندنا معشر اھل السنۃ خطاب اللہ المتعلق بافعال المکلفین اقتضاء اوتخییرا[۲] یعنی حکم کا معنیٰ و مطلب شریعت کے عرف میں اہل السنّت والجماعت کے مذہب میں اللہ تعالےٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ اقتضاءً یا تخییرًا متعلق ہو۔

نہایۃ السئول میں ہے۔ وصار بعد اصطلاح الاصولیین علیہ حقیقۃ عرفیۃ[۳] یعنی علماء اُصول و فقہاء اسلام کی اصطلاح اس پر ہونے کے بعد حکم کا معنیٰ حکم تشریعی میں حقیقۃ عرفیہ بن گیا۔

منہاج الاصول میں ہے۔ الحکم خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخیر[۴]

یعنی اہل سنّت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو حکم نسبتًا ہو اس کا معنیٰ اللہ تعالےٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ کرنے یا نہ کرنے کے تقاضا کے ساتھ یا اختیار کے ساتھ متعلق ہو۔

۱؎ المستصفیٰ جلد نمبر ۱ صہ ۵۵ ۲؎ فواتح الرحموت جلد ۱ صہ ۵۴

۳؎ نہایت السئول جلد ۱ صہ ۴۷ ۴؎ منہاج الاصول جلد ۱ صہ ۴۲

دوسرے شبہ کا ازالہ دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" کی مذکورہ توجیہہ بھی خالص مغالطہ ہے یا اشتباہ۔

۱۔ اس لیے کہ اس طرح کی اُلٹی منطق کلمہ توحید کی تشریح میں اسلامی کتابوں سے ثابت نہیں ہے۔ ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ اسلامی روایات کے خلاف ظاہر الغلط وموہم کفر لفظ استعمال کرکے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بجائے اس کو ترک کرکے قرآن وحدیث کے مطابق تبلیغ کرنا بہتر ہے۔

۲۔ اس لیے کہ اس طرح کا عقیدہ ابوجہل سمیت تمام مشرکین کا بھی تھا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں مشرکین کا یہی عقیدہ ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَھَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝[۱]

ترجمہ:۔ اور مشرکین نے کہا کہ اللہ نے ہمارے شرک کا ارادہ نہ کیا ہوا ہوتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس کے بغیر کسی اور چیز کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اللہ کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ[۲]

ترجمہ:۔ عنقریب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا ہے کہ اگر اللہ ہمارا شرک نہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے شرک نہ کرتے ہوتے اور نہ ہی اس

۱؎ سورۃ الانعام آیت ۱۴۸ ۲؎ سورۃ الزخرف آیت ۲۰

کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا وَقَالُوا لَوْشَاءَ الرَّحْمٰنُ مَاعَبَدْنَاهُمْ لہ

ترجمہ:- اور مشرکین نے کہا اگر اللہ چاہتا تو ہم ان بتوں کی عبادت نہ کرتے۔

مقامِ عبرت اسلام اور مسلمانوں کو ایسی تبلیغ سے کیا فائدہ ہے جس کا چرچا چودہ سو سال پہلے ابوجہل بھی کر چکا ہے۔ اسلامی تبلیغ کا دارومدار امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر ہے یعنی اسلامی عقیدہ یا اعمالِ صالحہ کو انسانی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ترک کیا جا رہا ہو وہیں پر امر بالمعروف کرنا فرض ہے اور اس طرح اگر غیر اسلامی عقیدہ یا منکرات کا ارتکاب کیا جا رہا ہو وہیں پر نہی عن المنکر کرنا فرض ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ وبِقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ کے خلاف ہونے کا عقیدہ کسی مشرک کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ مسلم وغیر مسلم سب کا متفقہ عقیدہ ہے تو پھر ایسی تبلیغ کے لیے مسلمانوں کو ان کے متعلقہ مشاغل ذریعہ معاش صنعت وحرفت، وغیرہ ضروریات جن کا کرنا اسلامی روایات کے مطابق لازم ہے سے نکال کر گاؤں گاؤں پھرنا اسلام کی کونسی خدمت ہے؟ فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَارِ۔

شبہ کا ازالہ اس مقام پر یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا مطلب یعنی اللہ کے ارادہ کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین وعقیدہ اگرچہ ابوجہل کو بھی حاصل تھا اور موحد مشرک، مسلم وغیر مسلم سب کا غیر متنازعہ اور مسلمہ مشترکہ عقیدہ ہے لیکن اس کے باوجود موجودہ زمانہ میں اس قسم کی تبلیغ کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے انسان داڑھی، مسواک، نمازِ پنجگانہ کے پابند ہونے کے ساتھ، ساتھ نسوار، سگریٹ، پان اور چرس وغیرہ بدفعلیوں سے نجات پا لیتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نماز کا پابند ہونا اور بدفعلیوں سے بچنا یقیناً اچھی صفت ہے ایک بے نماز کے مقابلہ میں نمازی اور بدعمل کے مقابلہ میں نیک عمل انسان ہزارہا درجہ بہتر ہے لیکن عقیدہ خراب ہو جانے کے بعد نماز، روزہ وغیرہ کوئی بھی عبادت وغیرہ قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اسلام کے حوالہ سے ہر قسم کی مقبولیت کے لیے عقیدہ صحیح ہونا اوّلین شرط ہے۔ دُنیاوی لحاظ سے اگرچہ ریش تراش کے مقابلہ میں باریش بدکار کے مقابلہ میں نیکوکار بے نماز کے مقابلہ میں نمازی کو مسلم معاشرہ میں پسند کیا جاتا ہے اور مذہب کے حوالہ سے، نیک، پرہیزگار، بزرگ مبلّغ وغیرہ باعزت الفاظ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے لیکن عِنۡدَ اللّٰہِ وَ عِنۡدَ الرَّسُوۡلِ اور اُخروی لحاظ سے بدعقیدہ نمازی کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ بے نماز اور بدعقیدہ باریش کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ ریش تراش بدرجہا بہتر ہے قرآن کریم نے اس موازنہ کو باایں الفاظ بیان کیا ہے:

اَجَعَلۡتُمۡ سِقَایَۃَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰہَدَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ لَا یَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ [1]

ترجمہ:۔ کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجدِ حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ ۚۖ وَفِی النَّارِ ہُمۡ خٰلِدُوۡنَ [2]

ترجمہ:۔ ان بدعقیدہ مشرکین کے اچھے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ،

---

[1] سورۃ توبہ آیت ۱۹   [2] سورۃ توبہ آیت ۱۷

میں رہیں گے۔

اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ۔ لہ

یعنی بقبلہ ہونا اور عبادت بجا لانا اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک عقیدہ درست نہ ہو۔

چوتھی جگہ ارشاد فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۔ ٢ہ

یعنی کیا بد عقیدگی کے گناہ میں مبتلا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم اُن کی زندگی اور موت ان لوگوں کی طرح کریں جنہوں نے صحیح عقیدہ کے ساتھ عملِ صالح کیے ہیں وہ اپنی طرف سے جو فیصلہ صادر کر رہے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔

پانچویں جگہ ارشاد فرمایا وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۔ ٣ہ

یعنی غیر اسلامی عقیدہ والوں کے اچھے اعمال کو ہم نے ریزہ ریزہ کرکے ذرات بنا دیا۔

کلمہ توحید پر قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنا اوّلین بنیادِ اسلام ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سمیت تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت کی شرط ہے لیکن اس پر یقین کے نام سے قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ جما کر جہلِ

لہ سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷ ٢ہ سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۱

٣ہ سورۃ الفرقان آیت ۲۳

مرکّب میں مبتلا ہونے کے بعد عند اللہ و عندالرَّسول کسی قسم کی عبادت مقبول و مفید نہیں ہو گی۔ ورنہ عبداللہ ابنِ سلول جہنمی قرار نہ پاتا۔ حالانکہ وہ پکّا نمازی باریش تھا۔ اور اس کا نفاق ظاہر ہونے سے قبل اسلام کے حوالہ سے متّقی پرہیز گار و معزّز سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جنگِ اُحد کے لیے تیّاری کے سلسلے میں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیگر صاحب الرائے صحابہ کی طرح اس کو بھی مجلسِ مشاورت میں بُلا کر اس سے مشورہ طلب کیا بظاہر اِن تمام اچھائیوں اور عبادات کے باوجود وہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کا مصداق صرف اس لیے ٹھہرا کہ اس کا عقیدہ خراب تھا اور کلمہ توحید کی بابت درست عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام نمازیں، عبادات وغیرہ ضائع ہو گئیں۔

۳۔ اس لیے کہ یہ توجیہہ معتزلہ کا عقیدہ ہے اَلصّواعِقُ المرسلہ میں ہے۔ اَلْاِرَادَۃُ بِمَعْنَی الْاَمْرِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ[۱] اور فتاویٰ کبریٰ میں ہے:۔

وجهم ومَنْ وافقه مِنَ المعتزلة اشركوا في ان مشيئة الله ومحبته ورضاه بمعنى واحدٍ[۲]

اہلسنّت وجماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کا امر و ارادہ جُدا جُدا چیزیں ہیں:

احیاء العلوم میں ہے۔ اَمرُ اللّٰه غيرُ الاِرادة[۳]

نبراس میں ہے۔ اَلْاِرادة والمشيئة وَالتقدير متعلق بالكل وَالرضا وَالمحبة وَالْاَمرلا يتعلق الا بالحسن لا القبيح[۴]

نهاية فی الشرح مِنهاج الاُصُول میں ہے اِنَّ الارادة

---

[۱] الصواعق المرسلہ صـ۱۰۸ [۲] فتاویٰ کبریٰ ج ۸ صـ۴۷۴

[۳] احیاء العلوم ج ۱ صـ۱۱۱ [۴] نبراس صـ۲۷۶

لاتطلق علی الامر بل ھی بمعنی المرجع فقط عندنا وعندھم تطلق علی معنی الامر بمعنی الطلب [1]

۴۔ اس لیے کہ امر، نہی، حکم یہ تینوں الفاظ عرف شرع میں بمعنی حکمِ شرعی کے استعمال ہوتے ہیں۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے۔ حُکْمُ اللّٰہِ ھُوَ الْاَمْرُ وَالنھی [2] یعنی عرف شرح میں اللہ کے حکم سے مُراد امر یا نہی ہوتے ہیں۔

المستصفیٰ مِنْ عِلْمِ الْاُصول میں ہے اِنَّ الْحُکْمَ عِنْدَنَا عِبَارَۃٌ عَنْ خِطَابِ الشَّرْعِ اِذَا تَعَلَّقَ بِاَفْعَالِ الْمُکَلَّفِیْنَ فَالْحَرَامُ ھُوَ الْمَقُوْل فِیْہِ اُترکوہُ وَلَا تَفْعَلُوْہُ والواجب ھُوَ المقول فیہ اِفعلوہُ وَ لاتترکوہ والمباح ھو المقول فیہ ان شئتم فافعلوہ وَاِنْ شئتم فاترکوہ فان لَمْ یوجد ھذا الخطاب من الشارع فلاحکم [3]

ترجمہ: بے شک اللہ کا حکم اہل سنّت و جماعت کے نزدیک خطاب شرعی سے عبارت ہے جب وہ افعال مکلّفین سے متعلق ہو پس حرام وہ حکم جس میں کہا جاتا ہے کہ چھوڑ دو اور اسے مت کرو اور واجب اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو کرو اور چھوڑو مت اور مباح اللہ کا وہ حکم ہے۔ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ چاہو اسے کرو، چاہو اسے چھوڑ دو۔ پس اگر شارع کی طرف سے یہ خطاب نہ پایا جائے تو اللہ کا حکم بھی نہیں ہوگا۔

مسلم الثبوت میں ہے الباب الثانی فی الحکم وھو عندنا خطاب اللہ المتعلق بفعل المکلف اقتضاءً او تخییراً [4]

---

[1] نہایۃ السول ج ۱ صہ ۲۴ [2] الحدیقۃ الندیہ ج ۱ صہ ۲۴۶ [3] المستصفیٰ ج ۱ صہ ۵۵ [4] مسلم الثبوت صہ ۱۲

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوا کہ اہلِ سنّت وجماعت کے چاروں مذاہب کے عرف میں اسلام کے حوالہ سے اللہ کا حکم یا امر کے الفاظ جب بھی استعمال کیے جاتے ہیں تو ان سے مُراد ہمیشہ حکمِ تشریعی ہوتا ہے نہ کہ معنی لغوی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ عقائد کی عبارت میں وَحُکْمِہٖ کے لفظ پر اعتراض ہو رہا تھا جس سے بچنے کے لیے شرح عقائد نے اس کی تاویل خطابِ تکوینی کے ساتھ کی ہے۔

خُلاصہٴ مذہب اہلِ سنّت وجماعت

یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے اعمال و افعال اللہ تعالےٰ کی تقدیر وارادہ اور خطابِ تکوینی کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں لیکن اچھے اور بُرے اعمال کا فرق یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے اچھے اعمال مطابق حکمِ تکوینی تابع تقدیر وارادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کے حکم و امر یا رضا سے ہوتے ہیں اور بُرے اعمال مطابق حکم تکوینی و تابع تقدیر وارادہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم وامر اور رضا کے بغیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ[1]

۵ اس لیے کہ یہ الفاظ وعقیدہ کلمہ توحید کے مقصد کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ معنی مقصودی اور مطلوب کلام کو شریعت کی زبان میں عبارۃ النص کہتے ہیں۔ جو صراحتہً آسانی کے ساتھ بلا تاویل و توجیہہ مخاطب کی سمجھ میں آجائے۔ تحریر الاصول ابنِ ہمام کی شرح التقریر والتحبیر میں ہے فعبارۃ النص دلالتہ علی المعنیٰ مقصودًا اصلیا[2]

اگر مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین کلمہ توحید کا مقصودی معنی و مطلوب ہوتا تو پھر اس قسم کی تاویلیں کرنے کی یوں

---

[1] سورۃ الاعراف آیت ۲۸ [2] التقریر والتحبیر جلد ا صـ ۱۰۶

ضرورت پیش آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ کلمہ توحید میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو اس عقیدہ شنیعہ بدعیہ پر دلالت کرتا ہو ورنہ بتایا جائے وہ کونسا لفظ ہے؟ انصاف یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" بدعت ضلالہ، شانِ الوہیّت کی توہین، شریعت محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اس غیر پوشیدہ جرم سے اعلانیہ توبہ کر کے مطابقِ قرآن و حدیث امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کی ادائیگی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ تبلیغ کے مطابق اسلامی تبلیغ کا انتظام کیا جائے۔

استفتاء بخدمت علماء کرام ومفتیان عظام

حضرات کرام ہر قسم کے تعصّب و جانبداری سے پاک حمیّتِ اسلامی اور نہی عن المنکر کے مذہبی جذبہ کے باعث بغرضِ اصلاح جس عقیدہ و الفاظ کو اس سوالنامہ میں غیر اسلامی تبلیغ و عقیدہ اور توہینِ شانِ الوہیّت و شریعتِ محمدیؐ پر بہتان ثابت کیا گیا ہے آپ بھی ہر قسم کے تعصّب سے بالاتر رہتے ہوئے حسبۃً للہ۔

۱۔ شانِ الوہیّت کی بابت عقیدہ کی حیثیت سے اس پر غور فرمائیں۔

۲۔ عقائدِ اسلامیہ کے محافظ کی حیثیت سے میری طرف سے بیان کردہ دلائل کا جائزہ لیجیے۔

۳۔ اگر آپ نے اپنی تحقیق کی روشنی میں میرے دلائل سے اختلاف کیا تو میرے خلاف فتویٰ صادر فرما کر میری تسلی فرمائیں میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

۴۔ اگر میرے دلائل کو قرآن و حدیث، و اسلامی دستاویزات، کے مطابق

پایا تو نہی عن المنکر کے اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں تائید و توثیق فرمایئے یا مستقل فتویٰ فرما کر سادہ لوح مسلمانوں کو اس اعتقادی گمراہی سے بچا کر اپنی مذہبی ذمہ داری انجام دیجئے۔ اَجرُکُم عَلَی اللہ ۔

المستفتی

پیر محمد چشتی

مرکزی صدر پاسبان اہل سنّت و جماعت صوبہ سرحد

مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر

• خطیب جامعہ مسجد غوثیہ موچی لڑہ بازار پشاور

رُکن جماعت اہلسنّت پاکستان

رُکن متحدہ علماء کونسل پاکستان

رابطہ کے لیے فون :- ۶۴۵۴۵-۲۱۲۵۹۰-۲۱۱۰۶۵

وَتَعَاوَنُوا عَلَی البِرِّ وَالتَّقوٰی

نیکی اور تقویٰ پر ایکدوسرے کی مدد کرو۔ (القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وصفِ رخِ اُو والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہٖ

صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ و آلہٖ

ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام پُر فتن ایں کتاب لاثانی

بتائید یزدانی

المسمّٰی بہ

اظہار الکمال علیٰ

کشف جہل الجہال

یعنی

موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت

مُصنّف و مؤلف :

جناب مولوی سیّد احمد شاہ صاحب ولد حضرت نور شاہ صاحب سکنہ اخوند کلے نیک پی خیل ضلع سوات

باسمہٖ تعالیٰ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہ تالیف

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب ن المرجئۃ والقدریۃ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ترجمہ) : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو فرقے ایسے ہیں جنہیں اسلام سے کچھ حصہ نہیں ملا ایک تو مرجئہ اور دُوسرا قدریہ۔

(ف) مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے جو اسباب کا قائل نہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی فعل کا انسان کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے کسی فعل کو کسی جمادات کی طرف نسبت کرنا ہو۔ اس لیئے کہ جمادات کو یعنی اینٹ پتھر وغیرہ، از خود حرکت کرنے یا اپنے پھینکے جانے پر کوئی اختیار نہیں جب کوئی انہیں پھینک دے تو حرکت میں آجاتے ہیں ورنہ جہاں پڑے ہیں وہیں پڑے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ اس طرح بندے کو اپنے کام میں کچھ دخل نہیں اور وُہ محض بے اختیار ہے۔

قدریہ سے مراد وُہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام فعل بندہ کے اپنے اختیار و قدرت سے ہوتے ہیں تقدیر کا اس میں کوئی دخل نہیں انسان جو چاہے اور جیسے چاہے کرے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ دونوں انتہا پہ چلے گئے ہیں انہوں نے اعتدال کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔

دونوں کے عقیدے غلط ہیں کیونکہ نہ تو یہ بات درست ہے کہ انسان بالکل بے بس اور بے اختیار ہے اپنے عمل اور فعل پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اور نہ یہ بات درست ہے

کہ سب کچھ انسان کے بس میں ہے کہ وُہ جو چاہے اور جیسے چاہے کرے اس پر کوئی روک ٹوک نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے فعل پر مختار بنایا ہے۔ اگرچہ اس کی تقدیر پہلے سے لکھ رکھی ہے۔ لیکن اسے نیک و بد راہ کے منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نیک راہ پر پیدا کیا ہے۔ اسے نیکی اور بدی کی راہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اب اس کی اپنی مرضی ہے۔ جس پر چاہے۔ ہو لے۔ نیکی کرے گا تو اجر پائے گا۔ بدی کرے گا تو سزا پائے گا۔ اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ نہ تو یہ سمجھ کر بے عمل اور گمراہ ہو جائیں کہ ہر کام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہمارے کاموں کا مختار اور ذمّہ دار وہی ہے۔ اور نہ یہ سمجھ کر تقدیر سے انکار کریں کہ ہر کام کرنا یا نہ کرنا خود ہمارے بس میں ہے بلکہ اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق اور مختارِ کُل سمجھیں اپنے آپ کو اپنے کاموں کا ذمّہ دار سمجھیں اور اس سے دُعا کریں کہ وُہ ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ تمام کام اللہ جلّ شانہٗ کی توفیق سے انجام پاتے ہیں۔ اس نے ہمیں نیت اور ارادہ پر اختیار دیا ہے۔ اور ساری جزا وسزا اسی نیّت اور ارادہ کے مطابق ملے گی۔

ہمیں خوف ہے کہ رائے ونڈ تنظیم جو تبلیغی جماعت کے نام سے قائم ہے اس حدیث کا نشانہ بن رہی ہے۔ اور یہ عین یقین کے حد کو پہنچا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِمَنْ اَنْطَقَ لِسَانَ الْاِنْسَانِ بِنُطْقٍ فَصِيْحٍ لِيَسْتَدِلَّ عَلٰى تَوْحِيْدِ ذَاتِهٖ وَيَحْتَجُّ بِكَمَالَاتِ قُدْرَةٍ وَصِفَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ الْكَامِلَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بَعَثَهُ اللّٰه تعالىٰ بِرِشَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

وعلیٰ اٰله واصحابه الذين الباذلين انفسهم فی سبيل الله لاعلاء الدين والايمان وهدم بنيان الكفر والطغيان لاسيما الخلفاء الراشدين الى الله تعالیٰ واعين هم الذين عرجوا معارج الولاية والعرفان وبذلوا جهدهم لاعلاء كلمة الرحمٰن وعلى من

تبعهم باحسان الباذلین جهدهم فی استنباط الاحکام وبعد فیقول العبد المعتصم بحبل اللہ المتین المدعو بسید احمد شاہ ولدحضرت نورشاہ خاص سکین اخون کلے علاقہ نیک پی خیل تحصیل کبل ضلع سوات فھذہٖ رسالۃ۔ یہ ایک رسالہ ہے جس میں حقیقت کی پہچان واضح اور ثابت ہے۔ یعنی تبلیغ، مراتب تبلیغ، اللہ اور رسول کے نزدیک مبلغین کون ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تفضیلت قرآنی آیات کے ساتھ، اقسام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، طریقہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہل کون ہیں اور رائے ونڈ تنظیم جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے کی جہالت کی وضاحت اکثریت جن کی جاہل یعنی اَن پڑھ ہے۔ جو مقدمہ، مقصدین اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

"بحث المُقَدمہ"

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انما الاعمال بالنیات وانما لامریٔ مانوی۔ (الحدیث)

بے شک آدمی کے عمل کا دار و مدار اس کی نیت پر منحصر ہے۔

قولہ انما الاعمال ھٰذا الحدیث اصل عظیم من اصول الدّین قال ابن مہدی وغیرہ۔ ینبغی لمن صنف کتاباً ان یبدا ء بھذا الحدیث تنبیھًا للطالب علٰی تصحیح السنیہ (مشکوٰۃ شریف) ولیس غرضی من ذالک ای من التصنیف ان یدرج اسمی فی المؤلفین ولیشتھر اسمی فی العالمین بل المقصود ان یحصل العلم لمن لایعلم جھلھم و کذبھم ویظھر کذبھم و تحریفاتھم ای المبلغین لسائر الناس بنصیحۃ عقد العزیز ج ۲ ص ۹۴

تبلیغی جماعت کے حضرات نے کہا ہے کہ ہم سے کتاب یا بیان میں کوئی غلطی

سرزد ہو چکی ہو تو اصلاح کرنی چاہیئے۔ اعتراضات کرنا مناسب نہیں (تبلیغی نصاب مترجم پشتو صفحہ ۹) ان کی پہلی بات تو درست ہے کہ ہم سے اگر کچھ غلطی ہو چکی ہو۔ اس لئے فان الانسان محل الغفلات وھو فقیر بالذات ولو صار من اکبر ملوك الدنیا فھو فقیرٌ لان غناہ عرضی عرض له من حصول الجاہ والمال فما استغنی الا بغیرہ بخلاف الحق جل وا علیٰ (الیواقیت و الجواھر ج ۲ صفحہ ۲۰)

کہ انسان سے بھول چوک ممکن ہے کہ وُہ غلطی کا پتلا ہے۔ چاہے وُہ دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو مگر پھر بھی وُہ عاجز ہے کیونکہ اس کی جاہ حشمت مال و دولت ذاتی کمال سے نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی عطیہ سے ہے۔ ان کا دوسرا قول کہ اعتراضات کرنا مناسب نہیں۔ یہ قول ان کا تب درست ہو سکتا ہے۔ جب قرآن و سُنّت کے موافق ہو۔ اگر ان کا قول و فعل کتاب و سنّت کے خلاف ہو تو اعتراض کرنا لازمی ہے جیسا کہ الیواقیت والجواہر میں مذکور ہے وکان شیخ الاسلام المخزومی یقول لا یجوز لاحد من العلماء الانکار علی الصوفیہ الا ان یسلک طریقھم ویری افعالھم واقوالھم مخالفة للکتاب والسنة (جلد اوّل صفحہ ۱۴) یعنی شیخ الاسلام مخزومیؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی عالم کو اُس وقت تک صُوفیا پر اعتراض کرنا جائز نہیں جب تک ان کا مسلک، افعال اور اقوال کو کتاب وسُنّت کے مخالف خود نہ دیکھ لے۔

فائدہ: تبلیغی جماعت کے عقائد اور اقوال کتاب وسنّت کے مخالف ہیں۔ غالباً ان کا عقیدہ ہے کہ کلمہ تمجید کا شروع بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بسم اللہ کلمہ تمجید کے ساتھ مکتوب نہیں ہے۔ ان کا یہ عقیدہ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراض ہے۔ اسلیے کہ کل امر ذی الخ ہے۔ سیاتی تفصیلہ انشاءاللہ تعالیٰ۔

بیان فضیلت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منھا من قرأ بسم اللہ الرحمان الرحیم ط یخلق اللہ لھذ القاری تسع عشر ملکاً یستغفرون لہ الیٰ یوم القیامۃ۔ وایضاً قال علیہ السلام من قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یذب الشیطان کما یذب الرصاص فی النار۔ وقال علیہ السلام من قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یفتح علیہ ابواب الجنۃ ویسد علیہ ابواب النار وایضاً قال علیہ السلام من قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فکانما اعتق الف رقبۃ وایضاً قال علیہ السلام من قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱ مرۃ لو یبقی من ذنوبہ ذرۃ (حاشیہ کنز المبارک جلد اول صفحہ ۱ تا صفحہ ۳)

ترجمہ: اس کی فضیلت میں سے یہ ہے جس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا تو اللہ تعالیٰ انیس فرشتے پیدا فرماتے ہیں جو قیامت تک اس پڑھنے والے بخشش مانگتے رہتے ہیں. نیز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیتا ہے. شیطان اس طرح پگھلنے لگتا ہے جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے.

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے تو اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے اس کیلئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

نیز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے گویا کہ اس نے ایک ہزار غلام آزاد کر لیئے نیز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بار پڑھ لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے میں چودہ ۱۴ فائدے ہیں:

کلمۂ تمجید کی فضیلت کا بیان

عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال لہ قل لاحول ولا قوۃ الا باللہ فانھا کنز من کنوز الجنۃ ۔

(رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ۔ روایت کیا اسے بخاری ، مسلم ، ابوداؤد ، ترمذی ، نسائی اور ابن ماجہ نے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال لاحول ولا قوۃ الّا باللہ کان دواءً من تسعۃ وتسعین داءً ایسرھا الھم

(رواہ طبرانی فی الاوسط والحاکم وقال صحیح الاسناد ترغیب ترھیب جلد۳ صفحہ ۲۵۲ وص۲۵۳)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ پڑھ لے یہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے اور سب سے آسان دل کا بوجھ ہے ، روایت کیا اسے طبرانی وحاکم نے اور اسے صحیح الاسناد جانا ہے (ترغیب ترہیب جلد تین صفحہ ۲۵۲ تا صفحہ ۲۵۳)

فائدہ : معلوم ہوا کہ کلمہ تمجید جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے تو بڑی ایک عظیم الشان نیکی ۔ ہر کار نیک کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرنا سنّت اور تمام انبیائے کرام کا طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے :

کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بسم اللہ فھو ابتر واقطع ومعنیٰ اقطع قلیل البرکۃ ای اقطع من کمال البرکۃ وھو ای الابتداء بالبسملۃ امر مستحب موجب لزیادۃ الثواب والبرکۃ اعلم ان فی تقدیم البسملۃ وجوھًا قولہ تعالیٰ اقرأ باسم ربّکَ الّذی خلق ای اقرأ مفتتحاً باسم ربّکَ ای

قل بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمؐ وھٰذا یدل علیٰ ان البسملۃ ماموربھانی ابتداءِ کل قراءَۃٍ وخیرٌ منھا حدیث البخاری فی کتاب رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) إلیٰ ھرقل بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم ط من محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) عبد اللہ ورسولہ ومنھا انہ تعالیٰ متقدم بالوجود والقدیم الخالق ینبغی ان یکون ذکرہ ایضاً سابقاً وھٰذا لا یصح الّا اذا کانت قراۃ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمؐ سابقہ علیٰ سائر الاذکار وامور الخیر بنایہ سرح ھدایہ جلد اول ص۱۳ و ص۱۵۔

ترجمہ: ہر کام شروع جس کا بسم اللہ الرحمن الرحیمؐ سے نہ کی جائے تو وہ بے نام و نشان اور اقطع ہے۔ اقطع کی معنی قلیل البرکت یعنی کمالِ برکت سے گرا ہُوا یعنی بسم اللہ سے شروع کرنا ایک مستحب کام ہے۔ زیادتیٔ ثواب اور برکت کا باعث ہے۔ جان لے۔ بسم اللہ کی تقدیم میں وجوہات ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ یعنی پڑھ اپنے اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے۔ اے پڑھ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؐ یہ دلالت ہے اس بات پر کہ ہر قرأت اور بھلائی سے پہلے بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم ہے۔ اس کی ثبوت میں بخاری شریف کی حدیث دیکھ لو۔ ہرقل کے نام حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتدا جس کا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؐ سے کیا کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جو خُدا کے بندے اور رسُول ہیں اور (ثبوت) میں سے یہ کہ اللہ تعالیٰ ذات کے لحاظ سے مقدم اور خالق ہونے سے مقدم اس لئے مناسب ہے کہ اس کا ذکر سب سے مقدم ہو۔ یہ تب درست ہو سکتا ہے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط کا پڑھنا تمام اذکار اور بھلائی کے کاموں سے مقدم ہو۔ (بحوالہ بنایہ شرح ہدایہ جلد اوّل ص۱۳ و ص۱۵)

فائدہ: جب شارع کی طرف سے ہر نیک کام کا شروع کرنا بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ط سے ضروری ہے اور سُنّت طریقہ ہے نیز تمام انبیائے کرام سے قولاً و عملاً ثابت ہے تو عقیدہ اس تبلیغی جماعت کا جو گلیوں میں گشت کرتی ہے کہ کلمہ تمجید کا بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا شرعاً منع ہے تمام انبیائے کرم کے خلاف ہے بلکہ صریح حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول اور فعل پر اعتراض ہے۔ خوب سمجھو۔

اعلموا یعنی جان لو۔ اے تبلیغی جماعت والو. خلاصہ اور منبع پڑھ لیں کہ تمہیں اپنے دین کا علم ہو جائے کہ تمہیں اُن امور کا پتہ چلے جن کا ابتداء بسم اللہ سے منع ہے اور تمہیں علم ہو جائے کہ دین فقہ میں ہے۔ اور تم نے فقہ سے اپنے آپ کو محروم رکھا ہے۔ کما فی غایۃ التحقیق ولم لیثم رائحۃ الفقہ ای اصول الفقہ ص۲۸۵

یعنی غایۃ التحقیق میں ہے کہ وہ فقہ کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا یعنی اصول فقہ نہیں جان سکتا۔

وہ امور فقہاء کراموں نے بیان فرمائے ہیں۔ جن کا بسم اللہ سے شروع کرنا منع ہے۔ کما فی طحطاوی قولہ فعل المکلف من حیث ما یعرض لہ من الاحکام الخمسۃ وھی الوجوب والندب والاباحۃ والحرمۃ والکراھۃ والاتیان بالبسملۃ عمل یصدر من المکلف فلا بد أن یتصف بحکم . فتارۃ[۱] یکون فرضًا کما عند الذبح وتارۃ[۲] یکون واجبًا علی القول بأنھا اٰیۃ من الفاتحۃ وان کان خلاف المذھب لان الاخبار واردۃ فیھا مع المواظبۃ تفید الوجوب . وتارۃ[۳] یکون سنۃ کما فی الوضوء واوّل کل امر ذی بال ومنہ الاکل والجماع ونحوھما وتارۃ[۴] یکون مباحًا کما ھی بین الفاتحۃ والسورۃ علی الراجح وفی ابتداء المشی والقعود.

وتارۃ[۵] یکون الاتیان بھا حرامًا کما عند الزنا ووطی الحائض وشرب الخمر واکل مغصوب او مسروق وتارۃ[۶] یکون الاتیان بھا مکروھًا کما فی اول سورۃ براءۃ

دون اثنائھا فیستحر ومنہ عند شرب الدخان وفی محل النجاسۃ طحطاوی ص۳ یعنی جیسا کہ طحطاوی کا قول ہے کہ (بسم اللہ کے لیے) ہر مکلف پانچ امور سے سامنا کرتا ہے یا پڑھنا اس کا اس کے لیۓ وجوب کا حکم رکھے گا یا مندوب کا یا اباحت کا یا حرمت کا یا کراہت کا۔ اسے اس کے احکام جاننا لازمی ہے۔ کبھی[۱] اُسے بسم اللہ کا پڑھنا فرض ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ذبح کرتے وقت۔ اور کبھی[۲] اس کا پڑھنا

واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے، اگرچہ خلاف مذہب ہو کیونکہ اس کی دوام پر اتنی حدیثیں وارد ہو چکی ہیں جن سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے
اور کبھی ۳ اس کا پڑھنا سنت ہوتا ہے جیسا کہ وضو میں اور کل امر ذی بال (والی حدیث) مثلاً کھانا کھانا، جماع کرنا وغیرہ۔
کبھی اس کا پڑھنا ۴ مباح بن جاتا ہے۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ اور سورت کے درمیان تر جیحاً، چلنے اور بیٹھنے میں۔
اور کبھی ۵ اس کا پڑھنا حرام ہو جاتا ہے جیسا کہ زنا کرتے وقت یا حیض کی حالت میں وطی کے وقت، شراب پینے، غضب اور چوری کا مال کھانے کے وقت۔
اور کبھی ۶ اس کا پڑھنا مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ سورہ برأت کی شروع میں (حالانکہ اس سورت کے بغیر دیگر سورتوں کے ساتھ اس کا پڑھنا سنت ہے)۔
حقہ، سگریٹ پیتے وقت اور گندگی کی جگہ۔ (طحطاوی ص۲)

کلمہ طیبہ اور تبلیغی جماعت

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کلمہ طیبہ کا معنی یوں کرتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مقصد اور مفہوم یہ ہے کہ خالق سے ہونے کا یقین کریں گے یعنی خالق سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ بالفاظِ دیگر جو کچھ ہوتا ہے خالق سے ہوتا ہے مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا۔

سبحان اللہ۔ یہ تو عین عقیدہ جبریہ ہے اور یہ ایک کھلی حقیقت بھی ہے۔
وَالْحَقُّ هٰذِهٖ ای عقید تهم عقيدة الجبرية ليست بتحقيقات بل تحريفات جواهر البهيه ص۳۱۲۔ دیکھو جواہر البہیہ ص۳۱۲۔

تحریف کیوں! تحریف اس لئے کہ کلمہ طیبہ قرآن پاک کا جز ہے اہلسنت والجماعت کے نزدیک اس کا یہ معنیٰ اور مطلب نہیں ہے۔ میرے بھائیو! کلمہ طیبہ اس

عالم کا رُوح ہے جیسا کہ مذکور انوار محمودیں ۔ قولہ باب قیام الساعۃ من مات فقد قام قیامتہ قال العلماء ان روح العالم ھو الدنیا کلمۃ لا الہ الا اللہ فاذا اخرج الروح وبقی اشرار الناس ای کافر تفسد العالم والدنیا جلد ثانی ۲۷۴ ۔ باب قیام الساعۃ میں اس کا قول ہے جو مرا اس کی قیامت برپا ہوئی علماء کا قول ہے ۔کہ رُوح العالم یعنی دُنیا کی رُوح کلمہ طیبہ ہے ۔جب روح نکل جائے بدترین لوگ یعنی کافر باقی رہ جائیں تو عالم اور دنیا میں فساد برپا ہو جائے گا ۔

تمام عبادات کلمہ طیبہ پر موقوف ھیں ، ملاحظہ ہو بدائع کی عبارت واقرب من ذالک الایمان باللہ الذی ھو رأس العبادۃ ۔جلد اوّل ص ۳۳۴ یعنی اللہ پر ایمان لانا عبادت کی اصل ہے ۔ ملاحظہ ہو رُوح البیان کی عبارت :

احسن الحسنات کلمۃ لا الہ الا اللہ اذا التوحید رأس الدین فلا افضل منہ کما ان الرأس افضل الجوارح ۔سورہ الرعد پارہ ۱۳ ص ۳۴۴

یعنی سب سے بڑھ کر نیکی کلمہ توحید ہے جبکہ توحید دین کا سر ہے اس سے کوئی چیز افضل نہیں جیسا کہ سر جسم کے تمام اعضا میں افضل ہے ۔

وایضاً فی روح البیان وکلمۃ التوحید مرکبۃ من النفی والاثبات تنفی ماسوی المعبود و تثبت ما ھو المقصود ای المعبود برحق.
جلد رابع ص ۲٦۲

نیز رُوح البیان میں ہے کہ کلمہ توحید (کلمہ طیبہ) نفی اور اثبات سے مرکّب ہے ۔ معبودِ غیر سے نفی اور اثباتِ مقصود ہے یعنی معبُود برحق (جلد چہارم ص ۲٦۲)

حاصل کلام : لا الہ الا اللہ کلام استثنائی ہے جو نفی اور اثبات سے مرکّب ہے ۔ نفی لا الہ ہے ۔ اثبات الا اللہ ہے ۔ ذات سے نفی اور اثبات کیا جاتا ہے ۔ نہ افعال سے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۔ اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی جب کہ حکم مرتب ہوتا ہے اُس چیز پر جو ذہن جلدی قبول کرتا ہو جیسا کہ فتح القدیر میں بحث ذبائح میں مذکور ہے ۔

کلمہ طیّبہ کا یہ معنیٰ غلط سے غلط ترین اور فحش سے فحش ترین ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق اور بندہ کا سبب ہے۔

اعلم اقسامِ اشخاص:

اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک تین طرح کے آدمی ہیں۔ عوام۔ خواص۔ اخص الخواص۔ معنی اور مطلب میں ایک دوسرے سے جُدا جُدا ہیں کما فی روح البیان قوله تعالیٰ ربنا ماخلقت هٰذا باطلا۔ سُبحٰنك فقنا عذاب النّار معنیٰ لا اله الا الله للعوام لا معبود الّا الله ومعنها للخواص لا محبوب ومقصود الّا الله معنها لاخص الخواص لاموجود الّا الله فانه يكون فى تلك الحالة مستهلكًا فى بحر الشهود فلا يشعر لشئ سوى الله ولا يرىٰ موجودًا (جلد ثانی سورۃ العمران ص۱۳۶)

جیساکہ رُوح البیان میں ماخلقت هذا الخ کی تفسیر سے واضح ہے۔ لا اله الّا الله عوام کے لیئے۔ لا معبود الّا الله خواص کے لیئے۔ لا محبوب لا مقصود، لاموجود الّا الله یہ اخص الخواص کے لیئے ہے۔ یہ پڑھتے وقت اخص الخواص "شہود" کی سمندر میں غرقاب ہوتا ہے۔ اللہ کے بغیر نہ اُسے کوئی شعور ہوتا ہے اور نہ کوئی موجود۔ جلد دوم سورۃ العمران ص۱۳۶۔

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کلمہ طیّبہ لا الٰہ الّا اللّٰہ کا معنیٰ

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کلمہ طیّبہ کا متفق علیہ معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات، وجود، صفات اور افعال میں تمام مخلوقات سے مستغنی ہے۔ تمام مخلوقات اس کا محتاج اور عین معبود برحق ہے۔ عین واجب الوجود کا یہی معنیٰ ہے جیساکہ جواہر البھیہ شرح عقائدُ النسفیہ میں مذکور ہے۔ قوله ولا يحتاج إلىٰ شئ اصلا يعنى لا فى ذاته ولا فى صفاته ولا فى افعاله اذ معنى الالوهية استغناء الاله من كل ماسواه وافتقاد كل ما عداه اليه۔

قولہ اصل میں کسی چیز کو محتاج نہیں۔ یعنی نہ اپنی ذات میں نہ وجود میں نہ صفات میں اور نہ صفات میں یہی مطلب الوہیت کا ہے۔ مستغنی ہونا سب سے مگر سب اُسی کے محتاج ہیں۔

فمعنی لا الٰہ الّا اللہ مستغنی عن کل ما سواہ ومفتقراً الیہ کل ما عداہ الّا اللہ تعالیٰ واستغنائہ عن کل ما سواہ فھو یوجب له الوجود والقدم والبقا والمخالفة للحوادث والقیام بالنفس والتنزہ عن النقائص جلد اوّل ص ۲۱۳ وفی حاشیة طحطاوی.

واشھد ان لا الہ الا اللہ أی اصدق بقلبی واُقر بلسانی مع الاذعان والانقیاد اُنہ لا الٰہ الّا اللہ والقول الجامع المدفع عند الموانع فی معنھا انه لا معبود مستحق للعبادة إلا الواجب الوجود المستحق لجمیع المحامد فی الواقع کما قال العصام فی الاطول.

قال السنوسي وإن شئت لا مستغنی علی العموم ولا مفتقر إلیہ علی العموم الّا اللہ عزّ وجل وھذا المعنیٰ اظھر من الاوّل واقرب منه وھو اصل لہٗ إذ لا یستحق ان یعبد أی یذل له کل شیٔ الا من کان مستغنیا عن کل شیٔ مفتقرا الیہ کل شیٔ فظھر ان العبارة الثانیة اُحسن من الاولیٰ لانھا تستلزم اندراج جمیع عقائد الایمان تحت ھذہ الکلمة الشریفه ص ۵.

یعنی لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ماسوا کے غنی ہے اور سب کچھ اُسی کا محتاج ہے اور اُس کا مستغنی ہونا تمام مخلوق سے۔ تمام مخلوق سے اُس کا مستغنی ہونا اُس کے لیئے واجب ٹھہراتا ہے کہ اسے وجود ہو۔ قدیم ہو۔ بقا ہو۔ حوادثات سے پاک ہو۔ اپنی ذات سے قائم ودائم ہو۔ نقائص سے مبرّا ہو (جلد اول صفحہ ۲۱۳)

طحطاوی کے حاشیہ پر ہے ۔ گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں دل سے تصدیق زبان سے اقرار کرتا ہوں ۔ مکمل یقین سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں ۔ اور یہ جامع قول ہے جو موانعات کو دفع کرتا ہے ۔ یعنی اس کے معنیٰ میں موانعات کو دفع کرتا ہے ۔ وُہ واجب الوجود مستحق عبادت اور مستحق جملہ محامد ہے ۔ جیسا کہ عصام نے اطول میں کہا ہے ۔ سنوسی نے کہا ہے کہ جو کچھ اور سب کچھ اللہ عزّ وجل کو محتاج ہے ۔ اور یہ مطلب پہلے مطلب سے زیادہ مضبوط اور ظاہر ہے کہ اسی کے بغیر کوئی عبادت کا مستحق نہیں مگر وہ ہے جسے ہر چیز عاجزی کرتی ہے ۔ سوائے اللہ کے کوئی مستغنی نہیں ۔ یہ دوسری عبارت پہلی سے اس لیئے اچھی ہے کہ اس مبارک کلمہ کے تحت تمام ایمانی عقائد کو جمع کر دیا ہے ۔

سنوسی کے بیان کا مطلب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیان ہوا ہے کہ

اللہ الصّمد کما فی الجواھر البھیہ فاثبت بقولہ اللہ الصّمد افتقار کل ماسواہ الیہ واستغنائہ عما سواہ إذ الصمد ھو الذی یصمد الیہ فی الحوائج ولاشك ان کل ماسواہ صامد الیہ مفتقرۃ الی اللہ ابتداء وانتہاءً ا (جلد اوّل ۔ صفحہ ۲۵۳)

ترجمہ ، کہ اللہ بے نیاز ہے کہ تمام مخلوق اُس کا محتاج اور ماسوی سے وُہ غنی / بے نیاز وُہ ہے جس سے حاجات مانگے جاتے ہیں اور اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ اسکے بغیر تمام چیزیں (سب کچھ) اُس کا محتاج ہے (شروع تا آخر جلد اوّل صفحہ ۲۵۲

وفی درالناصحین قولہ واماکون لا الہ الا اللہ من افضل الاذکار فلان فیہ معنی لایوجد فی ذکر غیرہ ولان الوھیۃ تشتمل علی معنیین احدھما استغنائہ تعالیٰ عن جمیع ماسواہ والثانی افتقار جمیع عداہ الیہ تعالیٰ ۔ فعلیٰ ھٰذا یکون معنیٰ کلمۃ التوحید لا مستغنی عن جمیع ماسواہ الا اللہ ۔ فیجب لہ تعالیٰ الوجود القدم والبقاء ۔ اذ لولم یجب لہ تعالیٰ ھٰذہ الصفاۃ لکان محتاجًا الی محدث لان انتفاء شیئ من ھٰذہ الصفاۃ لستلزم

الحدوث وکل حادث مفتقر الیٰ محدث وکذا یجب لہ تعالیٰ التنزہ عن النقائص دیدل فی التنزہ عن النقائص وجوب السمع والبصر درالناصحین جلد ثانی ص۱۸۸

دُرالناصحین میں مذکور ہے کہ لاالٰہ الا اللہ سے کوئی ذکر افضل اس لیے نہیں کہ یہ مقصد کسی اور ذکر سے پورا نہیں ہوتا کیونکہ الوہیت دو مطالب پر مشتمل ہوتی ہے یہ کہ ماسویٰ سے استغنا دُوسرا تمام مخلوقات کا اسی کا محتاج ہونا جو سب سے بڑا ہے پس یہ مطلب کلمہ طیبہ سے خوب حاصل ہوتا ہے اس کے لیے بڑائی، وجود، تقدیم، باقی رہنا واجب ہے۔ اگر اللہ کو یہ صفات واجب نہ ہوجائیں تو محدّث کی حاجت پڑجائے گی کیونکہ ان صفات کی نفی حدوث کا متقاضی ہے اور ہر نئی پیدا شدہ چیز محدث کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو نقائص سے مبرّا ہونا ثابت ہے اس کیلئے نقائص سے پاک ہونا سننے اور دیکھنے کا واجب ہونا لازمی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ طیبہ کو مومنوں کے دلوں میں مضبوط کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

والزمھم کلمۃ التقویٰ وکانوا احق بھا واھلھا وکان اللہ بکل شئ علیما ط

اور کلمہ توحید کلمہ استثنائی ہے، کما فی التلویح فلان المجموع ای کلمۃ التوحید المستثنیٰ منہ والمستثناء والۃ الاستثناء ص۳۲۷۔

تلویح میں ہے کہ کلمہ توحید بنا ہے مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ اور حرف استثناء یعنی مستثنیٰ منہ ہے لاالٰہ

مستثنیٰ اللہ اور حرف استثنا اِلّا ہے:

اعلم امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درمیان استثناء کی لغوی اور شرعی معنیٰ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ لغت میں استثناء حرف تغیر کو کہتے ہیں ازروئے شریعت استثناء کہتے ہیں اس چیز کے ذکر کرنے کو جو حکم کے لحاظ سے اصل کلام متغیر کرتا ہے۔

واختلفوا فی کیفیۃ عملہ ای عمل الاستثناء تلویح ص۳۲۶

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمل استثنا، تکلم بالباقی بعد الثنیا ہے
یعنی استثناء کے بعد جو جملہ رہ جاتا ہے اُس پر تلفظ کرنا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اخراج بعد الدخول بطریقہ معارضہ
جیسا کہ لفلانٍ علی عشرۃ دراھم الا ثلاثۃ (تلویح ص۳۲۶)
یعنی فلاں کے میرے ذمے دس روپیہ مگر تین نہیں ہدایہ، عنایہ اور کفایہ میں۔
اقرار کا ۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقر پر سات روپیہ لازمی نہیں۔ کیونکہ
مقر نے خود اقرار کیا ہے کہ مجھ پر فلاں کے سات روپیہ ہے اور تین روپیہ پر تلفظ نہ
کیا ہو۔ تب بھی امام شافعی کے نزدیک مقر پر سات روپیہ لازمی نہیں بر طریقہ معارضہ
اس لیے کہ کلام کے آخر میں الا ثلاثۃ معارض ہو گیا ہے۔ پہلے کلام کے ساتھ
کہ علی عشرۃ ہے۔ معارضہ کے طریقہ کے ساتھ ثلاثۃ نکل گئے اور سبعۃ رہ گئے
کیونکہ استثنار نفی سے اثبات کرنا ہے اور اثبات سے نفی۔ یہ امام شافعی کی دلیل
ہے اور اس کی دوسری دلیل بغرض اعتراض امام اعظمؒ پر ہے۔ دربارہ توحید میں کہ آپ کے
نزدیک توحید باری تعالیٰ ثابت نہیں ہو سکتی۔ ولان قولهٗ لا اله الا الله للتوحید ای
اقرار بوجود باری تعالی ووحدته۔

ومعناه النفی والاثبات فلو لم یکن عمل الاستثناء بطریق
المعارضة واثباته حکمًا مخالفًا لحکم الصدر لما لزم
الاقرار بوجود الله تعالیٰ بل بنفی الالوهیة عما سواه
التوحید لا یتم اثباته الذی هو المقصود بخلاف ما لو
حملنا علی سبیل المعارضة اذ یکون المعنی حینئذٍ
لا اله الا الله فانه موجود هذا اعتراض من جانب الشافعی
علینا والجواب

واما کلمة التوحید فقد کان المقصود نفی غیر الله واما وجود الله
فقد کانوا لانهم کانوا مشرکین یثبتون مع الله تعالیٰ الٰهًا اٰخر قال

الله ولئن سألتهم من خلق السمٰوٰت والارض۔ ليقولن الله نورالانوار ص۲۰۵
وتلويح ص۲۳۰ وفی التوضیح فلا بد من الجمع بينهما ای المذهبين
يحمل الاول على المجاز ص۳۲۸

حاصل کلام یہ ہے کہ حنفی مذہب کے پیروکاروں سے اس کا جواب یہ ہے۔
کہ اس مقام پر مقصود کلام اللہ غیر اللہ سے نفی ہے جو ثابت ہوا لا الٰہ کے ساتھ باقی رہا
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات اس کے لیئے بے شمار دلائل ہیں جیسا کہ غایۃ
التحقیق شرح جامی میں مذکور ہے:

وبعد وضوح الدليل لان الولاية على وحدانية الصانع جلّ جلالهٗ
وكمال قدرته وعظمة الالوهية لا تعد كثرة ولا يخفى على من لهٗ
ادنى من لب كما قال ابو العتاهية۔ شعر:

فيا عجب كيف يعصى الالٰه ٭ ام كيف يجحده جاحد ففى كل شئ له اية
تدل على انه واحد ص۳۲۶

دلیل واضح کرنے کے بعد بے شک آیت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت صانع جل جلالہٗ
پر دلالت کرتی ہے اور اسی کی کمال قدرت، عظمت الوہیت پر اتنے دلائل ہیں جنہیں
نہیں گنا جا سکتا جسے تھوڑی سی عقل ہو جیسا کہ ابوالعتاھیہ نے کہا ہے۔ بہت
افسوس اللہ کی نافرمانی کیونکر کی جائے۔ انکار کرنے والا کیوں انکار کرتا ہے۔ جبکہ
ہر چیز اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

وايضاً فى غاية التحقيق وانما سمى هذا النوع اى الاستثناء بيان تغير
لوجود كل واحد منهما فيه۔ فان التعليق والاستثناء يغيران موجب
الكلام اذ لو لم يوجد التعليق لوقع معلق فى الحال ولو لم يوجد الاستثناء
لثبت موجب المستثنىٰ منه بتمامه فكان فيهما معنى التغير من
هذا الوجه ص۱۸۰

ترجمہ: اور اس طرح غایۃ التحقیق میں ہے۔ اس نوعیت استثناء کو بیان تغیّر

موسوم کیا ہے پس تعلیق اور استثنار حکیم کلام کو متغیر کرتے ہیں. اگر تعلیق نہ ہوتا تو معلق بات واقع ہو جاتی. اگر استثنار موجود نہ ہوتا تو مستثنا منہ کا سارا حکم ثابت ہو جاتا. اس وجہ سے اسے تغیر کا معنی دیا گیا ہے.

فائدہ، لا الہ الا اللہ کا اصلی معنی اللہ تعالیٰ کا ہر چیز سے مستغنی ہونا اور ہر چیز اُسی کا حاجتمند ہونا عبادت کی صرف وہی ذات مستحق ہونا اور وہ واجب الوجود ہے نہ کوئی دُوسرا. یہ معنیٰ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہے.

اعلم : جان لو میرے مسلمان بھائیو. ایک خلق ہے اور دُوسرا کسب.

خلق : بغیر اسباب و آلات اور معادن کے کسی چیز کا ایجاد خلق کہلاتا ہے.

کسب : اسباب، آلات اور معادن کے ذریعے کسی چیز کا ایجاد کسب کہلاتا ہے. یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلق کی نسبت اپنی ذات مبارک کیطرف کی ہے اور کسب کی نسبت عبد کی طرف. پس اللہ تعالیٰ خالق ہے اور کاسب نہیں اسلیے کہ وُہ اسباب، آلات اور معادن کا احتیاج نہیں رکھتا. عبد کاسب ہے خالق نہیں کیونکہ وُہ اسباب، آلات اور معادن کا احتیاج رکھتا ہے. اللہ تعالیٰ کا یہی حکم موافق ہے کہ عبد مامور بالکسب ہے.

ارشاد سراج الاُمّت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ

اسلام کی دو قسمیں ہیں (۱) فطری (۲) دوسرا کسبی. فطری اسلام میں مسلمان اور کافر کی اولاد زمانہ بلوغ تک برابر ہیں. بعد از بلوغ اسلام اور کفر بندے کے اختیار کے ساتھ کسب سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ سن بلوغ کو پہنچ کر بندہ خدا کی خطاب کا اہل ہو جاتا ہے. جیسا کہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ثم خاطبھم عند البلوغ مع العقل وامرھم بالایمان والطاعۃ ونھاھم عن الکفر والعصیان فکفر من کفر بفعلہ الاختیاری وانکارہ وجحودہ الحق

بخذلان اللہ ایاہ وامن من امن بفصلہ الاختیاری واقرارہ باللسان و تصدیقہ بالجنان ای بالقلب بتوفیق اللہ تعالیٰ ایاہ ونصرتہ لہ شرح فقہ اکبر لابیحنیفۃ ص۱۶

یعنی پھر ہوش کے ہوتے ہوئے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ان سے مخاطب ہوتا ہے انہیں ایمان اور اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ انہیں کفر اور نافرمانی سے منع کرتا ہے پس جو اپنی فعل اختیاری سے کافر ہوا وہ کافر ہوا۔ حق سے انکار اور کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرتا ہے اور جو کوئی اپنی فعل اختیاری سے مسلمان ہوا وہ مسلمان ہوا۔ زبان سے اقرار کیا دل سے تصدیق کیا اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے شرح فقہ اکبر بحنیفہ ص۱۶

فائدہ: یہ تبلیغی حضرات کلمہ طیبہ کی اصلی اور حقیقی معنی نہیں جانتے۔ التعجب والتعجب من ھذہ السخافۃ والحماقۃ والجھالۃ الجواھر البھیۃ ص۲۵۷

نہایت تعجب کی بات ہے کہ اپنے ایمان اور طریقہ اسلام بھی نہیں جانتے اتنا بھی نہیں جانتے کہ کسب اسلام اپنے اختیار سے تعلق رکھتا ہے۔ کمافی روح البیان قولہ تعالیٰ وھو علی کل شیءٍ قدیر قال بعضھم قدرۃ اللہ تعالیٰ تصلح للخلق وقدرۃ العبد تصلح للکسب فالعبد لا یوصف بالقدرۃ علی الخلق واللہ تعالیٰ لا یوصف بالقدرۃ علی الکسب وھو الذی خلقکم فمنکم کافر ای فبعضکم مختار الکفر کاسب لہ حیث ما تقتضیہ خلقتہ قال فی فتح الرحمان الکفر فعل الکافر والایمان فعل المؤمن والکفر والایمان اکتساب العبد لقول النبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کل مولود یولد علی الفطرۃ الاسلام وقولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا فلکل واحد من الفریقین کسب واختیار وکسبہ واختیارہ بتقدیر اللہ ومشیتہ فالمؤمن بعد خلق اللہ ایاہ یختار الایمان لان اللہ تعالیٰ اراد ذلک منہ وقدرہ علیہ وعلمہ منہ وھذا فریق اھل السنۃ انتھی وفی الآیۃ ردّ للجبریّۃ والدھریۃ والطبیعیۃ ومنکم مؤمن مختار للایمان

کاسب له ویندرج فیه مرتکب الکبیرة الغیر التائب والمبتدع الذی لا تفضی بدعته الی الکفر وتقدیم الکفر علیہ لانه الانسب بمقام التوبیخ روح البیان جلد عاشر سورۃ التغابن پارہ ۲۸ ص ۲۔

جیسا کہ رُوح البیان میں اللہ تعالیٰ کی اس ارشاد وھو علی کل شئ قدیر کی تفسیر کی گئی ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مخلوق کی اصلاح کرتی ہے اور بندے کی قدرت کسب کی اصلاح کرتی ہے۔ بندے کی یہ صفت نہیں ہو سکتی کہ پیدائش پر قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ سے یہ زیب نہیں دیتا کہ کسب پر قدرت کرے (کسب میں اسباب آلات اور معاونت کی ضرورت ہوتی ہے اللہ اِن سے منزہ ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا پس تم میں سے (بعض) کافر ہیں یعنی تم میں سے بعض نے کفر کا کسب کیا جیسا کہ اس کی خلقت کا تقاضا تھا۔ فتح الرحمان میں ہے۔ کفر کافر کا فعل ہے اور ایمان مومن کا فعل ہے۔ کفر اور ایمان دونوں بندے کا کسب ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور اس کا ارشاد ہے اللہ کی فطرت وُہی ہے جس پہ لوگوں کو پیدا کیا ہے دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لئے کسب اور اختیار ہے۔ اس کا کسب اور اختیار تقدیر اور مشیت الٰہی سے ہے:

پس مومن کو اسے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے بعد ایمان پسند ہوا کیونکہ اللہ تعالےٰ کی یہی مشیت تھی اللہ تعالیٰ کو اس کا علم تھا اس لئے اسے مقدّر کیا۔

اور یہی اہل سُنّت کا عقیدہ ہے آخر تک۔ اس آیت میں جبریہ، دھریہ اور طبیعیہ پر رد ہے اور تم میں مومن ہیں جس نے ایمان کو پسند کیا۔ جو اس کا کاسب ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا بغیر توبہ کے اور وُہ بدعتی جس کا بدعت کفر تک نہ پہنچتا ہو۔ جبکہ کفر کو مقدم ذکر کرنا توبیخ کے لحاظ سے زیادہ مناسب تھا۔ رُوح البیان جلد ۱۰ سورۃ التغابن پارہ ۲۸ ص ۲۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ عقیدہ غلط اور فاسد ہے اور مخالف ہے کتاب اللہ سے کیونکہ بندے کو امور دین پر مکلف کیا گیا ہے اور فرائض کے بعد اسے کسب حلال پر مامور کیا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (بیہقی) یعنی حلال کمائی فرض کے بعد فرض ہے۔ روایت کیا اسے بیہقی نے وقولہ تعالیٰ وابتغوا من فضل اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی رزق حلال تلاش کرو۔ شارع کا یہ حکم طلب رزق حلال سے متعلق ہے۔ یہ بھی ایک اہم فریضہ ہے۔ کما فی احیاء العلوم قولہ الرابع المحترف الذی یحتاج الی الکسب لعیالہ فلیس لہ ان یضیع العیال و یستغرق الاوقات فی العبادۃ بل وردۃ فی وقت الصناعۃ حضور السوق والاشتغال بالکسب ولکن ینبغی ان لا ینسیٰ ذکر اللہ فی صناعتہ بل یواظب علی التسبیحات و الاذکار وقراءۃ القرآن۔ ج ۱، ص ۲۵۲

جیسا کہ احیاء العلوم میں مذکور ہے۔ وہ پیشہ ور جو اپنے بال بچے کے لیے کمائی کا احتیاج رکھتا ہو۔ اس کے لیئے جائز نہیں کہ اپنے بال بچے کو ضائع کرے۔ تمام اوقات عبادات میں مشغول رہے بلکہ وہ اپنے پیشہ کے لیئے بازار جائے۔ کمائی میں مشغول ہو مگر مناسب یہ ہے کہ اپنے پیشہ کے دوران ذکر الٰہی سے غفلت نہ برتے بلکہ تسبیحات، اذکار اور قرآن کریم کی تلاوت میں متواتر مشغول رہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کا فرض یہ ہے کہ اپنے بچوں کے لیئے حلال روزی کمائے مگر اپنے اوپر ذکر الٰہی لازم پکڑے جو کمائی سے متصادم نہیں ہے۔ بیک وقت دونوں کام خوبی سے ہو سکتے ہیں یعنی کمائی اور ذکر الٰہی۔

وایضاً فی احیاء العلوم قولہ فان قدر علی الکسب بآلۃ فھو فقیر ویجوز ان یشتری لہ آلۃ وان قدر علی کسب لا یلیق بمروتہ وان کان متعبداً یمنعہ الکسب من وظائف العبادات واوراد الاوقات

فلیکتسب لان الکسب اولی من ذالک ای الوظائف. قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ واراد بہ السعی فی الاکتساب للنفقۃ ج-۱ صـ ۲۹۱

اسی طرح احیاء العلوم میں آیا ہے اگر کسی آلہ کے ذریعے کمانے پر قادر ہو جاتا ہے اور وہ فقیر ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ آلہ خریدا جائے اگرچہ وہ کمائی جس پر وہ قادر ہے اس کے مروت کے خلاف کیوں نہ ہو۔

(مگر کرنا چاہیئے) اور اگر وہ عبادت گزار ہے۔ کمائی اس کے وظائف واوراد میں مانع ہو پھر بھی کمائی کرے۔ کیونکہ کمائی کرنا اس کے وظائف سے بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ طلب رزق حلال فرائض کے بعد فریضہ ہے۔ اس سے مراد نان نفقہ کے لئے کوشش ہے۔

اقسام عبادت

جاننا چاہیئے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک متعدی دوسرا لازمی۔ اپنے اہل و عیال کے لیے نان نفقہ پیدا کرنا اور اپنی حاجت سے زائد مال سے صدقہ کرنا عبادت متعدی ہے جو وظائف اور نفلی عبادات سے بہتر ہے۔ (وظائف وعملی عبادات عبادت لازمی ہے) کما فی احیاء العلوم قولہ وان داوم علی الکسب وتصدق بما فضل عن حاجتہ فھو افضل من سائر الاوراد التی ذکرنا ھا لان العبادات المتعدیۃ فائدتھا انفع من اللازمۃ والصدقۃ والکسب علی ھذہ النیۃ عبادۃ لہ ای للکاسب فی نفسہ تقرب بہ الی اللّٰہ تعالیٰ ثم یحصل بہ فائدۃ للغیر وتجذب الیہ ای الی الکاسب برکاۃ دعواۃ المسلمین ویتضاعف بہ الاجر ج ۱ صـ ۴۵۳

جیسا کہ احیاء العلوم میں ہے اگر اس نے کسب اور ضروریات سے زائد یہ دوام

کیا تو یہ عمل ان سارے اوراد سے افضل ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے۔ کیونکہ متعدی عبادت لازمی عبادات سے زیادہ فائدہ مند اور نفع بخش ہیں۔ اس نیت سے محنت مزدوری کرنا اس کے لئے یعنی کاسب کے لیئے عبادت ہے۔ اس کے ذریعے وہ خدا کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے۔ برکت اسے آتی ہے۔ مسلمانوں کی دعاؤں کا حقدار بن جاتا ہے اور اجر بھی دو چند ملتا ہے۔ جلد اول صـ ۴۵۳۔ اے تبلیغی جماعت والو! دین جاننے کی کوشش کرو تاکہ تمہیں اپنا نفع نقصان معلوم ہو جائے۔

اقسام کسب

اعلم۔ جان لو۔ کسب کی چار اقسام ہیں: فرض۔ مستحب۔ مباح اور مکروہ۔ ملاحظہ ہو۔ الحدیقیۃ الندیۃ کی عبارت: قولہ وقال فیہ ایضاً ای فی الاختیار شرح المختار الکسب ای تحصیل امور المعیشۃ علی وجہ المشروع انواع اربعۃ الاول فرض وھو الکسب بقدر الکفایۃ ای مقدار ما یکفیہ ویصد حاجتہ لنفیسہ وعیالہ وقضاء دیونہ ثم قال یعنی فی الاختیار فان ترک الاکتساب بعد ذالک ای لبد تحصیل مقدار کفایتہ منہ وسعہ ذالک ای جاز لہ الترک وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب الکسب بعد الصلوٰۃ المفروضۃ ای الفریضۃ بعد الفریضۃ ولانہ لا یتوصل الی اقامۃ الفرض الا بہ ای بالکسب فکان فرضا۔

اسی کتاب میں اور المختار کی شرح الاختیار میں ہے کہ جائز طریقہ سے حصول امور معیشت کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم فرض ہے وہ بقدر ضرورت کمائی ہے یعنی اتنی مقدار جو اس کے، اس کے عیال کے اور قرض کو کفایت کرے مزید الاختیار کی عبارت ہے۔ بقدر کفایت کمائی کے بعد اسے کمائی چھوڑنا جائز ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: رزق حلال کا طلب نماز فرض کے بعد دُوسرا فریضہ ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ فرض نماز بدون اس کے قائم نہیں کرسکتا۔ مزید اقسام کا ذکر چھوڑتا ہوں۔ پھر رسالہ طویل ہو جائے گا جبکہ مقصود بھی یہی قسم ہے۔

اقسامِ مخلوق باعتبارِ کسب

اعلم۔ جان لو۔ کمائی کے لحاظ سے لوگوں کی پانچ قسمیں ہیں، ملاحظہ حدیقیہ ندیہ کی عبارت:

قولہ ویقال الناس فی الکسب علی خمس مراتب منھم من یری الرزق من الکسب فھو کافر ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ویری الکسب سبباً ولایعصی اللہ لاجل الکسب فھو مومن مخلص ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ویعصی اللہ تعالیٰ من اجل الکسب ولایؤدی حقہ فھو فاسق ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ومن الکسب فھو مشرك ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ولایدری اُیعطیہ ام لا فھو منافق شاك ذکرہ فی مشکوٰۃ الانوار وتنبیہ الغافلین حدیقیہ ندیہ جلد اوّل ص۲۳۱ و ص۲۲۲ و ص۲۲۳ و ص۲۲۴۔

اس کا قول ہے اور کہا جاتا ہے کہ کمائی میں لوگوں کی پانچ مراتب ہیں۔ ان میں سے جو رزق کمائی میں دیکھتا ہے یعنی یقین کرتا ہے وہ کافر ہے ان میں سے جو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہے کمائی کو ذریعہ جانتا ہے اور کمائی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی نہیں کرتا وہ مخلص مومن ہے۔ ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے کمائی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ فاسق ہے۔ ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے اور مزدوری کی جانب سے بھی دیکھتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اُسے رزق

دیگا یا نہیں وُہ منافق ہے۔ اسے مشکوٰۃ الانوار، تنبیہہ الغافلین اور حدیقیہ ندیہ جلد اول صت ۲۲۱ تا صت ۲۲۳ ذکر کیا گیا ہے۔

اہلیّت توجہ کس کو حاصل ہے؟

اہلیّت توجہ مکلف سے متعلّق ہے جو عقل ہے۔ باقی رہا امور معترضہ کے اہلیّت انسان۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک سماوی دوسرا کسبی۔ پھر سماوی کی گیارہ قسمیں ہیں اور کسبی کے سات قسمیں ہیں اور ان سات میں سے ایک قسم جہل ہے۔ ملاحظہ ہو غایۃ التحقیق شرح جامی کی عبارت صت ۲۹۵ و صت ۲۹۶، نور الانوار صت ۲۸۶ اور بحر العلوم صت ۸۰ وان ماجعله ای الجهل من المكتسبة وان لم يكن للعبد فيه اختيار لان العبد قادر علىٰ ازالته بتحصيل العُلم فكان ترك التحصيل العلم بالاختيار مع القدرة عليه ای بزوال الجهل بمنزلة اختيار الجهل وكسبه باختيار لبقائه على جهلة

یعنی جہل کو کسب سے گردانا گیا ہے اگرچہ اس میں بندہ غیر اختیاری ہو کیونکہ بندہ اس پر قادر ہے کہ اس جہل کو حصولِ علم سے زائل کرے۔ پس اس کا قدرت کا ہوتے ہوئے ترکِ تحصیلِ علم کا یہ مطلب ہُوا کہ اس نے جہل کو اپنے کسب سے حاصل کیا اور وُہ دائمی جہل پر رہے گا۔

اقسام جہل

جہل کی چھ قسمیں ہیں، جن کا بیان اور حکم بحر العلوم شرح مسلم الثبوت صت ۶۱۷ میں مذکور ہے۔ بعض اقسام میں عذر قبول ہے اور بعض میں نہیں۔ تبلیغی جماعت کو چاہیئے کہ ان سے واقفیت حاصل کرے اور اپنے جہل کی نوعیّت کو پہچان لے۔

قدرت کی اقسام

اعلم. جان لو قدرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قدرت قدیمہ مؤثرہ ہے جن سے خلق یعنی پیدائش تعبیر کیا جاتا ہے جو خاصۂ خداوندی ہے۔ دُوسری قدرت حادثہ غیر مؤثرہ ہے، جن سے کسب تعبیر کیا جاتا ہے کما فی قولہ تعالیٰ نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون افرایتم ما تمنون۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا تم تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ کیا تم نے دیکھا ہے جو منی تم ڈالتے ہو (اپنے بیویوں کے ارحام میں) ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون۔ (بتاؤ) کہ تم اس (منی) سے (بنی آدم) کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ جو منی ڈالتے ہو اس سے تم کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے اور میں اس منی سے انسان پیدا کرتا ہوں اور یہ وعدہ بھی تمہارے ساتھ کرتا ہوں (مدارک شریف ص۲۱۸ جلد چہارم سورۃ الواقعہ)

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بندے سے خلقیت کی نفی فرمادی۔ اور بندے کا کسب ثابت فرمایا جو منی گراتا ہے اپنی منکوحہ کی رحم میں۔ غور کا مقام ہے۔ تمام مسلمان سوچ لیں۔

یہ تبلیغی جماعت جو کہتی ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے معنی ہیں خالق سب کچھ کرسکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ سبحان اللہ! ان کا یہ اعتقاد غلط سے غلط ترین اور بُرے سے بُرا ترین ہے۔ وکیف لایکون غلطاً غلطی کیوں نہیں ہے! جو بہت سارے خرافات پر مشتمل ہے۔ ان میں ایک یہ کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ سوچ بھی غلط ہے۔ کیونکہ استثناء میں مخلوق کا ذکر نہیں کیا گیا ہے جبکہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ میں ذاتِ باری تعالیٰ مذکور ہے۔

دُوسرا یہ کہ کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ لینا کلام الٰہی میں عین تحریف ہے۔ اس لئے

کہ یہ قرآن کریم کا ایک جُز ہے۔

مزید برآں یہ عقیدہ کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ پر عین اعتراض ہے کہ ارشاد ہے واللہ خلقکم وما تعملون۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ کلمہ طیبہ اصل اور تمام عبادات اس پر موقوف ہیں۔ باقی رہا کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی بالکل فاسد ہے۔ ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کے بیانات وعقائد فاسد ہیں۔ اس لئے کہ فاسد کا بنا فاسد ہوتا ہے۔ لان المبنیٰ علی الاصل الفاسد فاسد فافہم

ثبوتِ کسب کی مزید مثالیں

وایضاً قولہٗ تعالیٰ افرایتم ما تحرثون ای ما یحرثونہ من الطعام ای تُثِیْرُوْنَ الارض وتلقون فیہا البذر ءانتم تزرعونہ تنبتونہ وتردونہ نباتاً ام نحن الزارعون ای المنبتون وفی الحدیث لایقولن احدکم زرعة ولیقل حرثة مدارک شریف جلد رابع سورة الواقعہ ص ۲۱۸

وایضاً قال اللہ تعالیٰ واللہ ارکسھم ای ادھم الی حکم الکفار بما کسبوا من ارتدادھم ولحوقھم بالمشرکین۔ والآیة تدل علیٰ مذھبنا فی اثبات الکسب للعبد والخلق للرب جلت قدرتہ۔ مدارک شریف جلد اول ص ۲۳۱، ص ۲۳۲۔

وایضاً قال اللہ تعالیٰ وما رمیت یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی ان الرمیة التی ارمیتہا انت لم ترمہا انت علی الحقیقة لأنک لو رمیتہا لما بلغ اثرھا الا ما یبلغہ اثر رمی البشر ولکنہا کانت رمیة اللہ حیث اثرت ذالک اثر العظیم وفی الآیة بیان ان فعل العبد مضاف الیہ کسباً والی اللہ خلقاً لاکما تقول

الجبریۃ والمعتزلۃ ۔ مدارک شریف جلد ثانی ص۹۸ وایضاً فی الیواقیت و
الجواھر جلد اول ص۲۲ و نبراس ص۶۲ و فی روح البیان فنحن معاشر
اھل السنۃ والجماعۃ نقول العبد کاسب واللہ خالق ۔

(سورۃ ھود جلد رابع ص۲۰۲ والیضاً فی غایۃ التحقیق شرح جامی ص۳۲۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کیا تم نے دیکھا ہے جو تم بوتے ہو یعنی کھانے کی چیزیں بوتے ہو یعنی زمین جوت کر اس میں تخم ریزی کرتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یعنی فصل میں تبدیل کرتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں ۔ یعنی اسے اگانے والے ہم ہیں ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں یہ کوئی نہ کہے کہ میں نے اُگایا بلکہ یُوں کہے مَیں نے کاشت کیا ۔ بحوالہ مدارک شریف جلد چہارم سورۃ واقعہ ص۲۱۸ ۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار میں لوٹا دیا بسبب کسب اپنے کے ۔ یعنی ان کا ارتداد اور مشرکین سے میل ملاپ ہمارے مذہب کے مطابق یہ آیت شریف بندہ کے لیے کسب اور اللہ جل جلالہٗ کے لئے خلقیت پر دلالت کرتی ہے ۔

(بحوالہ مدارک شریف جلد اول ص۲۴۱ و ص۲۴۲)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے کنکر نہیں پھینکے (تھے) جب پھینکے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکے یعنی وُہ پھینکنا جو تو نے پھینکا ہے ۔ حقیقتاً آپ کا پھینکنا نہیں ہے ۔ اگر تو پھینکتا تو اتنا اثر کرتا جتنا کسی بشر کے پھینکنے سے ہوتا ہے لیکن وہ پھینک (مار) اللہ کی پھینک تھی جس نے اتنا عظیم اثر کیا ۔ اس آیت میں بندے کو کسب کی وضاحت اور اللہ تعالیٰ کو خلقیت کی اضافت کی گئی ہے ۔ ایسا نہیں جیسا جبریہ اور معتزلہ کہتے ہیں ۔

(بحوالہ مدارک شریف جلد دوم ص۹۸ الیواقیت والجواہر ص۲۲ جلد اول نبراس ص۶۲)

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ بندہ کاسب اللہ خالق ہے ۔ جلد چہارم سورہ ھود ص۲۰۲ و غایۃ التحقیق شرح جامی ص۳۲۵

صرف نام کی تبلیغی گروہ کا کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے ۔ مخلوق کچھ نہیں

نہیں کرسکتی یہ عین، جبریہ، قدریہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت عقائد النسفی
وللعباد افعال اختیاری یثابون بها ان کانت طاعة ویعاقبون علیها کانت معصیة لا کما زعمت الجبریة - انه لا فعل للعبد اصلاً والجبریة فرقتان جبریة خالصة لا یثبت للعبد قدرة لا مؤثرة ولا کاسبة بل یجعله بمنزلة الجمادات کالجهمیة وجبریة غیر خالصة یثبت للعبد قدرة غیر مؤثرة بل کاسبة والمراد ههنا الفرقة الاولی ص۶۴ و نبراس ص۲۷۲۔

بندوں کے لیئے افعال کا اختیار ثابت ہے۔ اگر طاعت ہو تو ان کو ثواب ملتا ہے۔ اگر گناہ (نافرمانی) ہو تو ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں جو جبریہ کا خیال ہے کیونکہ قطعاً بندے کو فعل کی نسبت نہیں کرتے۔ جبریہ کے دو فرقے ہیں۔ خالص جبریہ جو بندے کے لیے کسی بھی قدرت سے انکاری ہے نہ غیر موثرہ نہ کسبی بلکہ اسے گرے پڑے جمادات (اینٹ پتھروں) کی طرح گردانتے ہیں۔ غیر خالص جبریہ وہ ہے۔ جو بندے کے لیئے غیر مؤثر قدرت ثابت کرتے ہیں بلکہ وُہ کسبی۔ یہاں پہلا گروہ مراد ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان اور تبلیغی کہتے ہیں اور عقیدہ عین جبریہ اور دھریہ کا رکھتے ہیں۔ فینبغی لهذا الطائفة ان تبکی وتنوح علی فقد العقل والعلم قبل ان تبکی علی فقد الدین (الجواهر البهیة ص۲۷۸)

چاہیئے کہ یہ گروہ روئے اور نوحہ کناں ہو فقدان عقل اور علم پر قبل اس کے کہ روئے فقدان دین پر۔ (بحوالہ جواہر البھیۃ ص۲۷۸)

ملاحظہ ہو عبارت کتاب الیواقیت والجواهر ان الله تعالی خالق الافعال العباد کما هو خالق لذواتهم وان العباد مکتسبون لا خالقون خلافاً للمعتزلة ص۱۴۱ وایضاً فی الجواهر قوله وملخص الامران من زعم ان لا عمل للعبد اصلاً فقد عاند وجحد ص۱۴۳ قوله قد ثبت الامر الالهی للعبد بالعمل مثل اقیموا الصلوة فلا بد ان یکون له فی الفعل عنه

تعلق من حیث الفعل به یسمی قابلا الجواهر صـ۱۷۴

بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے جس طرح ان کی ذاتوں کو پیدا کیا۔ بیشک بندے کاسب ہیں خالق نہیں۔ بخلاف معتزلہ صـ۱۷۱

نیز الجواہر سے ملخص نقل ہے بیشک جس نے یہ گمان کیا کہ بندے کے لیے عمل ثابت ہی نہیں تحقیق وہ معاند ہوا اور انکار کیا صـ۱۷۳

اس کا قول ہے حکم الٰہی بندے کو عمل پر ثابت ہے۔ جیسے نماز قائم کرنا پس کوئی چارہ کار نہیں ہے منفصل کے لیے (قبول کرنے والے کیلئے) کہ وہ وہ فعل قبول نہ کرے۔

قوله وقال فی الواقع الانوار ایضاً محال من الحکیم ان یقول امش یامقعد اوافعل یا من لایفعل فان الحکمة لا تقتضیه فبقی نسبة الفعل الی الفاعل ینبغی ان یصرف۔ انتهیٰ الیواقیت والجواهر صـ۱۷۶۔ قوله تعالیٰ والله خلقكم وما تعملون اثبت الفعل للعبد بالضمیر الیواقیت والجواهر صـ۱۷۷

قوله اذا نزهت الحق تعالیٰ عن الشریك فقیده بالشرکة فی الملك دون الشرکة فی الفعل ما صح تکلیفه اذ لا بد من شرکة العبد فی الفعل الجواهر صـ۱۷۷ وفی التوضیح والتلویح فصل التکلیف بما لایطاق غیر جائز لوجهین الاول ان التکلیف بشیٔ استدعاء حصوله واستدعاء حصول مالا یمکن حصوله سفه فلایلیق بالحکیم بناء علی الحسن والقبح العقلیین۔ الثانی انه مما اخبره الله تعالیٰ بعدم وقوعه فی اٰیة کثیرة کقوله تعالیٰ لا یکلف الله نفسا الا وسعها وما جعل علیکم فی الدین من حرج وکل ما اخبرالله تعالیٰ بعدم وقوعه لایجوز ان یقع والالزم امکان کذبه وهو محال و امکان المحال محال فبهذا الطریق یمکن الاستدلال بالاٰیات علی عدم الجواز صـ۳۵۸ ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون وفی هذه الاٰیة نص علی ان الثواب والعقاب متعلق بکسب الاعمال وهو رد علی الجبریة تفسیر القرطبی در آخر سوره بقر فی الافعال المکتسبة قوله تعالیٰ

تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون ٥ وقالت الجبرية بنفى اكتساب العبد وانه كالنبات الذى تصرفه الرياح وقالت القدرية والمعتزلة خلاف هذين القولين وان العبد يخلق افعال . تفسير القرطبى ص۸۵

الواقح الانوار میں بھی یوں آیا ہے۔ دانا سے یہ ناممکن ہے کہ وہ شل آدمی سے کہہ دے کہ چل۔ یا کر۔ اسے وہ آدمی جو نہیں کرسکتا۔ عقلمندی کے خلاف ہے ایسا کرنا تو لامحالہ کام کی نسبت فاعل کے ساتھ رہ گیا۔ آخر تک۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔ یہاں ضمیر کی رو سے بندے سے فعل ثابت ہوا۔ اس کا قول ہے۔ جب اللہ تعالیٰ شریک سے منزہ ہے اور یہ مالکیت میں شریک نہ کرنے کے ساتھ مقید ہے۔ اگر فعل کی نسبت بندہ کی طرف نہ کی جائے تو بندے کو فعل میں مکلف نہ بناتا۔

توضیح اور التلویح بابِ تکلیف مالایطاق میں ہے۔ مکلف کرنا اس امر سے جسے وہ طاقت نہیں رکھتا دو وجہوں سے جائز نہیں۔

اوّل یہ کہ مکلف کرنے سے اس سے کسی چیز کا تقاضا کیا جائے گا جس کا حصول ممکن ہو اور ایسا تقاضا جس کا حصول ناممکن ہو بے وقوفی ہے۔ حکیم سے یہ زیب نہیں دیتا اس وجہ سے کہ حسن اور قبح عقلی ہیں۔

دُوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں خبر دی ہے کہ تکلیف جس کا وہ متحمل نہیں جائز نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں بناتا مگر اتنا جتنی اس میں طاقت ہو۔ پھر فرمایا دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں ڈالی گئی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے واقع نہ ہونے کی خبر دی ہے تو یہ جائز نہیں کہ واقع ہو جائے ورنہ جھوٹ کا امکان ہوگا جو محال ہے۔ محال محال ہی ہوتا ہے۔ اس اصول سے قرآنی آیات سے دلیل نہیں پکڑا جاسکتا کہ بندہ مکلف نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پھر ہر نفس کو اس کی کمائی پوری ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ ثواب وعذاب اعمال پر موقوف ہے۔ جس سے جبریہ فرقہ انکاری ہے۔

تفسیر قرطبی سورہ بقر کی آخر میں لکھتا ہے اس بارے میں کہ افعال کسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یہ ایک امت تھی جو گزر گئی اس کے لیئے اپنی کمائی ہے اور تمہارے لیے اپنی تم سے اُن کے اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

جبریہ بندہ سے کسب کی نفی کرتے ہیں وہ بندے کو اُن پودوں سے تشبیہہ دیتے ہیں جن کو ہوا کے جھونکے حرکت دیتے ہیں جبکہ قدریہ اور معتزلہ ہر دونوں قول کیخلاف ہیں وُہ کہتے ہیں کہ بندہ افعال کا خود خالق ہے۔

کلمہ طیبہ کے معنی میں مَیں نے یہ تحقیق اس لئے کہ تبلیغی جماعت کا ترجمہ کلمہ توحید درست ہوجائے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے اور کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ جب مخلوق سے فعل اختیاری کی نفی کی جائے تو قرآن کریم کے سارے احکام بالکل باطل ہوجائیں گے۔ امر و نواہی، وعد وعید میں جبریہ مذہب درست تصوّر ہوجائے گا۔ اہل سنّت والجماعت کا مذہب باطل ہوجائے گا۔ بلکہ قرآن کریم باطل ہوجائے گا۔ ملاحظہ ہو مولانا محمّد یوسف کا قول شرح حسامی میں:

قوله ان القدرة والطاقة والوسع ثابتة للعباد فی الافعال الاختیاریة عند اهلسنت والجماعة خلافاً لجبریة فانهم قالوا العبد مسخر خلق الله کالجمادات وفی هذا القول ابطال الامر والنهی والوعد والوعید بل الشریعة المطهرة بالکلیه۔ مولوی شرح حسامی ج۔۱ صـ۲۱۹

اس کا قول ہے۔ بندوں کے لیے افعال اختیاری میں قدرت، طاقت اور وسعت اہل سنت والجماعت کے نزدیک ثابت ہے۔ جبریہ نے خلاف کیا ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ بندہ مسخر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جمادات کی طرح پیدا کیا ہے۔ اس قول میں امر و نواہی، وعد و وعید بلکہ پُوری شریعت مطہرہ کا مکمل طور پر ابطال ہوتا ہے۔

اعلم. جان لو. تبلیغی جماعت کی جہالت ان پر خود شاہد ہے۔ ان کا عقیدہ غلط سے غلط ترین اور فحش سے فحش ترین ہے۔ کیونکہ تین امور کی حقیقت تین امور سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو عقد فرید جلد دوم صفحہ ۱۹۸

قال یحیٰ بن خالد ثلاثة اشیاءِ تدل علیٰ عقول اربابها. الکتاب یدل علیٰ عقل کاتبہٖ والرسول یدل علیٰ عقل مرسله والهدیة تدل علیٰ عقل مهدیها۔

یحیٰ بن خالد نے کہا ہے۔ تین چیزیں اپنے ارباب کی عقول پر دلالت کرتی ہیں (کامل غیر کامل) کتاب اپنی کاتب کے عقل کا پتہ دیتی ہے اور بھیجا ہوا اپنے بھیجے ہوئے کی عقل کا پتہ دیتا ہے۔ ہدیہ اپنے پیشکس والے کی عقل کا پتہ دیتی ہے۔
پس ہمیں تبلیغی جماعت کے کتاب سے پتہ چلا علم یقینی کے ساتھ کہ کلمہ توحید کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ لا الٰہ کا مقصد ہے مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ الا اللہ کا مقصد ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ان جہال نے عبد سے فعل اختیاری کا نفی کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ مین جبریوں کا عقیدہ ہے جبکہ جبریہ فعل اختیاری کا نفی کرتے ہیں عبد سے اور عبد کو اینٹ پتھر کی طرح گردانتے ہیں۔ حقیقت میں ان کا گروہ اور جبریہ دونوں کا اللہ سے مقابلہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو فعل اختیاری ثابت کیا ہے اور اُسے امور دین میں مکلّف کیا ہے۔ اس لئے کہ تکلیف بمالایطاق محال ہے یعنی ایسا مکلّف کرنا جو اس کے قوت سے باہر ہو محال ہے۔ فافہم۔ خوب سمجھو!

مقدمہ ختم شد

"المقصد الاول فی التبلیغ"

ونحن قائلون بعون الله وتوفیقه وتائیده وتسدیده فی العلم والادب فانهما القطبان اللذان علیهما مدار الدین و الدنیا وفرق مابین الانسان وسائر الحیوانات والکلام الوثیق الصدیق مصائد القلوب.

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اربعة من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبة الصالحین وترک فعلهم وذم الاغنیاء والأخذ منهم ورجل لایدی الکسب و یاکل من کسب النّاس. (روح البیان جلد ثانی ص)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے چار خصلتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں یہ کہ دنیا کی طلب کے واسطے صوفیوں کا لباس پہننا یہ کہ نیک لوگوں کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کے طریقے کو چھوڑنا یہ کہ مالداروں کی برائی بیان کرنا اور ان کی صحبت بھی اختیار کرنا یہ کہ آدمی کا خود کچھ نہ کمانا اور لوگوں کی کمائی سے کھانا۔

مراد یہ ہے کہ تبلیغی جماعت جو برائے نام تبلیغی گروہ ہے۔ ان میں دو بڑے کبائر موجود ہیں یہ کہ ان کا یہ اعتقاد کہ مخلوق قادر بالکسب نہیں ہے اور کلمہ طیبہ کے معنیٰ میں کہتے ہیں کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی حالانکہ یہ مخلوق کی کسب سے منتفع ہوتے ہیں۔ مخلوق کی بنی ہوئی چیزیں استعمال میں لاتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کا دعویٰ ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی پھر ان کی بنی بنائی چیزیں کیوں استعمال میں لاتے ہیں؟ یہ کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں حب رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم اور حب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور کہتے ہیں کہ ہم کارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کرتے ہیں جو صحابہ کرام کا بھی

کام تھا۔ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ تہتر فرقوں میں ہماری جماعت ناجیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دعویٰ محبت میں یہ جھوٹے ہیں کیونکہ ان کا وضع کردہ طریقہ کار بالکل خودساختہ کسی بھی مذہبی کتاب میں تبلیغ کا یہ طریقہ کار منقول نہیں۔ اور نہ مذاہب اربعہ کے کسی بھی مسلک سے ثابت ہے۔ ثابت ہوا کہ ان کا یہ طریقہ کار اور عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ سے مخالف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی طریقۂ کار

مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کفار کو دعوت توحید تھی۔ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی تبلیغ کا طریقہ یوں تھا۔ کفار پر قبولیت اسلام پیش کیا جاتا یا قبول جزیہ جو کفار کے حق میں ایک ذلت تھی یا جنگ بالسیف۔ تبلیغی جماعت کا یہ تبلیغی مخصوص طریقہ کار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ اپنے دعویٰ تبلیغ اور دعویٰ محبت میں جھوٹے ہیں۔ از روئے قرآن مقدس لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ یعنی جھوٹوں پہ اللہ کی لعنت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الکذب مقراض الایمان یعنی جھوٹ ایمان کی قینچی ہے۔ فافہم

وعن ابی هریرة ولایجتمع علی عبد غبار فی سبیل الله ودخان جهنم مشکوٰة شریف صـ ۳۳۲ وفی مرقاة فکانما ضدان لا یجتمعان کما ان الدنیا والاخرة ضدان جلد سابع صـ ۲۹۱ وعن ابی عبس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اغبرت قدما عبد فی سبیل الله فتمسه النار راه البخاری ۔ وفی مرقاة والمعنی ماینا ذاتی غبار فی سبیل الله فا ذا کان من الغبار قدمیة دافعاً لمس النار ایاه فکیف اذا سعی فیها واستفرغ جهده والتجیٔ النفس النفیس علیها لبشرا شرة فقتل وقتل رواه البخاری وکذا الترمذی والنسائی جلد سابع صـ ۲۷۱ وفی روح البیان ولکن ینبغی

للمجاهد ان يصحح نيته ويثبت فى مواطن الحرب جلد ثالث سورة
الانفعال ص۳۵۳ وايضاً فى روح البيان ففى الجهاد فضائل لا تجد فى غيره
وهو اى الجهاد حرفة النبى عليه الصلوٰة والسلام جلد ثالث سورة توبہ ص۵۳۴

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے (بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۳۳۲) مرقات میں ہے گویا کہ یہ دونوں ایک دُوسرے کے ضد ہیں۔ جیسا کہ دنیا اور آخرت آپس میں ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ جلد ساتواں ص۲۹۱

حضرت ابی عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ راہِ خدا میں ایک بندے کی پاؤں غبار آلود ہو چکے ہوں پھر اُسے جہنم کی آگ پہنچے روایت کیا اسے بخاری شریف نے اور مرقات شریف اس کا مطلب یُوں بیان کرتا ہے۔ راہ خُدا میں دونوں غبار آلودہ ہو گئے جب دونوں پاؤں کا غبار آلود ہونا رافع آگ جہنم ہے۔ اُس کا کیا کہیئے جو راہِ خدا (جہاد) میں خود کوشش کرے اور تمام ترجہد فارغ کر کے خود اپنے جسم سے جہاد میں بڑھے خود قتل ہو جائے یا دُوسرے کو قتل کرے روایت کیا اسے بخاری نے ترمذی اور نسائی نے بھی جلد ساتواں ص۲۷۱

رُوح البیان میں ہے مجاہد کے لیئے چاہیئے کہ اپنی نیت صحیح کرے اور میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ جلد سوم سُورۂ انفال ص۳۵۳ مزید رُوح البیان میں ہے جہاد کے فضائل جہاد کے بغیر کسی عمل میں نہیں ملتے کیونکہ جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشہ تھا (جلد سوم سورہ توبہ ص۵۳۴)

فائدہ: حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشہ تبلیغ بالسیف تھا۔ شہادت کا مرتبہ اُس مجاہد کے لیئے ہے جس کی نیت جہاد بلندی کلمہ توحید ہو اور میدانِ جنگ میں ثابت قدم ہو جو کوئی یہی مراتب یہی اسمی مبلغ کے لیئے ثابت کرتا ہو تو یہ کھلا جھوٹ ہے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک تبلیغ شرعی کے تین مراتب ہیں۔ قبولیت اسلام یا قبولیت جزیہ یا

جنگ جبکہ تبلیغی نصاب میں اس شرعی تبلیغ کا کوئی ذکر نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ صرف لغوی لحاظ سے مبلّغین ہیں۔ جو خود ساختہ طریقہ سے اپنے بڑوں کا خود ساختہ چودھری دین لوگوں تک پہنچاتے ہیں فافہم

یاد رکھیں تبلیغ کے دو معانی ہیں ایک لغوی اور دوسرا شرعی۔ لغت میں تبلیغ صرف پہنچانے کو کہتے ہیں۔ چاہے صدق ہو۔ چاہے جھوٹ ہو چاہے باطل چاہے قصص ہوں اور شرع شریف میں حضور صلّے اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ پر اس قوم کو دین پہنچانے کو کہتے ہیں جنہیں دین نہ پہنچا ہو۔ ملاحظہ ہو ارشاد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہما خطبنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم بسجد الخیف من منیٰ فقال نضر اللہ ای جملہ اللہ و زینہٗ امرأً سمع مقالتی فحفظھا دعاھا وبلغھا من لم یسمعھا

وعن جبیر بن مطعم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالخیف خیف منیٰ یقول نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا و بلغھا من لم یسمعھا ترغیب ترھیب جلد اوّل ص۸۶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں منیٰ کے مسجد خیف میں خطاب فرمایا۔ فرمایا اللہ اسے سرسبز و شاداب رکھے جس نے میرا کہا سُنا اسے محفوظ کیا اور سنبھالا اور پہنچایا اُسے جس نے اسے سُنا نہ ہو۔ بحوالہ ترغیب ترھیب جلد اوّل ص۸۶

یہاں کلام کی لغوی اور شرعی مفہوم کی وضاحت ضروری ہے۔ صحت کلام دونوں کے پہچان پر موقوف ہے۔ ملاحظہ غایۃ التحقیق کی عبارت قولہ لان الکلام لایصح الا بمعرفۃ معناہ وضعاً ای لغۃ واصطلاحاً ای شرعاً اذ لو لم یکن لہٗ معنی لم یکن مفیداً فکان مھملاً کالحان الطیور ولا یعتبر الا عند شرطہ لان لتوقف المشروط علی الشرط کتوقف صحۃ الصلوۃ علی الطھارۃ وصحۃ النکاح علی حضور الشھود ا مرظاھر باب القیاس ص۲۱۴

اس کا قول ہے کلام کی صحت تب ہو جاتی ہے جب اس کے مطلب کا پہچان ہو جائے جو مطلب اس کے لیۓ رکھا گیا ہے۔ یعنی بلحاظ لغت، بلحاظ اصطلاح بلحاظ شریعت۔ اگر اس کا معنیٰ نہ ہو۔ تو وہ مفید نہیں ہوتا۔ وہ مہمل ہوتا ہے جیسا پرندوں کی آواز۔ شرط کے بغیر اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ شرط کا موجود ہونا اس کے لیۓ شرط ہے جیسا کہ صحت نماز صحت طہارت پر موقوف ہے۔ صحتِ نکاح گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے۔ یہ ایک کھلی بات ہے۔ (ماخوذ از باب القیاس صہ ۲۱۴)

اس تحقیق کے پیشِ نظر تبلیغی جماعت کے لئے دو امور لازمی ہیں: اوّل یہ کہ وہاں جایا کریں جہاں دین نہ پہنچا ہو۔ دارالسلام میں ان کا یہ گشتِ خود ساختہ بالکل جہالت اور بے وقوفی ہے۔ دُوسرا یہ کہ فضائل تبلیغ تو بیان کرتے ہیں۔ لیکن تبلیغ کے شرعی اور لغوی معانی بیان نہیں کرتے۔ ترغیب بیان کرتے ہیں اور ترہیب کا نام تک نہیں لیتے جو خلاف اولیٰ ہے سلفِ صالحین کا۔ ایمان کے فضائل بیان کرتے ہیں مگر ایمان کے لغوی اور شرعی شروط ارکان واقسام بیان نہیں کرتے۔ فضائل قرآن تو بیان کرتے ہیں مگر اس کا لغوی شرعی معانی تقسیماتِ اربعہ اور اقسام عشرین بیان نہیں کرتے فائدہ اس کا یہ ہوا کہ ان کا تبلیغی نصاب اور چھ نمبری دین مردود ہے۔

اعلم۔ جان لو۔ حکم خداوندی یہ ہے کہ مبلغین پر واجب ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی علم حاصل کرے حصُول علم کے بعد تبلیغ کر لیا کرے تاکہ علمی بصیرت کی وجہ سے قرآن وسُنّت کے موافق ہو۔

رہا تبلیغی گروہ یہ عموماً سب اَن پڑھ اور جاہل ہیں۔ بدون علم کے یہ بالکل بیوقوفی اور خسرانِ ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو:

اضواء علی طریق الدعوۃ الی الاسلام۔ قولہ توجد فی العصر الحدیث جماعۃ تدعوا الی اللہ ولکنھا فی الغالب تتخبط علی غیر بصیرۃ۔ فالواجب علی دعاۃ الحق ان یکونوا علی بصیرۃ فاھمین ما یدعون الیہ ومنصورین لہ ومؤمنین بہ قل ھٰذہ سبیلی اُدعوا الی اللہ علی بصیرۃ اُنا ومن

اتبعنی - ھاتان صفاتان لاتباع محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم القیام بواجب الدعوۃ اَن یکسبوا البصیرۃ قبل ان یشرعوا فی الدعوۃ البصیرۃ ھی العلم الذی مصدرہ الوحی والفقہ الدقیق الذی یستفید منہ الداعیۃ الحکمۃ وحسن الاُسلوب وکسب القلوب والتحبب الی الناس ص۲۱۷

اس نے کہا ہے ۔ نئے زمانے میں ایک جماعت پیدا ہو گی جو اللہ کی طرف بلائیگی غالب گمان یہ ہے کہ وُہ بصیرت کے بغیر خطاب کرے گی ۔حق کے داعیوں پر واجب ہے کہ وُہ بصیرت والے ہوں ۔جس کے لیئے دُوسروں کو بلاتے ہیں ۔ان کو سمجھتے ہوں ۔ اور اس کے لیئے فکر والے ہوں اور اُس پر ایمان والے ہوں یعنی تصدیق والے ہوں ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد قل ھٰذہ سبیلی الخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دو صفتیں ہیں جس پر قائم رہنا واجب ہے دعوت دینے والے پر لازم ہے کہ وہ دعوت شروع کرنے سے پہلے بصیرت حاصل کرے ۔

جو علم ہے اور علم کا اصل وحی ' فقہ ہے جن کے ذریعے دعوت کا حکمت ۔عمدٔ اسلوب دلوں کا میلان اور لوگوں میں محبوبیت پیدا ہوتی ہے ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعی تبلیغ کے انبیاء کرام مستحق ہیں اور وارثانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو علمائے اہلسنت والجماعت ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ تعالیٰ علیٰ بصیرۃ انا ومن اُتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین یعنی کہو اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) ھٰذہ السبیل التی ھی الدعوۃ الی الایمان والتوحید سبیلی ای طریقی ومن اُتبعنی ای ادعوا الیہ اَنا یدعوا الیہ من اتبعنی وفی نفائس المجالس قل ھٰذا سبیلی اُی الدعوۃ الی التوحید الذاتی طریقی المخصوصۃ بی ومن اتبعنی ولا سبیل الی الدعوۃ علیٰ بصیرۃ الا بعد الاتباع قولاً وفعلاً وحالاً وھو النتیجۃ من الانتباع علی الظاھرُ والبصیرۃ قوۃ للقلب المنور بنور القدس یری بھا حقائق الاشیاء و

بواطنها بمثابة البصر للنفس یریٰ بہ صور الاشیاء وظواھرھا واتباع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم باب النجاۃ وطریق السعادۃ العظماء۔ قولہٗ علی بصیرۃٍ ای ببیانٍ وحجۃ بصیرۃ ای واضحۃ مرشدۃ الی المطلوب۔ فان الدلیل اذا کان بصیراً یتمکن من الارشاد والھدایۃ بخلاف ما اذا کان اعمیٰ ای غیر واضحۃ مرشدۃ الی المطلوب تفسیر روح البیان جلد رابع سورۃ یوسف صفحہ ۳۳۱ - ۳۳۰

کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ میرا وہ راستہ ہے یعنی ایمان و توحید کی دعوت۔ یہی میرا طریق اور راستہ ہے جو میرا اتباع کرے۔ میں اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور وہ بھی اُسی کی طرف بلاتے ہیں جو میرے پیروکار ہیں۔ نفائس المجالس میں ہے۔ قل ھذہ سبیلی سے مراد توحید خالص کی دعوت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میرا طریقہ ہے جو میرے اور میرے پیروی کرنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے بصیرت سے دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قولاً فعلاً اور حالاً اتباع ہو۔ اتباع کا یہی نتیجہ ظاہر ہے۔ بصیرت سے مُراد قدسی انوارات سے قوت دل منور ہونا جو اشیاء کی ظاہری باطنی حقائق کو دیکھنے والا ہو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع عظیم سعادت اور نجات کا دروازہ ہے۔

قولہ علی بصیرۃ۔ یعنی وضاحت کامل دلیل کے ساتھ۔ ایسی واضح جو ہدایت والی ہو مطلوب کی طرف۔ بصیرت کا دلیل مرشد و ہدایت ہے۔ خلاف اندھے کے جو مطلوب کی طرف نہ واضح ہوتا ہے نہ ہدایت والا۔

بحوالہ تفسیر رُوح البیان جلد چہارم سورۃ یوسف صفحہ ۳۳۱ - ۳۳۰

حاصل کلام یہ ہے کہ توحید خالص انبیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور وارثان حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان پڑھ اور جاہل اپنے آپ کو مبلغین اور ہدایت والے کہتے ہیں۔ ان کے اوپر علامہ نعمان آفندی الوحی کا حکم صادق آتا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو، قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی
الله علی بصیرة أنا ومن اتبعنی وسبحٰن الله وما انا من المشرکین ہ بقولہ
وفی الأیة اشارة الی انہ ینبغی للداعی الی الله ان یکون عارفا بطریق
ایصال الیہ سبحانہ عالمًا بما یجب لہ تعالیٰ وما یجوز وما یمتنع جلّ
شانہ والدعاة الی الله تعالی الیوم من ھٰؤلاءِ الّذین نصبوا انفسہم الی الارشاد
بزعمہم اُجھل من حمار الحکیم تامًا. وھم لعمری فی ضلالة مدلھمة و
مھامة یحار فیھا الُخرّیتُ وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا ولبئس
ما کانوا یصنعون روح المعانی جلد ثالث عشر ص۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن
اتبعنی وسبحٰن الله وما انا من المشرکین.

علامہ نعمان آفندی الوصی یوں تفسیر فرماتے ہیں: آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ کی
طرف داعی پہ لازم ہے۔ کہ وہ اللہ کی طرف پہنچنے کے راستہ سے خوب واقف ہو اسے
یہ معلوم ہو کہ اس پر اللہ کی طرف سے کونسی واجبات ہیں۔ جائز کیا ہیں اور ناجائز کیا ہیں
لیکن آج کے داعی حضرات جو اپنی زعم میں رشد کا کام کرتے ہیں۔ جاہل اور محکم گدھے
ہیں۔ تمام عمر اس گھٹا ٹوپ گمراہی کے اندھیرے بھٹکتے پھریں گے۔ وہ گمان کرتے ہیں
کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں۔ ان کا یہ پیشہ بہت برا ہے۔ (بحوالہ روح المعانی جلد تیرہ ص۸۳)

آفرین صد آفرین نعمان آفندی الوحی کے ایمان پر۔ جو فرماتے ہیں کہ میرے
زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور فعلی صفات نہیں جانتے
اور نہ صفات واجبی جانتے ہیں۔

نہ جائز اور منع جو اللہ تعالیٰ نے منسوب کئے ہیں۔ بطریقہ وجوب جائز جواز پر اور ناجائز
منع پر۔ مقصد یہ ہے کہ جب نعمان آفندی الوحی کے زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہوئے
تو ہمارے زمانے کے جاہل مبلغین جن کی جہالت اظہر من الشمس ہے۔ ہزار چند محکم گدھے
نہیں ملاحظہ فرمائیں۔ مدارک شریف کی عبارت علی بصیرة ای مع حجة واضحة د

واضحة وبرهانٍ غير عمياءٍ ولا على هوىٰ۔ یعنی بصیرت سے مُراد اندھے پن اور خواہشاتِ نفسانی کے بغیر واضح اور اکمل دلیل کے ساتھ۔ یعنی پوری بصیرت۔

ملاحظہ فرمائیں تفسیر خازن کی عبارت علی بصیرۃٍ یعنی علی یقین ومعرفۃ والبصیرۃ ھی المعرفۃ التی یمیز بھا بین الحق والباطل جلد ثالث ص۴۶

بصیرت سے مراد یقین اور عرفان ہے۔ بصیرت وہ عرفان ہے جس سے حق اور باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جلد سوم ص۴۶

ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر کی عبارت: علی بصیرۃ ای ویقین وبرھان عقلی وشرعی جلد ثانی ص۴۹۶۔ بصیرت سے مراد یقین، عقلی اور شرعی دلیل محکم۔ جلد دوم ص۴۹۶

حاصل کلام یہ ہوا کہ موجودہ تبلیغی جماعت جو تقریباً سب ان پڑھ ہیں ان پڑھ اور جاہل کی مثال اندھے یا چوپائے کی ہوتی ہے۔ یہ حضرات شرعی تبلیغ کے اہل نہیں ہیں البتہ اپنے بڑوں کا خودساختہ چھ نمبری دین اپنے مخصوص وضع کردہ طریقہ پر لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو تبلیغ لغوی ہے۔ یہ حضرات اپنے آپ کو خدائی گرفت میں لاتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! جان لو۔ فقہ، اصول، تفاسیر اور احادیث کا متفقہ فیصلہ ہے جو جاہل اَن پڑھ خود کو مبلغ یا مرشد یا واعظ یا عابد اپنے گمانِ فاسدہ کے ساتھ ظاہر کرے تو وہ محض رہٹ کا گدھا ہے جو اپنی چکر پر ساری عمر گھومتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں نے کوسوں سفر کیا۔

ملاحظہ ہو رُوح البیان کی عبارت فی تفسیر قولہ تعالیٰ ومن اٰیٰتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم ای لغاتکم والوانکم ان فی ذالك لاٰیات للعالمینؐ بکسر لام ای المتصفین بالعلم کما فی قولہ تعالیٰ وما یعقلھا الا العالمونؐ وخص العلماء لانھم اھل النظر والاستدلال دون الجھال۔ المشغولین بحطام الدنیا وزخارفھا وفی زماننا قوم لایُحصٰی عددھم غلب علیھم الجھل بمقام

العلم ولعبة بهم الاهواء والمتعبد بغير علم كحمار الطاحونة يدور ولا يقطع المسافة والعلماء رحمة للجهال والكبار رحمة للصغار والنبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمة للخلق واللہ تعالیٰ رحیم بخلقه. روح البیان جلد سابع سورة الروم صف ۲۰-۲۱.

فرماتے ہیں، یہاں علماء کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ وہ صاحب استدلال اور صاحب نظر ہیں، نہ جُہال جو دُنیا کے زیب و زینت میں مشغول ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ایک قوم ہے جو اُن گنت ہے۔ ان پر علم کی جگہ جہالت، خواہشات نفسانی کا اتباع غلبہ کر چکے ہیں اور بغیر علم کے عابد بن بیٹھے ہیں۔ ان کی مثال اُس گدھے کی ہے جو رہٹ کے گرد اپنا سفر پورا کرتا ہو۔ علماء جاہلوں، بڑوں اور چھوٹوں کے لیئے رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رحمت اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحیم ہے۔

(رُوح البیان جلد سات صفحہ ۲۱-۲۰۔ سورہ رُوم)

فائدہ: جب علمائے اہل سنت والجماعت جاہلوں کے لیئے رحمت ہیں تو اِن پر واجب ہے کہ علماء کے پاس آکر علم دین حاصل کریں۔ اور اپنے آپ پر مغرور نہ ہوں جیساکہ رائے ونڈ تنظیم دارالسلام میں پھیرتا ہے اور لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ تبلیغ دین ایک اعلیٰ اور شریف منصب ہے۔ جس کیلئے اہل لوگ چاہیئے۔ مگر فی زمانہ مبلغین جاہل اور اَن پڑھ ہیں۔ ان پر شیاطین کا تسلط ہوا ہے۔ جو احادیث جہاد بالسیف سے متعلق ہیں وہ اپنی رائے سے خود پر منطبق کرتے ہیں اور یہاں تک تجاوز کرتے ہیں کہ اس راستہ میں جو کوئی نکلے دو رکعت نفل کا ثواب اُنچاس کروڑ سے ملتا ہے۔ ایک روپیہ جو اپنے اوپر خرچ کریگا اسے اُنچاس کروڑ روپے کا ثواب ملے گا۔ یاد رہے کہ ان کا یہ راستہ خودساختہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں رسائل ابن العابدین کی عبارت:

قوله وان التبليغ منصب شريف قد قام به افضل الناس بعد الانبياء والمرسلين ذو المقام الحنيف فلابد معه من اجتناب ما احدثه جهلة المبلغين الذين

استولت علیهم الشیاطین من منکرات ابتدعوها و محدثات اخترعوها بکثرۃ جهلهم وقلة عقلهم وعدم اعتنائهم باحکام ربهم وبعدهم عما هو سبب قربهم وانهماکهم فی تحصیل حطام الدنیا وترک العلم الموصل الی الدرجات العلیا جلد اوّل ص۱۴۲ ۔

اس کا قول ہے تبلیغ ایک شریف منصب ہے جو انبیائے کرام اور رسولوں کے بعد بہترین لوگوں کا منصب ہے ۔ پس جاننا چاہیئے کہ اجتناب کیا جائے ۔ جاہل مبلغین سے جن پر شیاطین کا قبضہ ہوا ہے ۔ جنہوں نے برائی کی بنیاد رکھی ۔ کثرت جہالت کی وجہ سے اور کمیٔ عقل کی وجہ سے ایک نئی بدعت نکالی ۔ جس کی وجہ احکام خداوندی سے بے اعتنائی اور دُوری ہے ۔ حالانکہ احکام خداوندی قرب کا سبب ہے یہ دُنیا کے باغ و بہار کے حصُول میں منہمک اور علم کے تارکین ہیں جو درجات علیا کا ذریعہ ہے ۔

مقام غور ہے ۔ یہی عبارت رائے ونڈ تنظیم پر صادق آتی ہے کیونکہ ان کے دلوں پر شیاطین کا قبضہ ہے ۔ اور اپنے اختیار سے جہالت کو علم پر ترجیح دی ہے اس لئے ان کو احکام خداوندی کا کوئی پاس نہیں جو مراتب عظیم مجاہد کے لئے ہیں وہ اپنی منکدر نفسوں پر منطبق کرتے ہیں جو سراسر خسران اور ایمان کا تاوان ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں : مفسر رُوح البیان کا بیان جو لعل و جواہر سے کم نہیں ۔

قوله ولا سائبة وهم الذین یدورون فی البلاد منتبسین خلیعی العذار یدتعون فی مذاتع البهیمة والحیوانیة بلا لجام الشریعة وقید الطریقة وهم یدعون أنهم اهل الحق قد لعب الشیطان بهم فاتخذوا الههم هواهم فهؤلاء الذین وضعوا هذه الطریقة وابتدعوها لایعلمون شیئاً من الشریعة والطریقة ولا یهتدون الی الحقیقة فانهم اهل الطبیعة و الخدیعة ولقد شاعت فی الآفاق فتنهم وکملت فیهم عزتهم وما لهم من دافع ولا مانع ولا واضع ۔

(روح البیان جلد ثانی سورہ مائدہ ص۴۵۲)

یہ وہ لوگ ہیں جو شہروں میں نسبت کرتے ہوئے پھرتے ہیں. جن کے چہروں کے گال بالوں سے صاف ہوں گے۔ کھانوں پر جانوروں کی طرح پڑیں گے. شریعت اور طریقت کا لحاظ کئے بغیر. وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں. شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے۔ انہوں نے ہوائے نفسانی کو اپنا معبود پکڑا ہے. یہ وہ لوگ ہیں. جو شریعت و طریقت اور حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں اور اس طریقے کو رائج کر چکے ہیں. یہ اپنے مزاج اور طبیعت پر چلنے والے ہیں۔ ان کا فتنہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل گیا ہے اور یہ اپنے تکبر میں کامل ہو چکے ہیں نہ کوئی دفع کرنیوالا ہے کہ انہیں دفع کرے اور نہ کوئی انہیں منع کرنیوالا ہے کہ ان کو منع کرے اور کوئی انہیں اپنے تکبر سے گرانے والا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت نے جو راستہ اور طریقہ وضع کیا ہے یہ بالکل خود ساختہ ہے. شریعت میں اس کا کوئی مدلّل ثبوت نہیں۔ ان کا یہ یقین بنا ہے کہ آپ اس وقت مبلّغ اور کامل مومن بن جائیں گے جب ساری عمر میں چار مہینے راہ خدا میں دے دے۔ مہینہ میں تین دن اور شب جمعہ کو تبلیغی مرکز میں حاضری.

یہ تعینات ان کے بالکل خود ساختہ ہیں یہ ایسی بدعات ہیں جن کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وایاکم ومحدثات الامور۔ تحذیراً منها ومن الرجی بها محدثات جمیع محدثة وهی مالم یکن معروفاً من کتاب ولاسنة ولااجماع امة فان کل محدثة سیئة بدعة وکل بدعة سیئة ضلالة (شرح الشفا لعلی القاری جلد ثانی ۱۷-۱۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے. بدعات سے بچتے رہو. مختصراً بدعت وہ ہے جس کا کتاب، سُنّت اور اجماع امت میں کوئی ثبوت نہ ہو۔ نیا پیدا کردہ امر گناہ اور بدعت ہے۔ ہر بدعت گناہ اور گمراہی ہے۔

(بحوالہ شرح الشفا لعلی القاری جلد دوم ص۱۷-۱۸)

جو قاعدہ اور طریقہ تبلیغی جماعت نے گھڑا ہے اگر اس کا وجود کتاب اللہ، سنت
اجماع اُمت اور قیاس میں ہو تو چاہیئے کہ یہ حضرات وضاحت کریں۔ اگر اس طریقہ کار کا
وجود ان چاروں میں نہ ہو تو ان کا عقیدہ اور بیانات مردود ہیں۔ بلکہ عین خسارہ ایمان ہے
ان کا یہ قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تہتر ۷۳ فرقے بنے گی۔ تمام فرقے دوزخی
ہوں گے مگر ہم جنتی ہوں گے کیونکہ ناجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ہدایت پر ہیں اور
کار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جو تبلیغ ہے۔ سبحان اللہ۔ آیئے ملاحظہ
فرمائیے۔ تفسیر رُوح البیان وایاك ومتابعة اهل الهوى فانهم ليسوا من اهل
الهدى والميت لا يقدر على تلقين الحى وانما يقدر الحى تلقين الميت۔ (روح البیان
جلد سابع صفحہ ۱۰۶-۱۰۷) تو اہل ھویٰ کی متابعت سے بچارہ۔ اہل ھویٰ ہدایت والوں میں
سے نہیں ہیں۔ ان کی مثال مُردے کی ہے۔ مُردہ زندہ کو تلقین نہیں کرسکتا۔ البتہ زندہ
مُردے کو تلقین کرسکتا ہے۔ (روح البیان جلد سات صفحہ ۱۰۶-۱۰۷)

فهذا القول منهم منكر متعجبٌ منه لغاية ظهور بطلانه فهلكوا
وأهلكوا خلقاً عظيماً فضلوا وأضلوا عن سواء السبيل۔

ان کا یہ قول منکر اور قابل تعجب ہے کیونکہ ان کا انتہائی بطلان ثابت ہوا۔ یہ
خود ہلاک ہیں اور خلق عظیم کو ہلاک کیا۔ خود گم کردہ راہ ہیں اور دُوسروں کو سیدھے راستے
سے گمراہ کردیا۔ ان کا یہ خود ساختہ تبلیغی طریقہ محض ہوائے نفسانی ہے۔ اتباع ہوائے
نفسانی کی وجہ سے یہ مُردے ہوچکے ہیں۔ ہدایت کے قابل نہیں رہے ہیں۔ ان کا اپنا
قول ہے کہ اللہ سے کرنے کا یقین اور مخلوق سے نہ کرنے کا یقین پیدا کرلو۔ یعنی مخلوق
فعل اختیاری کا مالک نہیں۔ یہ تبلیغ لغوی کے مبلغین ہیں شرعی کی نہیں جیسا کہ بیان
ہوا ہے۔ تبلیغ شرعی مستحق انبیائے کرام اور ان کے ورثاء ہیں:

كما فى رُوح البيان والعلماء ورثة الانبياء فكما انهم اشتغلوا بالابلاغ
والارشاد كذالك ورثتهم فكل مرشد من الورثة ينبغى ان يكون غرضه
اقامة جاه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعظيمه بتكثير اتباعه ج ۳ صـ ۵۲۷

وایضاً فی حاشیۃ نبراس کما ورد فی الصحیح الانبیاء ماموررون بتبلیغ الاحکام وارشاد الانام وذالک ای تبلیغ والارشاد بکمال لعقل وقوۃ الرأی وقوۃ العلم لیکون دعوتھم واقعۃ علیٰ ما یقتضیہ الحکمۃ فی التبلیغ ص۲۹

رُوح البیان میں ہے۔ علماء انبیائے کرام کا ورثاء ہیں جیسا کہ وہ تبلیغ وارشاد میں مشغول تھے اسی طرح ان کا وارث ہے ورثاء میں سے ہر مرشد کے لیئے مناسب ہے کہ اس کا مقصد کثرت اتباع کے ساتھ ساتھ تعظیم اور شان نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اجاگر کرنا ہو۔

حاشیہ نبراس میں بھی اسی طرح ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیائے کرام احکام پہنچانے اور لوگوں کی ہدایت پر مامور تھے یہ تبلیغ اور ہدایت کمال عقل، کمال قوت رائے اور کمال قوت علم کا متقاضی ہے تاکہ ان کے دعوت حکمت کا جو تقاضا ہے۔ اس پر پورا اُترے۔

ثابت ہوا کہ مخلوق خدا کو ہدایت اور تبلیغ کمال عقل، کمال علم کے بغیر ناممکن ہے۔ تو یہ گروہ جاہل اور ان پڑھ ہے۔ یہ تبلیغ شرعی کے اہل نہیں ہیں۔ البتہ اپنے بڑوں کے وضع کردہ خودساختہ دین کو تبلیغ لغوی کی حیثیت سے پہنچاتے ہیں۔ اپنے آپ کو دنیا اور آخرت میں تباہ کرتے ہیں اور دُوسروں کو بھی تباہ کرتے ہیں، رُوح البیان کی یہ عبارت محفوظ اور مضبوطی سے تھام لو۔

فافھم ای الجھلاء لیسوا من اھل الھدی والمیت لایقدر علی تلقین الحی۔

یہ تبلیغی حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ طریقہ رسول پر ہونے کی وجہ سے جنتی ہیں جو تبلیغ ہے یہ کھلا جھوٹ ہے۔ اس لیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا طریقہ یعنی حرفت جہاد تھا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، لی حرفتان الفقر والجھاد میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔

کما فی روح البیان ففی الجھاد فضائل لا تجد فی غیرہ وھوای

الجہاد حرفة النبی علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات رُوح البیان میں ہے کہ جہاد کی جو فضیلت ہے۔ وہ فضائل اس کے بغیر آپ کو نہیں ملیں گے۔ یہ یعنی جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا طریقہ تھا۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں کسی نے عرض کیا اعتزلت الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لاتفعل فان مقام احدکم فی سبیل اللہ ای فی الجہاد افضل من صلاته سبعین عاماً۔

(روح البیان جلد ثالث سورہ توبہ ص۵۳۴)

یعنی کسی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت عرض کیا کہ میں لوگوں سے گوشہ نشین ہونا چاہتا ہوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایسا نہ کر تم میں سے اس کا مقام جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں ہو۔ اپنے (گھر پر) نماز سے ستّر سال کی نمازوں سے افضل ہے۔ (رُوح البیان جلد ۳ سورۃ توبہ ص۵۳۴)

اعلم۔ المقصود من انزال الکلام مطلق الدعوة الی دین الحق والدین الحق هوالاسلام۔ (رُوح البیان جلد اوّل سورۃ العمران ص۱۲)

جان لو۔ قرآنِ مقدس کے نزول کا مقصد دینِ حق کا مطلق دعوت ہے اور دینِ حق صرف اسلام ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کو حکم فرماتے ہیں: یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته۔ وفی تفسیر ابن جریر ذکرہ انه اُنقصد عن ابلاغ شئ مما انزل الیه الیهم فهو فی ترکه تبلیغ ذالک۔ ان قل مالم یبلغ منه فهو فی عظیم مارکب بذالک من الذنب بمنزلة لولم یبلغ من تنزله شیئًا وعن ابن عباس وان لم تفعل فما بلغت رسالته یعنی ان کتمت آیةً مما انزل علیك من ربك لم تبلغ رسالتی (سُورہ مائدہ)

وفی تنابوری العالم ربانی بلغ ما انزل الیك یندرج تحته الوحی والالهام ماتر المنامات والوقائع والواردات والمشاهدات والکشوف والانوار والاسرار والاخلاق

والمواهب والحقائق ومعانی النبوة والرسالة فالرسول ان لم يبلغ بعض هذه الحقائق الى العباد لم يمكنهم الوصول الى الله فلا يحصل مقصود ما اُرسل به فلم يبلغ رسالته لأن للتبليغ مراتب كما انزل إليه فتبليغ بالعبارة وتبليغ بالاشارة وتبليغ بالتأديب وتبليغ بالتعليم وتبليغ بالتزكية وتبليغ بالتحلية وتبليغ بالهمة وتبليغ بجزبات الولاية وتبليغ بقوة النبوة والرسالة وتبليغ بالشفاعة وللخلق ايضاً مراتب اى بحسب قبول الدعوة بحسب الاستعدادات المختلفة.

(سورہ مائدہ پارہ ۶ تفسیر نسابوری علیٰ حاشیہ ابن جریر ص ۱۷۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے رسول پہنچا جو کچھ تجھے تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے اس کی رسالت نہیں پہنچائی۔ تفسیر ابن جریر نے یوں تفسیر کی ہے۔ اگر وہ کچھ بھی کمی کرے ان کو پہنچانے میں جو اس پر نازل ہوا ہے۔ تو وہ نہ پہنچانا متصور ہوگا۔

****

رأس الحكمة مخافة الله

دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے (حدیث نبوی)

شرعی تبلیغ کے مراتب

شرعی تبلیغ کے گیارہ مراتب ہیں ہر مرتبے کے لئے علیحدہ علیحدہ مبلغ الیہ ہے ہر مبلغ پر لازم ہے کہ ہر حقدار کو اللہ تعالیٰ کی یہ امانات پہنچائے تاکہ کسی کی حق تلفی ہو جائے۔ اس کا متقاضی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا پارہ ۵ سورہ نساء۔ اللہ تعالیٰ تہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اپنے اہل تک پہنچاؤ تو (اپنے اپنے اہل کو ادا کردو۔

لمحہ فکریہ!

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت اپنے دلوں میں خوب فکر کریں۔ کیا ان میں ان مراتب کے معلوم کرنے کا استعداد ہے کہ نہیں؟ اگر ان میں یہ استعداد اور قابلیت ہو تو ان کا اپنے اوپر مبلغین کا اطلاق درست ہے۔ اگر یہ استعداد قابلیت ان میں نہ ہو تو یہ حضرات روح المعانی کی رُو سے کامل گدھے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

ان کے چھوٹے بڑے تمام سوچ لیں۔ اہل سُنّت والجماعت کے نزدیک یہ سب جہلا ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے جیسا کہ عبد اللہ بن حسین نے اپنے بیٹے کو جاہل سے اجتناب کی وصیت کی ہے:

وقال عبد اللہ بن حسین لابنہ محمّد یا بُنیَّ اُحذر الجاھل و ان کان لک ناصحاً کما تحذر العاقل اذا کان لک عدوًا۔

(عقد الفرید جلد ثانی ص ۹۹)

ترجمہ، عبد اللہ بن حسین نے اپنے بیٹے محمّد سے کہا اے میرے بیٹے جاہل سے دور رہ اگرچہ وہ آپ بھلا چاہنے والا ہو جیسا کہ تجھ سے آپ کا عقلمند دشمن دور رہتا ہے۔

وایضاً قال اللہ تعالیٰ یاایھا الرسول بلغ جمیع ما انزل الیکُ من ربکُ

ممایتعلق بمصالح العباد فلایرد اُن بعض الاسرار الالٰھیّۃ یحرم انشائہٖ قال ابو ھریرۃ حفظت من رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم وعائین من العلم فامّا احدھما فقد بثثتہ واما الاخر لو بثثتہ لقطع ھٰذا الحلقوم - والتحقیق انما یتعلق بالشریعۃ عام تبلیغہ ومایتعلق بالمعرفۃ والحقیقۃ خاص - ولکل منھما اھل فھو کالامانۃ عند المبلغ یلزم دفعھا الی اربابھا -

(تفسیر روح البیان جلد ثانی صہ ۴۱۷ پارہ ۶ سورۂ مائدہ)

والیضاً فی تفسیر خازن و مدارک علی حاشیۃ خازن جلد اول صہ ۵۱۲

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے اے رسول پہنچا سب کچھ جو تیرے اور تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے ۔ یہاں بعض امور بندوں کی مصلحت سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاتا ۔ بعض الٰہیہ اسرار ایسے ہیں جن کا ظاہر کرنا حرام ہے ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن بھر دیئے ہیں ایک کا منہ کھولا ہے یعنی خرچ کر ڈالا ہے ۔ اگر دوسرے برتن کا منہ کھول دوں تو میرا گلہ کٹ جائے ۔ تحقیق یہ ہے جو کچھ شریعت سے متعلق ہے اس کی عام تبلیغ کا حکم ہے جو معرفت اور حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں وہ خاص تک محدود ہے ۔ ان میں سے ہر ایک لئے اپنا اپنا اہل ہے ۔ مبلغ پر یہ لازم ہے کہ اپنے اپنے مالک کو اس کی امانت پہنچائے ۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن مقدس کی بعض آیات شریعت سے متعلق ہیں مبلّغ ان کا تبلیغ بطریقہ عموم کرے گا تاکہ ہر حقدار کو اس کا حق مل جائے اور بعض آیتیں معرفت اور حقیقت سے متعلق ہیں مبلّغ ان کی تبلیغ بطریقہ خاص کرے گا ۔ اب جاہل مبلّغ یہ تمیز کیسے جانے ؟ کہ شریعت سے کونسا حصہ متعلق ہے اور طریقت سے کونسا حصّہ متعلق ہے اور طریقت سے کونسا حصّہ تعلق رکھتا ہے ۔

یہ رائے ونڈ ان پڑھ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت جگہ جگہ پھرتی ہے ۔ مبلّغ

ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ محض دھوکے میں ہیں اور خسرانِ ایمان کا شکار ہیں۔

آیئے احکام القرآن للجصاص کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

بلغ ما انزل الیک من ربّک فیہ امر للنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بتبلیغ الناس جمیعًا ما ارسلہ بہ الیھم من کتابہ واحکامہ وان لا یکتم منہ شیئًا خوفا من احد ومدارات لہ واخبرانہ ان ترک تبلیغ شئ فھو کمن لم یبلغ شیئًا بقولہٖ تعالیٰ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فلا یستحق منزلۃ الانبیاء القائمین باداء الرسالۃ وتبلیغ الاحکام۔

(جلد ثانی پارہ ۶ سورۃ مائدہ ص ۴۴۹)

بلغ ما انزل الیک من ربّک کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حکم دیا گیا ہے کہ تمام لوگوں کو تبلیغ کرے۔ کتاب واحکام سے جو کچھ دے کر ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ نیز کسی سے خوف یا اس کے لحاظ کے خاطر کوئی چیز نہ چھپائے اور اُسے مطلع کیا گیا اگر اس نے پہنچانے سے کچھ بھی چھوڑا یعنی نہ پہنچایا تو گویا کہ کچھ نہ پہنچایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر ایسا نہ کرے تو تو نے اس کا بھیجا ہوا امر نہیں پہنچایا۔ وہ اُن انبیائے کرام کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے جم کر احکام کی تبلیغ فرمائی۔

قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الٰہ الا ھو فھل انتم منتھون۔ وفی روح البیان وفی الاٰیات امور منھا ان الوحی علی ثلاثۃ انواع نوع امر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بکتمانہ اذ لا یقدر علی حملہ غیرہ ونوع خیر فیہ کالمباحات ونوع امر بتبلیغہ الی العام والخاص من الانس والجن وھو ما یتعلق بمصالح العباد من معاشھم ومعادھم فلا یجوز ترکہ وان ترتب علیہ مفسدۃ وضاق بہ الصدر وسبیل التبلیغ الرسالۃ ھو اللسان علی رخصۃ فی الترک و ان خاف۔ (جلد رابع سورۃ ھود ص ۱۰۶)

مختار قول یہ ہے کہ تبلیغ میں تاخیر جائز ہے کیونکہ احکام مکلف بندے کو ضرورت کے مطابق نازل ہو چکے ہیں۔ اس حاجت میں سستی ہو یا تعجیل (فراخی ہو یا تنگی) ایک تھوڑی جماعت کہتی ہے کہ تبلیغ میں تاخیر جائز نہیں جب حاجت تبلیغ پڑ جائے تو بالاتفاق سستی کرنا جائز نہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تاخیر سے شرعاً عقلاً رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ تھوڑی جماعت کی انکار کی وجہ یہ ہے کہ تاخیر میں عدم جواز کے حق میں وہ مکابرہ سے کام لیتے ہیں۔ شاید تاخیر کوئی مصلحت ہو جس پہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع ہو جو جواز فی التاخیر سے منکر ہیں ان کا جواب یہ ہے: یا ایھا الرسول بلغ الخ اور جلدی کا متقاضی ہے۔ وجوب تبلیغ میں چاہے با غور ہو یا دیر سے ہو دونوں گروہ برابر ہیں جیسا کہ رسالت کا تقاضا ہے کہ حاجت کی ظہور کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ جلدی کا متقاضی ہے۔ کیونکہ تبلیغ کا ظہور عقل تسلیم کرتی ہے اور اس کا فائدہ آشکارا ہے۔

یعنی اس لئے کہ عقل کو نقل کی وجہ سے تقویت ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دلالت اس بات پہ کہ یہ امر جلدی کے لیئے نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے فان لم تفعل الخ مطلب یہ ہے اگر فی الحال تبلیغ نہ کرے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ بالکل تبلیغ کیا نہیں یا تاخیر سے عدم وجوب ثابت ہوتا ہے۔

اعلم۔ جان لو۔ کتاب وسنت کی روشنی میں تبلیغ کی تین صورتیں ہیں: اوّل قبولیت اسلام۔ دوم یا جزیہ دینا، سوم یا تلوار سے جنگ کرنا۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف کی عبارت:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ لقیت عدوك من المشرکین ای الکفار فادعوھم الی احدا ثلاث خصال او خلال شک من الرادی فایتھا اجابوك الیھا فاقبل منھم وکف عنھم۔ ادعوھم الی الاسلام بیان الخصلۃ الاولیٰ فانھم ابوا فادعوھم الی اعطاء الجزیۃ ھذا اشارۃ الی الخصلۃ الثانی فان اجابوا فاقبل منھم وکف عنھم فان ابوا ھذا اشارۃ الی الخصلۃ الثالثۃ

فاستعن باللہ وقاتلھم۔ (ابوداؤد شریف ص۳۵۱-۳۵۲) باب فی دعاء المشرکین
الی الاسلام وایضا فی ترمذی ج ۱ ص۲۹۱ ولمعات وحاشیہ بخاری ۳۲۹

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے اپنے دشمن کفار سے جب تیرا سامنا ہو جائے تو ان کو تین میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ جو بھی وہ قبول کرے تم بھی اسے تسلیم کر لو جنگ سے ہاتھ کھینچو۔ اسلام کی دعوت دو (پہلی شرط کا بیان) اگر انہوں نے یہ منظور کیا تو تم بھی اسے قبول کرو اور جنگ سے باز آجاؤ۔ اگر انکار کیا (تیسری شرط) تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑو۔ حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی تبلیغ کے تین درجے ہیں جیسا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خط مبارک بنام ھرقل۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط فارس کو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴۲-۳۴۳

ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے بحوالہ معجزات ص۱۲۴۔ جنگ یرموک کے دوران بھان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ صُلح کرتے ہیں۔ صلح ایک نیک اقدام ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے جواب دیا۔

اے بھان صدق دل سے اسلام قبول کر لو۔ اگر قبول اسلام کے بغیر صُلح کرنا چاہتے ہو تو جزیہ دینا قبول کر لو۔ اس کے بغیر کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ تلوار ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی جبکہ معرکہ یرموک میں دشمن کے لشکر کی تعداد سات لاکھ ساٹھ ہزار نفوس تھی۔

تبلیغی جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ وہ ایک ہندو سے کہے کہ آؤ دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دینا قبول کرو۔ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ہم دونوں ہاتھ جوڑ کر تبلیغی جماعت سے یہ وضاحت پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم رائے ونڈ کس لیئے جاتے ہو؟

اگر وہاں پڑھنے کے لئے جاتے ہو تو درس نظامی کا حصُول رائے ونڈ مدرسہ پر موقوف نہیں درس نظامی کے مدارس ہر جگہ موجود ہیں

اگر دوسروں کو سکھانے کے لئے جاتے ہو تو تم خود بے علم ہو۔ ان پڑھ ہو۔

تو تم لوگوں کو سکھاؤ گے کیا؟

اگر یقین سیکھنے اور سکھانے کے لیے جاتے ہو تو نکلتے وقت جیب کا محاسبہ فرض کیوں سمجھتے ہو۔ گرمی و سردی کا لباس ترک کیوں نہیں کرتے ہو۔ گرمی اور سردی بھی مخلوق ہے جبکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق مخلوق کچھ نہیں کر سکتی تو تم گٹھڑیوں سے کب نجات پاؤ گے۔ بغل میں چھری منہ میں رام رام۔ لما تقولون مالا تفعلون ٥ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ٥

ہم نہایت ادب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جتنا تم رج کر کھاتے ہو کیا اتنا کھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، ائمہ مذاہب اربعہ یا سلف صالحین سے ثابت ہے؟ کہتے ہو کار رسول کرتے ہیں۔ کیا تزکیۂ نفس کرنا کار رسول نہیں؟

اتمام تبلیغ

وفی تلویح فقد تم التبلیغ فی دیارنا ای فی دار الاسلام وانتشر شرائع الاسلام واحکامہ ص۴۹۷ وفی المدارکؒ ما علی الرسول الا البلاغ تشدید فی ایجاب القیام بما امر بہ وان الرسول قد فرغ مما وجب علیہ من التبلیغ وقامت علیکم الحجۃ ولزمتکم الطاعۃ فلا عذر لکم فی التفریط جلد اوّل ص۳۰۲

وفی جواہر البھیۃ قولہ لا یصد عن ذالک صاد الی ان اشرقۃ الدنیا برسالتہ ضیاء ابتھاجاً ودخل الناس فی دین اللہ افواجاً وصارت دعوتہ سیر الشمس فی الاقطار وبلغ دین القیم ما بلغ اللیل والنھار وانتشرق دعوتہ فی مشارق الارض ومغاربھا واتباعہ علی دینہٖ اکثر من اتباع سائر النبوۃ ص۱۱ وایضاً فی الجوھرۃ النیریۃ فی کتاب السیر ص۲۱۸

وفی روح البیان ای لأن الشان لم یکن ربک مھلک القری بظلم واھلھا

غافلون المعنی بان لایجری علیه قلم تکالیف الشریعة الا بعد البلوغ بالاوامر والنواهی ثم ان الاحکام الالٰهیة قد بلغت الیٰ کل اقلیم وبلغ الشاهد الغائب الی یومنا هٰذا من قدیم وامتلأ الاُذان من سماع الحق خلد ثالث ص۲۰ قوله تعالیٰ هو الّذی ارسل رسولهٗ بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله و لوکره المشرکون وفی تفسیر ابن کثیر عن تمیم الداری رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلّم یقول لیبلغن هٰذ الامر ما بلغ اللیل والنهار ولایترك الله بیت مدر ولا وبر الا ادخله هٰذ الدین یعز عزیزاً ویذل ذلیلاً عزا یعز الله به الاسلام وذلا یذل الله به الکفر فکان تمیم الداری یقول قدعرفت ذالك اهلبیتی لقد اصاب من اسلم منهم الخیر والشرف والعز ولقد اصاب من کان کافراً منهم الذل والصغار والجزیة جلد ثانی ص۳۵۰ وایضاً فی ابن کثیر جلد ثانی ص۶۸-۶۶ ۔ شرح نقایه جلد ثانی ص۴۲۱ ۔

تلویح میں ہے ۔ تحقیق ہمارے ممالک یعنی دارالسّلام تبلیغ تکمیل کو پہنچا ہے اسلام کے شعائر اور احکام پھیل چکے ہیں ۔ ص۴۹۷ ۔ تفسیر مدارک ما علی الرسول الا البلاغ کے تحت لکھا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا منصب تکمیل کو پہنچایا ہے ۔ تم لوگوں پر حجت قائم ہوئی ہے ۔ نہ تمہیں تفریط کی اجازت ہے اور نہ کوئی عذر قبول تم پر اطاعت ہی لازم ہے ۔ جلد اوّل ص۳۰۲ ۔ جواہر البھیۃ میں ہے ۔ کوئی رکاوٹ ڈالنے والا رکاوٹ نہیں ڈال سکتا کہ اس کے رسالت نے تمام دُنیا کو منور کیا ہے لوگ دین میں گروہ در گروہ داخل ہو گئے ہیں ۔ اس کی دعوت سُورج کی رفتار پر تمام اقطار پر پھیل گئی ہے ۔ دین متین وہاں پہنچا ہے جہاں دن رات ہیں اس کی دعوت مشرق ومغرب روشنی کی طرح پھیل گئی ہے ۔ اس کے دین کے متبعین تمام انبیاء کرام سے زیادہ ہیں ص۱۱ ۔

الجوهرة النیریة کتاب سیر ص۳۱۸ میں بھی لکھا ہے ۔ تفسیر رُوح البیان لو یکن

ربّک مھلکُ القُریٰ الخ کی تفسیر میں لکھتا ہے ۔مُراد وہ علاقے ہیں جہاں دین پہنچا نہ ہو کیونکہ احکام شریعت وہاں نافذ ہوتے ہیں جہاں اسلام پہنچا ہو ۔اب احکامِ الٰہی دُنیا کے ہر کونے کو پہنچ چکے ہیں ۔آج تک حاضر نے غائب کو دین پہنچایا ہے اور کان سماعِ حق سے بھر گئے ہیں ۔جلد تیسرا ص۱۰۱ ھُوالّذی اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ الخ کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتا ہے ۔تمیم داری سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ۔جہاں دن رات پہنچے ہیں وہاں تک یہ دین پہنچ کر رہے گا ۔کچّے مکانات اور جھونپڑیوں میں پہنچ کر رہے گا ۔اس دین کی پہنچ سے عزت مند عزت مند ہو جائے گا ۔ذلیل ذلیل ہو جائیگا ۔معزز کے ذریعے اللّٰہ تعالیٰ اسلام کو عزت دیگا اور اس کے ذریعے کفر ذلیل ہوگا ۔تمیم داری فرماتے ہیں کہ جس گھر میں اسلام پہنچا وہاں شرافت عزت اور بھلائی پہنچی اور کافر کو جزیہ سے ذلیل کیا گیا ۔ان تصریحات سے پتہ چلا کہ آواز دین مشرق سے مغرب تک پہنچا ہے ۔تمام بنی نوع انسان چاہے کافر ہیں چاہے مسلمان مگر ان کے کانوں تک خدا کا نام ،حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام اور قرآنِ مقدس کا نام پہنچا ہے ۔ان کو تبلیغ کرنیوالے مبلّغ شرعی نہیں کہا جاسکتا ۔کیونکہ ان کو دین پہنچا ہے ۔

سوال : انبیائے بنی اسرائیل کو جیسے حضرت یوشع علیہ السّلام کو مبلّغین اور مقررین کہنا کیا جائز ہے ؟

جواب : ہاں اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی قوم ایسی تھی جن میں بعض کو دین پہنچا تھا اور بعض کو نہیں ۔

جن کو دین نہیں پہنچا تھا اُن کو پہنچانے والے مبلغین کہلاتے ہیں جن کو دین پہنچا تھا ان کو مقررین کہتے ہیں ۔جیسا کہ نبراس میں مذکور ہے :

ان اسرائیل لم یکونوا مبلغین بالنسبۃ الیٰ غیرھم الدعوۃ سابقا ص۹

بیشک انبیائے بنی اسرائیل مبلغین نہیں تھیں ۔ان کے حق میں جن کو پہلے دعوت پہنچی تھی یعنی جن کو پہلے دعوت دین پہنچ چکی تھی اس نسبت سے وہ مبلغین نہیں تھے ۔

میرے مسلمان بھائیو! ان اطلاقات کے پیشِ نظر تبلیغی جماعت کی پوزیشن آپ کے سامنے واضح ہو گئی ہوگی۔ درحقیقت دین میں بحیثیت اہمیت جہاد نماز کے دوسرے نمبر پر ہے۔ ان کی تبلیغی نصاب ملاحظہ فرمائیں۔ ذکر جہاد بالسیف بحیثیت مضمون درج نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جہاد ان کی نظروں میں نرم بستره باندھ کر بھرے پیٹ بھری جیب چلنے پھرنے کا نام ہے۔ ان کی اکثریت موجودہ دور میں جہاد کو خون خرابہ کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اگر ان حضرات کا یہ مؤقف ہو کہ کفر کے کانوں تک اسلام پہنچا نہیں ہے اسلئے یہ جہاد خون خرابہ ہوگا۔ ہم حقائق کو سامنے رکھ کر عرض کریں گے کہ اب کفر اگر موجود ہے تو عناداً موجود ہے جو کسبی ہے۔ ازالہ جس کا جہاد بالسیف سے ہوگا۔ یہ صرف نہیں بلکہ ان حضرات نے دین کے دیگر امور میں دخل اندازی شروع کی ہے جیسے دورہ اسقاط، مُردوں کے پیچھے خیرات وصدقات، سورہ ملک کی تلاوت، شب جمعہ، شب تیس رمضان کو سورہ رُوم اور عنکبوت کی تلاوت۔ نماز کے بعد اجتماعی شکل میں دُعا کو نہ خود مانتے ہیں۔ نہ وہاں کرنے دیتے ہیں جہاں ان کی اکثریت ہے۔

ان کا مؤقف یہ ہے کہ ہم نے سربراہان رائے ونڈ کو نہ ایسا کرتے دیکھا ہے اور نہ کہتے دیکھا ہے۔ افسوس صد افسوس از رُوئے شریعت ان کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جہال ہیں اور جہاد بالسیف کے معاندین کما فی عقد الفرید جلد دوم صـ ۹۹

وفی روح البیان فعلی العاقل ان لا یغتر بظاھر حالھم بل ینظر الی وھن اعتقادھم وفساد بالھم فیعتبر کل الاعتبار ویتجنب من ھذہ سیرتھم ویسلک طریق الاختیار ویعتصم باللہ بالانقطاع عما سواہ ویتمسک بالتوحید الحقیقی حتی یھتدی الی الصراط المستقیم

روح البیان میں ہے کہ عاقل کو چاہیے کہ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ ہو بلکہ ان کی اعتقاد اور وبال فساد کو دیکھے۔ ان کی سیرت اور کردار سے

کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیئے۔ اور نیک لوگوں کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ سب کچھ سے منہ موڑ کر خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے۔ ماسوٰی سے قطع تعلق کرنا چاہیئے۔ توحید حقیقی کو مضبوطی سے تھامنا چاہیئے تاکہ ہدایت صراط مستقیم نصیب ہو جائے۔ تفسیر آل عمران جلد دوم ص۷۱

مختصر یہ ہے کہ یہ تبلیغی جماعت کے حضرات اپنے اُوپر مبلّغین کا اطلاق کرتے ہیں جو ان کی جہالت ہے۔ اس لئے کہ یہ تبلیغ شرعی کے اقسام اور مراتب نہیں جانتے اور نہ مستحقین تبلیغ جانتے ہیں۔ اس لیئے ان سے اجتناب ضروری ہے بلکہ لازمی ہے

وان الجاھل کل الجاھل من لایعرف ما صدق علیہ قولہ ومن اکل ما قد عرف مضاتہ فیوثر شھوتہ علیٰ راحۃ بدنہ (عقد العزیز جلد ثامن ص۷۹)

وہ پورا کا پورا جاہل ہے جو وہ نہیں جانتا جس کی وجہ سے اس پر جہالت کا قول صادق ہو۔ جو وُہ کھائے جس کا مضرت بھی اُسے معلوم ہو جو اپنی خواہش کو اپنے راحت بدن پر ترجیح دے

جاہل کے قول پر اعتماد جائز نہیں:

کما فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالیٰ ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اُی ان کنتم من اھل العلم فان الجھلۃ لایتعد بافعالھم واقوالھم جلد تاسع ص۵۰۶ سُورہ صف

یعنی کہ تم صاحب علم ہو کیونکہ جاہلوں کے اقوال وافعال پر اعتماد نہیں۔ جلد ۹ ص۵۰۶ تفسیر سورۂ صف۔ جب ایک آدمی جاہل بن جاتا ہے تو اس پر وعظ و نصیحت کوئی اثر نہیں کرتا۔

کما فی روح البیان قولہ تعالیٰ ان کان ان یغویکم قد سبق ان نوحًا علیہ السّلام وصفھم بالجھل والجاھل لاینفع فیہ النصح والوعظ (جلد رابع ص۱۲۱ سورہ ھود)

یعنی نوح علیہ السّلام نے ان کو جہالت سے تعبیر کیا۔ جاہل میں وعظ و نصیحت کوئی نفع نہیں دکھاتا۔

وفی عقد الفرید لاتصاحب الجاھل فانہ یرید ان ینفعک فیضرک

وقال اردشیر حسبکم دلالۃ علی عیب الجاھل ان کل الناس تنفر منہ وتغضب من انتسب الیہ جلد ثانی ص۲۰

عقد الفرید میں ہے۔ جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو۔ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تجھے ضرر پہنچائے گا۔

اردشیر کا قول ہے۔ جاہل سے تمام لوگوں کی نفرت اس کی جہالت کا ثبوت ہے جو ان سے منسوب ہے۔ اُن سے بھی بُعد رکھا جاتا ہے۔ جہال کے حق میں کیا خوب کہا ہے۔ ثقام الحرث لیس لہ شفاء

وداء الجھل لیس لہ طبیب ۔ جہالت کی مرض کا کوئی ڈاکٹر نہیں۔

وفی الجھل قبل الموت موت لاھلہ ۔ جہالت جاہل کیلئے موت سے پہلے موت

واجسامھم قبل القبور قبور ۔ اور ان کے اجسام قبروں سے قبل قبروں میں ہیں

وإن أمرءً لم یحیی بالعلومیۃ لیس لہ النشور نشور۔ اگر ایک آدمی علم سے زندہ نہ ہوا تو اس کے لئے ہمیشہ کی موت ہے جس سے جی اٹھنا نہیں ہے۔

(روح البیان جلد دوم ص۹۱۵)

جہل کی تعریف

سوال: جہل کسے کہتے ہیں؟

جواب: اعتقاد شیٔ علیٰ خلاف ماھو بہ فی الواقع۔ غایۃ التحقیق شرح حسامی ص۳۲۵ و نور الانوار ص۲۹۹ (بحر العلوم شرح مسلم الثبوت)

یعنی حقیقت کے خلاف کسی چیز کا اعتقاد جم جانا۔

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کہتی ہے کہ تبلیغ صرف علماء کا منصب نہیں بلکہ ہر کوئی کرسکتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کتاب وسنت اور فقہ کے خلاف ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ راہِ تبلیغ میں کوئی نکلے اور اس کے پَیر گرد آلود ہوگئے تو جہنم کی آگ اُن پیروں پر حرام ہوجاتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر اپنے اُوپر ایک روپیہ صرف کرنے کا ثواب انچاس کروڑ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر دو رکعت نماز نفل کا ثواب انچاس کروڑ کے برابر ہے

یہاں جان کی بازی تھوڑی لگانی ہے کہ اعمال کی اتنی قیمت بڑھ جائے جب مسلمان میدانِ جنگ میں کفر کی تلوار کی زد میں آجاتا ہے تو وہ قیمتی ہوجاتا ہے اور اس کے اعمال کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ فافہم ثم فافہم

وجميع هذه الاقوال من هذه الطوائف جنون محض ومكابرة للحواس والعقول۔ ليس فى القرآن وفى السنن ولا فى العقول شئ من هذا وهذا فى الواقع اعتراض على جميع الامم وعلى جميع عقولهم وهذا صفة من عظمة مصيبة بنفسه ومن لا دين له ولا عقل له ولا علم له۔ جواهر البهية ص٢٠٠

وايضاً فى جواهر البهية انظر العاقل الفاضل الى هذه الاباطيل بعرق منها حسبين الدهر وهذه كلها من قلة علمه وقلة دينه وقلة حيائه وكثرة جهله والله جل جلاله ينتقم منهم بهذه الاكاذيب نعوذ بالله من الضلال ص٢٠٠

ان فرقوں کے یہ تمام اقوال جنون محض ہیں۔ یہ ان کے عقلوں اور حواس کا ضد یعنی تکبر ہے۔ قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ ان کے دماغ عقلوں سے خالی ہیں۔ اصل میں یہ تمام امت اور ان کے تمام عقلوں پہ اعتراض ہے۔ یہ صفت اپنی جان پہ عظیم مصیبت میں سے ہے۔ اسی جواہر البہیۃ میں ہے۔ ان خرافات کو اگر کسی عاقل فاضل نے خیال کیا تو اس کے قدموں تلے زمین چلی جائے گی۔ یہ سب کچھ کمیِ علم، کمیِ دین، کمیِ حیا اور زیادتی جہالت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان

خرافات کا بدلہ لے گا۔ گمراہی سے اللہ کی پناہ ص۲۹۸

تحریف فی الدّین

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ہر صاحب جانتا ہے کہ یہود تحریف کرتے تھے تورات میں۔ رائے ونڈ گروہ کے تراجم و تشریحات مین تحریف فی المعانی ہیں۔ قرآن اور احادیث میں تفصیل آگے آرہا ہے۔

الطاعة کلها سبیل اللہ کما فی زیلعی ج۱ ص۲۹۸۔ جملہ طاعات خدا کا راستہ ہے۔

"بحث در فی سبیل اللہ"

جہاں کہیں قرآن پاک' احادیث اور کتب مذہب میں سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) کا ذکر آجاتا ہے۔ بالاتفاق اس سے مجاہدین فی سبیل اللہ مراد لیا جاتا ہے۔ کما فی ترمذی "باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ. من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ فهما حرام علی النار الاغبرار فی سبیل اللہ کنایة عن السعی الی الجهاد وفیه مبالغة بأنه اذا کان الاغبرار انعًا لمس النار فکیف نفس الجهاد. والمراد بسبیل اللہ السعی الی الجهاد وهو المتعارف فی الشرع ج۱ ص۲۹۲ ابواب فضائل الجهاد وایضاً والوجه ان لفظ فی سبیل اللہ فی عرف الشریعة یستعمل فی الجهاد ص۲۹۱ وفی شیخ زاده علی البیضاوی فإن لفظ سبیل اللہ مختص بالجهاد فی عرف القرآن ج۱ ص۵۸۴ ونسائی ج۲ ص۵۵-۵۶ وبخاری ج۱ ص۳۹۲ وفی المذاهب الاربعة قوله وفی سبیل اللہ هم الفقراء المنقطعون الغزو فی سبیل اللہ علی الاصح ج۱ ص۶۲۱۔ وزیلعی ج۱ ص۲۹۸۔

جس کے دونوں پیر اللہ کے راستے میں غبار آلودہ ہو گئے۔ دونوں دوزخ پر حرام ہیں۔ اللہ کے راہ میں غبار آلودگی جہاد میں کوشش کی طرف اشارہ ہے اور اس میں مبالغہ ہے۔ جب غبار آلودگی دوزخ کی آگ سے آ رہا ہے تو جہاد کا کتنا بلند مرتبہ ہوگا؟ شرع شریف میں فی سبیل اللہ سے جہاد میں کوشش مراد ہے جو معلوم ہے۔ ابواب فضائل جہاد جلد اوّل ص ۲۹۲ اور یہی حکم چہرے کا بھی ہے۔ شریعت کی طرف میں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے ص ۲۹۱

بیضاوی شریف کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن پاک کی طرف میں لفظ سبیل اللہ جہاد کے لیئے خاص ہے۔ جلد اول ص ۵۸۴۔ نسائیؔ اور بخاری شریف کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ نسائی جلد دوم ص ۵۴۔۵۵۔ بخاری شریف جلد اوّل ص ۳۹۴۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی ہیں (القرآن)

"المقصد الثانی"

فی فضیلة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر ونحن قائلون بعون الله وتوفیقه وتائیده وتسدیده فی العلم والادب فإنهما القطبان اللذان علیهما مدار الدین والدنیا ونرق ما بین الانسان وسائر الحیوان۔

اعلم۔ جان لو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت قرآن وحدیث اور آثار سے ثابت ہے۔ اما الاول لقوله تعالیٰ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر۔ ای جماعة داعیة الی الخیر أی إلی ما فیه صلاح دینی ودنیوی فالدعاء الی الخیر عام فی التکلیف من الافعال والتروک ویأمرون بالمعروف وهو ما استحسنه الشرع والعقل فهو الموافقة وینهون عن المنکر وهو ما استقبحه الشرع والعقل وهو المخالفة واولٰئک هم المفلحون۔

وایضاً قوله تعالیٰ کنتم خیر أمة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔ روح البیان جلد ثانی ص۷۲-۷۸ سورۃ آل عمران و فی احیاء العلوم وهذه الآیة یدل علی فضیلة الامر بالمعروف ونهی عن المنکر جلد ثانی ص۳۰۷ واما الاخبار قال الحسن البصری قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الشهداء أمتی رجل قام الی امام جائر امرہ بالمعروف ونهاہ عن المنکر فقتله علی ذالك فذالك الشهید منزلته فی الجنة بین الحمزة وجعفر رضی الله تعالیٰ عنهما

(احیاء العلوم جلد ثانی ص۳۱۱)

وفی روح البیان عن النبی صلی الله علیه واله وسلم أنه سئل وهو

علی المنبر من خیر الناس قال أمرھم بالمعروف وانھاھم عن المنکر واتقاھم اللہ واوصلھم للرحم۔

وقال علیہ السلام من أمر بالمعروف ونھی عن المنکر فھو خلیفۃ اللہ فی أرضہ وخلیفۃ رسولہ وخلیفۃ کتابہ۔

(روح البیان جلد ثانی ص۷۲)

واما الآثار وسئل حذیفۃ عن میت الاحیاء فقال الذی لا ینکر المنکر بیدہ ولا بلسانہ ولا بقلبہ احیاء العلوم۔ جلد ثانی ص۳۱۱۔

اوّل : ارشاد باری تعالیٰ ہے تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے یعنی ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی ہو۔ نیکی سے مراد دنیا اور آخرت کی درستگی۔

دعوت الی الخیر سے مراد عام اعمال جس کا انسان مکلف کیا گیا ہے۔ کرنے اور چھوڑنے کی دعوت۔

ویأمرون بالمعروف سے مراد وہ اعمال ہیں جو شریعت اور عقل کے موافق ہوں۔

وینھون عن المنکر سے مراد وہ اعمال ہیں جو شریعت اور عقل کے منافی ہیں اولٰئک ھم المفلحون۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے تم بہتر امت ہو۔ تم لوگوں کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو کہ بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ احیاء العلوم میں ہے کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

اس بارے میں احادیث : حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت کا بہترین شہید وہ آدمی ہے۔ جو جابر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اس پر وہ اسے قتل کرے اس شہید کا مکان جنت میں حمزہ اور جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

درمیان ہوگا۔ بحوالہ احیاء العلوم جلد دوم ص ۳۱۱

رُوح البیان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ ان سے پوچھا گیا۔ تمام لوگوں میں بہتر کون ہے؟

فرمایا۔ امر بالمعروف کرنے والا، برائی سے روکنے والا، اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور صلہ رحمی کرنیوالا۔

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بھلائی کا حکم کرے، برائی سے روکے وہ اس کے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اس کے رسول اور کتاب کا خلیفہ ہے۔

(بحوالہ روح البیان جلد دوم ص ۲۴)

آثار سے فضیلت: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زندہ مردے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا وہ زندہ مُردے کی حکم میں ہے جو برائی کو ہاتھ سے، زبان سے اور دل سے نہ روکے۔ (بحوالہ احیاء العلوم جلد دوم ص ۳۱۱)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی حقیقت اور ماہیت کا بیان

تفسیر مدارک قولہ فی قولہ تعالیٰ ولکنی رسول من رب العالمین ابلغکم رسلٰتِ ربی و انصح لکم میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔

النصح کی تفسیر:

ارادۃ الخیر لغیرک مما ترید لنفسہ، او النہایۃ فی صدق العنایۃ۔

دوسرے کا بھلا چاہنا ایسا جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ یا ارادہ کی سچائی میں انتہار کو پہنچنا۔

سورہ اعراف جلد ثانی پ ص ۵۸

قوله تعالیٰ قال انما یأتیکم به الله إن شاء وما انتم بمعجزین ولا ینفعکم نصحی.

النصح کی تفسیر: النصح کلمة جامعة لکل ما یدور علیه الخیر من فعل او قول وحقیقة الخاصة۔ ارادة الخیر والدلالة علیه ونقیضه الغش وقیل هو اعلام موضع الغی لیتقی وهو موضع الرشد لیقتضی۔

(سورہ هود جلد رابع پ ۱۲ ص ۱۳۰)

یہ ایک ایسا جامع کلمہ جو ہر قسم خیر پر حاوی ہے۔ چاہے فعلی ہو یا قولی ہو حقیقت خاصہ بھلائی کا ارادہ ہے جو اُس پر دلالت کرتا ہے۔

وقولہٗ تعالیٰ وانصح لکم وفی روح البیان تحته زیادة اللام مع تعدی النصح بنفسه یقال نصحتك للدلالة علی الخاص النصح لهم وإنها لمنفعتهم ومصلحتهم خاصة فإنه رب نصیحة ینتفع الناصح أیضاً ولیس الامر هٰهنا کذالك والفرق بین التبلیغ الرسالة و تقریر النصیحة أن تبلیغ الرسالة معناه أن یعرف أنواع تکالیف الله وأحکامه والنصیحة۔ المراد بها الترغیب فی الطاعة والتحریر من المعاصی والارشاد الی ما فیه مصالح المعاد قال الحدادی النصح اخراج الغش من القول والفعل سورة اعراف جلد ثالث ص ۱۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانصح لکم میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ یہاں النصح اور تعدی میں لام کا اضافہ خصوصیت کے لیئے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے خاص طور پر تجھے نصیحت کی۔ یہ لفظ ان کے نفع اور خاص مصلحت کے لیئے استعمال کیا گیا ہے۔ بسا اوقات نصیحت ناصح کو بھی نفع دیتا ہے لیکن یہاں اس طرح نہیں۔ تبلیغ رسالت اور تقریر نصیحت میں فرق ہے۔ تبلیغ رسالت سے مراد اقسام تکالیف الٰہیہ اور اس کے احکام کی پہچان ہے۔ نصیحت سے مراد عبادت کے لیئے ترغیب اور معاصی سے پرہیز ہے۔ رہنمائی کرنا اس طرف جس میں آخرت کی بھلائی ہو۔ حدادی نے کہا ہے کہ النصح سے مراد قول اور فعل سے ملاوٹ نکالنا ہے۔ (روح البیان سورۂ اعراف

جلد سوم ص۱۸۳)۔
وضاحت مذکورہ سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم نے جو نصوص ذکر کئے ہیں۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق ہیں فضیلت تبلیغ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شروط کا بیان

شرط اوّل اور شرط دوم کی ابتداء بستان العارفین کی اس عبارت سے شروع کی جاتی ہے۔
قولہ وینبغی۔ یہ لفظ احتیاط اور وجوب کے لیے لایا جاتا ہے۔ وینبغی للمذکر ان یکون عالما بتفسیر القرآن والاخبار واقاویل الفقهاء.
وروی عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه أنه رأی رجلا یقص للناس فقال له أتعرف الناسخ والمنسوخ فقال لا فقال له علی هلکت واهلکت بستان العارفین ص۱۲
(ترجمہ) مقرر کے لیے لازمی ہے کہ وہ تفسیر قرآن، احادیث اور اقوال فقہاء جانتا ہو۔ (شرط ۱)
حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو واقعات سنا رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کیا آپ ناسخ اور منسوخ جانتے ہیں۔ بولا۔ نہیں۔ حضرت علیؓ نے اسے فرمایا تو ہلاک ہوا اور دوسروں کو ہلاک کیا۔ صاحب معارف القرآن نے یہ الفاظ بھی بڑھائے ہیں چل میری مسجد سے نکلو۔ پھر نہ آنا۔ (معارف القرآن سورہ بقر ص۲۸۵ (شرط دوم)
تیسری شرط: وشرطها ای الامر والمعروف والنهی عن المنکر ان لا أدی الی الفتنة۔ (انوار محمود ج ۲ ص۳۷۴)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک شرط یہ ہے کہ فتنہ کا باعث نہ بنے۔

وفی تفسیر روح البیان بحیث لا یقطع الواعظ فی الفتنۃ وفی تفسیر احمدی ثم ذکر والہ أی الامر المعروف شرائط ان یکون ذالکٔ تحت قدرتہ واُن لایکون موجبًا للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح فی المواقف ص۱۵۲-۱۵۱ وایضاً فی تفسیر احمدیہ اَن شرط النہی اَن یعلو الناھی اُنما ینکرہ قبیح لعینہ او لغیرہ وان لا یکون ما ینھٰی عنہ واقعاً ص۱۵۲ وفی روح البیان ثم الامر بالمعروف تابع للمأمور بہ ان کان واجبًا فواجب وان کان ندباً فمندوب واما النہی عن المنکر فواجب کلہ لان جمیع المنکر ترکہ واجب لانصافہ بالقبیح جلد ثانی ص۴۳ وایضاً فی نبراس ص۱۳۲

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایسا ہو کہ واعظ فتنہ میں نہ پڑجائے۔

تفسیر احمدی نے یہ شرط بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ذکر کیا ہے کہ یہ اس کی طاقت سے باہر نہ ہو کہ فتنہ فساد اور کثرت گناہ کا ذریعہ بن جائے۔ جیسا کہ مواقف میں صراحت کیا گیا ہے۔

تفسیر احمدی نے یہ بھی شرط لکھی ہے کہ برائی روکنے والا کونسی برائی منع کر رہا ہے آیا اس کی قباحت لعینہ ہے یا لغیرہ ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ جس سے وہ منع کرتا ہے اس سے خود وقوع پذیر نہ ہو۔

رُوح البیان میں ہے۔ یہ بھی ایک شرط ہے کہ امر کرنے والا دیکھے۔ جس چیز کا امر کرتا ہے وہ واجب ہے تو اس کا امر بھی واجب ہے۔ اگر وہ امر مستحب ہے تو اس کے لیئے امر بھی مستحب ہے۔

باقی رہا نہی عن المنکر تو اس کا روکنا بالکل واجب ہے کیونکہ تمام برائیوں

کا چھوڑنا واجب ہے۔ تبلیغی جماعت کے لیئے غور کا مقام ہے۔ کیا یہ ناسخ اور منسوخ جانتے ہیں کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہل کہتے ہیں کیا معروف حسن لعینہ یا لغیرہ کا پہچان رکھتے ہیں؟

منہی عنہ کے متعلق کیا ان کو اتنا علم ہے کہ قباحت اس کی لعینہ یا لغیرہ۔ تبلیغی جماعت کو تو صرف چھ نمبروں کا رٹ لگایا جاتا ہے۔ جن کے گرد گھومنا لازمی ہوتا ہے جیسا کہ گدھا آنکھیں بند رہٹ کے گرد گھومتا ہے۔ ان پڑھ سے ان پڑھ اور عالم سے عالم تبلیغی بھی ان چھ نمبری دین کا پابند ہوتا ہے۔ ان کا یہ چھ نمبری دین فضائل کے بیان تک محدود ہے۔ منہیات کا ذکر کرنا یہ خلاف تبلیغ سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں پہ لازم ہے کہ ان کو اپنے مساجد میں نہ گھسنے دیں۔

"اقسام امر بالمعروف ونہی عن المنکر

کما فی تفسیر احکام القرآن للجصاص الامر بالمعروف والنھی عن المنکر وھی علی منازل ای اقسام بالید دبلسانہ وبقلبہ جلد ثانی ص۳۰

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں۔ ہاتھ سے۔ زبان سے دل سے۔

ھاتھ سے: ہاتھ سے روکنا حکام اور سلاطین کا کام ہے۔ زبان سے روکنا علمائے اہل سنت والجماعت کا حق ہے اور دل سے روکنا عوام کا کام ہے جیسا کہ تفسیر احمدی لکھتا ہے۔ من رائی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ قالوا ان الامر بالید الی الامراء باللسان الی العلماء وبالقلب الی العوام ص۵۲!

یعنی برائی کو ہاتھ سے روکنے کا کام حکام اور سلاطین ہی کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے

پاس اختیارات ہوتے ہیں۔

زبان سے: زبان سے علماء ہی روک سکتے ہیں کیونکہ اُن کو اوامر و نواہی کا علم ہوتا ہے۔

چونکہ عوام علم سے عاری ہوتے ہیں، اس لیئے برائی کو دل ہی سے بُرا جانیں تاکہ ایمان اضعف سے گر نہ جائیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے طریقوں کا بیان

پہلا طریقہ: کیف یرتب الامر فی اقامتہ فانہ ای الوعظ یبدأ باسھل فان لم ینفع ترقی الی الصعب (مدارک شریف جلد اوّل ص۱۲۰)

واعظ وعظ کیسے شروع کرے؟ واعظ ابتدا نرمی سے کرے اور اگر نرمی سے وعظ اثر نہ کرے تو واعظ وعظ میں سختی کرے۔

دُوسرا طریقہ: وعظ ترغیب و ترھیب پر مشتمل ہوگا۔ کما فی تفسیر مدارک الموعظة الحسنة اُن یخلط الرغبة بالرھبة والانذار بالبشارة۔ اچھا وعظ وہ ہے ترغیب و ترھیب دونوں ملے ہوئے ہوں۔ ڈرانے اور بشارت دینے پر مشتمل ہو۔ جلد دوم ص۳۰۵

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنٰک الا بشیرا ونذیرا۔ ہم نے تجھے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا۔

تیسرا طریقہ: کما فی روح البیان لان فعل الانسان لابد اُن یکون معللا اما بالرھبة واما بالرغبة والرھبة متقدمة علی الرغبة لان دفع الضرر مقدم علی جلب النفع کما ان التخلیة قبل التحلیة۔

جلد ثانی ص۲ؔ وایضاً فی رُوح البیان ولان الانذار اُوقع فی القلوب وا ُشد تاثیرا فی النفوس فان دفع المضار اُھم من جلب المنافع جلد اوّل ص۴۵

چوتھا طریقہ: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم عین جہاد ہے:

روح البیان میں ہے۔ فعلِ انسان کسی علت سے خالی نہیں ہوتا۔ رہی بات ترہیب ترغیب کی ترہیب کو ترغیب پر مقدم رکھا جائے اس لیے کہ ضرر دفع کرنا حصول نفع سے مقدم ہے۔ اسلئے کہ پہلے خلوت ہے پھر زینت۔ آگے آتا ہے۔ ترہیب دلوں میں خوب گھر کرلیتی ہے اور نفوس میں اس کی تاثیر دیرپا ہوتی ہے کیونکہ دفع ضرر منافع کے حصول سے زیادہ اہم ہے:

کما قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار الولی۔ القرب، والدنو۔ ای قاتلوا من یحوکم ولقربکم من العدو دجاھدوا الاقرب فالاقرب ولا تدعوا الاقرب وتقصدوا الابعد فیقصد الاقرب الاقرب بلادکم واھالیکم واولادکم۔ فیہ انھم اذا اٰمنوا الاقرب کان لھم محاربۃ الابعد وقد وقع امر الدعوۃ ایضاً علی ھٰذا الترتیب فانہٗ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اُمر اوّلا بانذار عشیرتہ فان الاقرب اُحق بشفقۃ والاستصلاح لتاکیدحقہ۔ روح البیان جلد ثالث سورۃ توبہ پ۱۱ ص۵۳۸

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو ان کافروں سے لڑو (جہاد کرو) جو تمہارے نزدیک ہیں۔ الولی کا معنی نزدیک۔ تشریح ان سے پہلے جہاد کرو جو دشمن تمہارے پڑوس اور قریب ہوں پھر اُن سے جہاد کرو جو دوسرے نمبر پر قریب ہوں۔ دعوت اسلام بھی پہلے قریب کو دو۔ اگر تم دُور کا ارادہ کرو (اور نکلو) تو تمہارے قریب والا تمہارے شہر پر اہل و اولاد حملہ کر دے گا۔ جب قریب والے ایمان لے آئیں تو دور والوں کے ساتھ وہ تمہارے طرف سے لڑیں گے۔ دعوتِ اسلام کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں

بھی یہی ترتیب رہے (جو لڑنے کے لئے مقرر ہے)

اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے اپنے اقرباء ڈرانے کا حکم ہوا اسلئے کہ قریب والا حق کی وجہ سے شفقت اور نیک بنانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ روح البیان جلد سوم سورہ توبہ پ ۱۱ ص ۵۳۸

قولہ تعالیٰ۔ وانذر عشیرتک الاقربین وانما امر بانذار الاقربین لان الاهتمام بشانهم اهم فالبداية بهم فی الانذار اولیٰ۔ کما ان البداية بهم فی البر والصلة وغیرهما اولی۔ وهو نذیر قوله تعالیٰ یٰایها الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم۔ روح البیان سورۃ الشعراء پ ۱۹ جلد ۶ ص ۳۱۰-۳۱۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اپنے قریب رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقرباء کے ڈرانے کا حکم ہوا۔ کیونکہ ان کی اہمیت زیادہ تھی۔ اسلیے تنذیر میں اُن سے شروع کرنا اولیٰ ہے جیساکہ نیکی اور وصلت میں اُنہوں سے ابتدا کی جاتی ہے چونکہ وہ نذیر تھے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے اے ایمان والو! لڑو ان (کافروں) سے جو تمہارے قریب ہیں

فائدہ: امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد کا ایک ہی حکم ہے۔ جہاد میں مسلمان پہلے قریبی دشمن سے لڑیں گے پھر ان کے قریب پھر ان کے قریب آخر حد تک۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ قریب کو چھوڑ کر پہلے دور سے شروع کرو۔ اسی طرح وعظ میں بھی یہی درجہ بندی ہے۔

پہلے اپنا گھر، پھر پڑوسی، پھر گاؤں پھر اس کے قریب والا گاؤں الغرض یہی ترتیب جاری رہے۔ خدا کا تو یہی حکم ہے جو بیان ہوا آپ نے پڑھ لیا۔ اب ہمارے رائے ونڈ تنظیم والوں کو دیکھو جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ سوات، بونیر، باجوڑ، الغرض کتنے دُور دُور سے بسترے کندھے پر اُٹھائے پنجاب چلے جاتے ہیں رائے ونڈ

پہنچ کر معلوم پھران کی تشکیل کہاں کی جاتی ہے۔ گھروں سے مہینوں، سالوں باہر رہتے ہیں یہ عین قرآن وحدیث کی مخالفت ہے اپنے پرایوں کے حقوق پائمال کرنا کونسی نیکی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے مستحقین کون ہیں؟

علمائے اہلسنت والجماعت اِس منصب کے صحیح مستحقین ہیں۔ کیونکہ ارشادِ مطلوب حق کی طرف رہنمائی کے لیے جس علم وحکمت کی ضرورت ہے وہ اس سے مزین ہے: دلائل محکم واضح طور پر جانتے اور پہنچا سکتے ہیں۔ یعنی شروط وارکان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوب واقف ہیں:

کما فی روح البیان قوله ان الوعظ اظهار للاحکام الشرعیة بحیثیت لا یقع الواعظ فی الفتن، والغرض منه زوال المرض والمرض علی نوعین مرض القلوب ومرض الابدان فمرض القلوب اکثر من مرض الابدان والجهل مرض من امراض القلوب فلابد له من طبیب حاذق یعالجهم ویزیل مرضهم بتعلیم احکام الدین فی اصله وفرعه ومن لم یکن حاذقا لا یذیل مرضهم بل یزیدهم مرضاً فیهلکهم ۔ والاطباء هم العلماء دون الجهال لان الجهال قد مرضوا مرضاً شدیداً حتیٰ عجزوا عن علاج انفسهم فضلا من علاج غیرهم الخ روح البیان تبلیل من قوله تعالیٰ ولا ترکنوا۔

روح البیان میں ہے۔ وعظ سے مراد ایسے طریقہ سے شرعی احکام کا اظہار ہے کہ واعظ فتنہ میں نہ پڑے۔ جس کا مقصد مرض کا علاج ہوتا ہے جبکہ بیماری دو قسم کی ہے۔ دلوں کی بیماری اور ابدان کی بیماری ظاہر ہے۔ دلوں کی بیماری ابدان کی بیماری سے زیادہ ہے اور جہالت دلوں کی بیماریوں سے ایک بیماری ہے پس حکیم حاذق سے

کوئی چارہ کار نہیں۔ تاکہ ان کا علاج کرے۔ اصل اور فروع میں احکام دین کی تعلیم سے ان کی بیماری زائل کرے۔ اگر حکیم حاذق نہ ہو تو وہ ان کی مرض زائل نہیں کر سکے گا بلکہ ان کا مرض بڑھ کر وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ حکماء علماء ہی ہیں نہ جہال۔

کیونکہ جہال خود ایسے مرض کا شکار ہیں (جو جہالت ہے) جن کی علاج سے عاجز آ چکے ہیں۔ یہ اپنے علاج سے دوسروں کے لئے فارغ نہیں ہو سکتے۔

بیان مذکورہ سے چار امور واضح ہو گئے۔ وعظ کی تعریف۔ وعظ کا مقصد۔ مستحق وعظ اور جاہل غیر مستحق وعظ جو مردے کے حکم میں ہے۔

قوله ولانها اى الامر بالمعروف والنهى عن المنكر من عظائم الامور وعزائمها التى لا يتولاها الا العلماء باحكامه تعالى ومراتب الاحتساب وكيفية اقامتها فان الجاهل ربما نهى عن معروف وامر بمنكر وربما عرف الحكم فى من هبة وجهله فى مذهب صاحبة فنهاه عن منكر وقد يغلظ فى موضع اللين ويلين فى موضع الغلظه۔

(روح البيان سورة آل عمران پ۴ جلد ثانی ص۸۳)

وايضاً فى ص۷۵ قوله والداعى الخير فى الحقيقة شيوخ الطريقة فان من لم يعرف الله لم يعرف الخير اذا الخير المطلق هو الكمال المطلق الذى يكون للانسان بحسب النوع من معرفة الحق والوصول اليه كما كان للنبى عليه السلام۔ (روح البيان جلد ثانی ص۷۵)

وايضاً فى تفسير ابن جرير ص۲۴۔ ونيسابورى على حاشية ابن جرير ص۳۰ وتفسير خازن ص۲۸۵ وفى روح البيان ايضاً فقيرا لمستقيم وان كان موحداً ربما امر بما هو معروف عنده منكر فى نفس الامر وربما نهى عما هو منكر عنده معروف فى نفس الامر جلد ثانی ص۷۵

اس کا قول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اعظم ترین کاموں میں سے ہے علماء کے بغیر کوئی دُوسرا یہ بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ علماء اس سے عہدہ برآ ہونے کی کیفیت، مراتب کا لحاظ اور احکام خداوندی سے واقف ہوتے ہیں۔ بسا اوقات جاہل سے معروف منع کرنا سرزد ہو جاتا ہے اور برائی کا حکم کر بیٹھتا ہے۔ بسا اوقات وہ صاحب مذہب کے متعلق بھی نہیں جانتا حالانکہ مذہب کا حکم جانتا ہوگا۔
بسا اوقات برائی منع کرنے میں جہاں نرمی درکار ہو وہاں سختی کر بیٹھے گا۔ جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں نرمی برتے گا۔

مزید آگے فرماتا ہے۔ درحقیقت داعیان الی الخیر شیوخ طریقت ہیں۔ کیونکہ جسے خدا کا عرفان حاصل نہ ہو وہ خیر کو کیا جانے؟ کیونکہ مطلق خیر انسان کے لیۓ انتہائی کمال کی بات ہے۔

جو معرفتِ حق کے مطابق ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر نسابوری اور تفسیر خازن ان تینوں کی یہی رائے اور حکم ہے۔ رُوح البیان مزید لکھتا ہے کہ جاہل سیدھے راستے پر نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ موحد ہوگا کیونکہ بسا اوقات وہ ایک بھلائی کا حکم کرتا ہے۔ وہ اصل میں برائی ہوتی ہے اور بُرائی سے وہ منع کر لیتا ہے۔ حقیقت میں وُہ بھلائی ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! یہ تبلیغی جماعت کے ارکان کہتے ہیں کہ اس راستہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب اُنچاس کروڑ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ دو رکعت نفل کا ثواب اُنچاس کروڑ کے برابر ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کس سند سے اپنے چلنے پھرنے کے راستے کے لئے ثابت کرتے ہیں کہ اتنا بڑا ثواب ہے۔ یہ ان کا زبانی جمع خرچ ہے۔ بغیر سند کے زبانی احکام کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ روح البیان میں مذکور ہے: فالدعوی باطلة بدون الدلیل وصاحبها ضال

مضل. والمدعی کالزانیة والتابع له علی هواه کولد الزانی فان ولد الزانی هالک حکماً لعدم المربی والاتباع لمبتدع لا ینتج الا البدعة والالحاد جلد اوّل ص۲۰۸

دلیل کے بغیر دعویٰ باطل ہوتا ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والا خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ ایسا بے دلیل مدعی زانیہ کی طرح ہے اور تابع اُس کا نفس پرست ہے جیسا کہ ولدزنا ہوتا ہے اور ولد زنا سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک کے حکم میں ہے۔ بدعتی کے پیروی کرنے کا انجام بدعت اور الحاد ہی ہوتا ہے۔

وفی تفسیر المدارک ولانه اُی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لا یصلح له الا من علم بالمعروف والمنکر وعلم کیف یرتب الامر فی اقامته فانه یبدا، بالسهل فان لم ینفع ترق الی الصعب ج۱ ص۱۴۲

تفسیر مدارک میں ہے کہ بدون علم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں ہوسکتا علم اس لیئے ضروری ہے کہ اس سے عہدہ برا ہونے کے سلسلہ میں سہولت یعنی آسانی سے کام لے اگر نرمی سے نفع نہ ہو تو سختی کی طرف قدم بڑھائے۔ یعنی سختی کرے۔

وفی احکام القرآن فی قوله تعالیٰ ولا تقف مالیس لك به علم. وان لا یقول ومالا یعلم صحته ودل علی انه اذا اُخبر عن غیر علم فهو اثم فی خبره کذباً کان خبره اوصدقاً لانه قائل بغیر علم وقد نهاه الله تعالیٰ عن ذالك جلد ثالث ص۲۰۴

احکام القرآن اللہ تعالیٰ کی اس ارشاد "اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں" کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس خبر (واقع۔ اطلاع بات) کی صداقت کا علم

نہ ہو۔ اگر بغیر علم کے کوئی ایسی دلالت کرے گا تو گناہ ہے۔ چاہے وہ اطلاع اسکے جھوٹ ہونے کے متعلق ہو۔ یا درست ہونے کے متعلق درست ہو مگر چونکہ کہنے والے نے بغیر علم کے کہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا (جلد سوم ص۲۰۴)

رفی تفسیر المدارک ولا تتبع مالم تعلم ای لا تقل رأیتُ وما رأیت و سمعتُ وما سمعتَ۔ جلد ثانی ص۳۱۴۔

تفسیر مدارک اس متذکرہ آیت (ولا تقف مالیس لک بہ علم) کی تفسیر میں لکھا ہے جب تک تجھے علم نہ ہو۔ اتباع نہ کر۔ اور یہ مت کہو میں نے دیکھا ہے آپ نے نہیں دیکھا ہے۔ میں نے سُنا ہے آپ نے نہیں سُنا ہے۔ جلد دوم ص۳۱۴۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جاہل کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے منع فرمایا ہے کیونکہ جاہل معروف، منکر، خیر مطلق جو کمال مطلق ہے نہیں جانتا جبکہ اسے شیوخ طریقت جانتے ہیں جیسے تورڈھیری صاحبؒ اذرسوات صاحبؒ۔ جیسا کہ روح البیان جلد دوم ص۷۵ میں مذکور ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

الجواہر البھیۃ شرح العقائد النسفی قولہ ومن العجب کل العجب ان الانسان اذا عجز عن معرفۃ حقیقۃ نفسہ نعن معرفۃ حقیقۃ الحق من باب اولی ص۲۹۱

نہایت ہی تعجب کا مقام ہے جب انسان نفس کی حقیقت کی پہچان (معرفت) سے بطریقہ اولیٰ عاجز ہے ص۲۹۱۔ اسی کتاب کا ص ملاحظہ ہو۔ قولہ فمن حقق نظرہ واستعمل فکرہ وجد نفسہ اجھل الجاھلین۔ جس کی نظر رسیدہ ہوتی ہے۔ وہ جب اپنی فکر کو اپنے نفس پر مرکوز کرے تو اپنے نفس کو حد درجہ بیوقوف پاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے اپنے آپ کو کار رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر گامزن سمجھتے ہیں۔ اپنے نفسوں کا انہیں کیا خبر کہ کتنے تکبر اور اکڑ سے بھرے پڑے ہیں

قربِ حق کے بجائے خورد و نوش کا قرب حاصل ہوا ہے کہ جب کھانے لگ جاتے ہیں تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتے الٹا کہتے ہیں کہ راہِ خدا میں خوب کھاؤ۔

کیا اسے تزکیۂ نفس کہتے ہیں؟ اور تزکیہ نفس کا کب موقع نکالیں گے؟ گھروں میں زیادہ کمانے اور بچت کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ باہر نکل کر راہِ خدا بن جاتا ہے کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ہمارے ناقص خیال میں یہ حضرات مرنے کے بعد تزکیۂ نفس کریں گے یا شاید ان کا خیال ہو کہ ہمیں مرنا نہیں ہے کہیں موقع نکال لیں گے۔ فیاللعجب۔

نیز تفاسیرِ قرآنِ مقدس اور احادیث سے ثابت ہُوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مستحق صرف علمائے اہلسنت والجماعت ہیں اور شیوخ طریقت۔ یہ ان پڑھ لوگوں کا کام نہیں۔ لیکن پھر بھی اِن اَن پڑھ لوگوں کا اس کام جلیلہ پر اَڑے رہنا ان کے لئے ذلت ہی ذلت ہے کما فی روح البیان ومن زلت قدمہ عن الشرع فی الدنیا بارتکاب المحظورات ذلت فی الاٰخرۃ۔ ایضاً ازمن فی الدنیا اعمٰی محجوبًا غیر واصل کان فی الاُخرۃ ایضاً کذالک والعیاذ باللہ جلد ثانی پ۴ سورۃ ال عمران ص۶۷ وفی تفسیر الاحمدیہ وکونہ کفایۃ یفھم من قولہ تعالٰی منکم لان من ھٰھنا للتبعیض علی المختار وان جاز کونہ للتبیین کما قال صاحب المدارک وغیرہ ومن للتبعیض لان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر من فروض الکفایت ص۲۰۶

روح البیان میں ہے۔ منہیات کی ارتکاب کی وجہ سے دُنیا میں جس کے پاؤں شریعت سے پھسل گئے۔ وہ آخرت میں پھسل گیا۔ مزید فرمایا جو اس دنیا میں اندھا اور حق سے غیر واصل رہا وہ آخرت سے غیر واصل رہا وہ آخرت میں بھی اندھا اور غیر واصل ہوگا۔ اللہ پناہ دے۔ جلد چہارم پارہ ۴ سورہ آل عمران ص۶۷

تفسیر احمدی والتکن منکم امۃ کی تفسیر میں منؐ سے مراد لیتے ہیں کہ اس "من" کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرائض کفایہ میں سے ہے۔ صاحب تفسیر مدارک وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے۔

وایضاً فی تفسیر الاحمدیہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر نفیھم من ھذہ الاحادیث کلھا ان فی کل مجلس وقع فیہ خلاف الشرع یفرض علی من قدر من واحد منھم ردہ لاعلی السبیل تعین فیکون فرض الکفایۃ بھذا المعنیٰ وان لم ینص بھار رایۃ ص۲۰۷ وایضاً ثم ذکروا لہ شرائط ان یکون ذالک تحت قدرتہ وان لایکون موجباً للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح فی المواقف تفسیر احمدی ص۲۰۸

مطلب یہ ہے اگر کسی مجلس میں کوئی خلاف شرع امر واقع ہوا تو ان میں سے وہ اسے رد کرے جو اس پر قادر ہو۔ خاص تعین نہ ہونے کی وجہ سے یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔

مزید کہتا ہے اور شرائط ذکر کرتا ہے۔ یہ اقدام اس کی حفاظت کے مطابق ہونا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اس کا یہ اقدام (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) فتنہ، فساد اور زیادتی گناہ کا موجب بن جائے۔ جیسا کہ مواقف نے تصریح کی ہے۔

(تفسیر احمدی ص۲۰۸)

بحث الخاتمہ

ونحن قائلون بعون اللہ و توفیقہ وتائیدہ وتسدیدہ فی العلم والادب فانہما القطبان اللذان علیہما مدار الدین والدنیا وفرق ما بین الانسان وسائر الحیوان . اما بعد قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلا من ربکم . وقال اللہ تعالیٰ وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ . وقال اللہ تعالیٰ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من طلب الدنیا حلالا وتعففا عن المسئلۃ وسعیا علی اھلہ وتعطفا علی جارہ لقی اللہ ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر وایضا قال علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وان کان لیسعی علی ابوین ضعیفین او ذریۃ ضعفاء لیغنیہم ویکفیہم فھو سبیل اللہ - (احیاء العلوم جلد ثانی ص۶۱) .

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم ڈھونڈو اپنے رب کا فضل (رزقِ حلال) ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اور دوسرے وہ جو زمین میں چلتے ہیں (سفر کرتے ہیں) تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل (رزقِ حلال) .

ارشاد باری تعالیٰ ہے . زمین میں پھیل جاؤ . اللہ تعالیٰ کا فضل (رزقِ حلال) تلاش کرو .

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے . قیامت کے دن سچے تاجر کا حشر

صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے سوال سے بچنے، اپنے اہل وعیال کے لئے نان نفقہ اور اپنے پڑوسی پر احسان کیخاطر حلال دُنیا کی طلب کی وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوگا۔

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اپنے ضعیف والدین یا کمزور (چھوٹی) اولاد کی کفالت اور احتیاج غیر سے غنا کے لیے کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں ہے

یہ مقام غور ہے کہ راہِ خدا میں ہونا صرف رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ والدین اہل وعیال خدا کے حوالہ کرو۔ روزی اُن کو اللہ پہنچائے گا اور ان کی حاجات اللہ بر لائے گا۔ مگر ہمارے ساتھ اس راہ میں نکلو۔

بوڑھے والدین اور اہل وعیال کی خبر گیری اللہ کی راہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ نکلنا اللہ کی راہ ہے جبکہ قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں کہ بوڑھے والدین کی خدمت اور چھوٹی اور کمزور اولاد کی خبر گیری بھی خدا کی راہ ہے۔

ان سے یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ آپ نے کتنے توکل سے کام لیا ہے؟ اس راستے میں نکلتے ہوئے جیب میں کتنی رقم ڈالی تھی؟ اور کیوں جیب کا محاسبہ کیا تھا؟ یہ حضرات گراں فروشی میں سر فہرست ہیں کیونکہ ان کو یہ شیطانی جواز ملا ہے کہ زیادہ کماؤ تاکہ چلہ میں نکل کر کھاتے پیتے وقت پیسوں کی کمی کا خدشہ نہ رہے۔ اگر ہمارا یہ کہنا درست نہیں تو تجربہ کرکے دیکھ لیں۔ ہمارا تو بارہا تجربہ ہے گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے۔

کہ اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین پیدا ہو جائے۔

مچھر سے لے کر حضرت جبرائیل امین تک کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے یعنی یہ دُنیا آسمان و زمین اور ان میں جو کچھ ہے یہ عبس ہے۔ العیاذ باللہ خدا بھی عبس کام کرتا ہے؟

خدا تو مانتے ہیں لیکن اُس کا کارخانہ نہیں مانتے حالانکہ دلیر تو اتنے ہیں کہ نفیٔ اختیار و قوت کے باوجود بچھو، سانپ وغیرہ کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ جاھل اتنے ہیں کہ ہر کسی سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام بناتے ہیں کہ آگ تم کو نہیں جلا سکتی۔ ہر کسی سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام بناتے ہیں کہ دریا تم کو نہیں بہالے جا سکتا۔ کیا ہر کوئی ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہو سکتا ہے! سوائے بگاڑ عقیدہ کے اور کچھ نہیں۔ ان سے احتراز لازمی ہے۔

ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ اور اس کی تفسیر قوله تعالیٰ الحي القيوم وهو في اللغة من له الحيوٰة وهي صفة تخالف الموت والجمادية وتقتضي الحس والحركة الارادية واشرف مايوصف به الانسان وقال الامام الغزالي في شرح الاسماء الحسنیٰ الحي هو الفعال الدراك حتیٰ ان من لا فعل له اصلا ولا ادراك فهو ميت واقل درجات الادراك ان يشعر المدرك بنفسه فما لا يشعر فهو الجماد والميت. (روح البیان جلد اوّل ص۲۹۹)

وايضاً قوله تعالیٰ سواء عليهم أنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون وفي الآيات اثبات فعل العباد فانه قال لا يؤمنون وفيه اثبات الاختيار ونفي الاكراه والاجبار۔ (روح البیان جلد اول ص۴۶)

الحي القيّوم کا مطلب ہے۔ ایسی زندگی جو موت اور بے حسی جمادات کے خلاف ہو۔ جو حس، حرکت، ارادہ اور ایسی اشرافیت اور وصف جو انسان سے ممکن ہو۔

امام غزالیؒ نے کہا ہے۔ اسمار الحسنیٰ کی شرح میں الحی کا معنیٰ بیان کرتے ہیں الحی سے مُراد فعال، درّاک حیّ کہ جسے نہ فعل ہو نہ ادراک ہو وہ مردہ ہے سب سے کم درجہ ادراک کا یہ ہے کہ مُدرک خود اپنے ساتھ شعور رکھے جسے اتنا بھی شعور نہ ہو۔ وہ جمادات اور مُردہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سواء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون ہ آپ کا اُنہیں ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وُہ ایمان نہیں لاتے۔ یہاں بندے کو فعل اختیاری کا ثبوت ملتا ہے۔ جبر اور زور کی نفی ہے۔

وایضاً قولہ تعالیٰ وکل انسان الزمناہ طائرہٗ فی عنقہ اُی عملہ من خیر وشر الصادر عنہ باختیارہ حسب ما قدر لہ۔ روح البیان جلد ثانی ص۲۔ اس آیت میں بھی بندے کو خیر اور شر کے صدور کا اختیار حسب مقررہ دیا گیا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امور دین میں مکلف ٹھیرایا ہے۔ اس مکلّف کیئے جانے سے بندے کی قدرت اختیاری کا استعمال ثابت ہوا۔ اگر اختیار نہ دیا ہوتا۔ تو ایاك نعبد وایاك نستعین کیسے پُکارتا؟ رمضان کے روزے مکمل کرنے پر کیوں مکلّف کرتا؟ یہ بھی یاد رہے کہ مکلف ہونا بمالا یطاق باطل ہے مُردے اور زندہ میں تو یہی فرق ہے کہ زندہ حس، حرکت اور ادراک رکھتا ہے۔ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں جانتا ہے جبکہ مردہ مردہ ہے اسے نہ حس ہے نہ حرکت، نہ ادراک اور نہ ذمہ داریاں۔

اب تبلیغی جماعت کہتی ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ کیا ان کا یہ عقیدہ جبریہ کی طرح نہیں ہے؟

بے شک ان کا عقیدہ جبریہ کی طرح بن گیا ہے۔

زیادتیٔ ثواب کی خاطر کہیں کا سفر کرنا چاہیے؟

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لا تشد الرحال (إلی مسجد من المساجد) الا إلی ثلاثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ھذا متفق علیہ

وفی المرقات لا تشد الرحال جمع رحل وھو کور البصیر والمراد نفی فضیلت شدھا وربطھا الا إلی ثلاثۃ مساجد قیل نفی معناہ نفی أی لا تشدوا إلی غیرھا لان ماسوی الثلاثۃ متساوٍ فی الرتبۃ غیر متفاوۃ فی الفضیلت وکان الترحل الیہ ضائعًا وعبثاً والحدیث إنما ورد نھیا عن الشد لغیر الثلاثۃ من المساجد لتماثلھا بل لا بلدٍ الا وفیھا مسجد فلا معنیٰ للرحلۃ إلی مسجد اخر ومزیۃ ھذہ المساجد لکونھا ابنیۃ الانبیاء علیھم السّلام ومساجدھم قلت ولان اللہ تعالیٰ ذکرھا فی کتابہ القدیم علی وجہ التعظیم والتکریم وفیہ إشارۃ الی ارجحیۃ القول لان المراد بقولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقویٰ ھو المسجد النبوی الخ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۱۹۰ ومشکوٰۃ شریف ص۶۸ وفی النسائی وشد الرحال کنایۃ عن السفر والمعنیٰ لا ینبغی شد الرحال والسفر من بین المساجد إلا الی ثلاثۃ مساجدٍ وقال شیخ تقی الدین السبکی لیس فی الارض بقعۃ لھا فضل لذاتھا حتیٰ تشد الرحال إلیھا لذالک الفضل غیر البلاد الثلاثۃ ج ۱ ص۱۱۲

ص۷۵۔ ثم الارض لك مسجد فحیث ما ادرکتک الصّلوٰۃ فصلے متفق علیہ۔ وانعم اللہ علیٰ اُمتی من رفع الجناح وتسویۃ الارض فی اداء العبادۃ فیہا متفق علیہ مرقات شریف شرح مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۲۳۰۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا رختِ سفر نہ باندھا جائے (ایک مسجد سے دوسری مسجد تک) مگر تین مساجد کے لیئے۔ مسجد الحرام، بیت المقدس اور میری یہ مسجد۔ متفق علیہ۔

مرقات شریف میں ہے۔ نہ باندھا جائے سامان سفر میں الرحال جمع رحل کی جو اونٹ کا کورہے اس سے مُراد ان تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کرنے کا مطلب ہے کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ باقی سب ثواب میں یعنی فضیلت میں برابر ہیں۔ ان تین مساجد کے علاوہ ثواب کی نیّت سے سفر کرنا عبث اور فضول ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ رخت سفر ان تین کے علاوہ نہ باندھا جائے۔ نہ کسی ایسے شہر کی طرف سفر کیا جائے جہاں مسجد جانا نیت ہو۔ ان مساجد کو ممتاز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ انبیائے کرام کی تعمیر اور مساجد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں تعظیم و تکریم سے اس کو یاد کیا ہے۔ جس سے بہتری مُراد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لمسجد اُسس علی التقویٰ سے مسجد نبوی علیہ السلام مُراد ہے۔ نسائی نے وضاحت کی ہے۔ رخت سفر نہ باندھنے سے مُراد یہ ہے کہ ایک مسجد سے دوسرے مسجد کو (ثواب کی زیادتی کے نیت سے) سفر نہیں کرنا چاہیئے مگر ان تین مساجد کو جائز ہے۔ شیخ تقی الدین سبکی نے کہاہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا ٹکڑا نہیں ہے۔ جسے ذاتی فضیلت حاصل ہو مگر یہ تین شہر۔ ترمذی کی بھی یہی روایت ہے۔

حضور نے فرمایا ہے۔ تیرے لیئے ساری زمین مسجد ہے جہاں تم پر نماز کا وقت آیا وہیں نماز پڑھ لے متفق علیہ۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر احسان فرمایا کہ عبادت میں تمام روئے زمین کو یکساں بنا دیا اور گناہ اٹھایا۔ (یعنی مسجد کے بغیر امم سابقہ نماز نہیں پڑھ سکتی تھیں ورنہ گناہ گار ہوتے اس اُمت پر اللہ نے یہ فضل فرمایا کہ مسجد میں نہ پڑھنے پر گناہ موقوف فرمایا)۔

تبلیغی جماعت کو چاہیئے کہ وُہ تضاعف ثواب میں سند پیش کرے اور مسجد رائے ونڈ کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت کثرت سے نصوص وارد ہیں۔ جبکہ تبلیغی جماعت ان سے فضیلت تبلیغ مراد کرتے ہیں جو ایک سنگین غلطی ہے بلکہ تحریف فی القرآن ہے۔ تبلیغی نصاب کے مؤلف کا قول ہے۔ میری کمزور نظر سے ساٹھ آیتیں ایسی گزری ہیں جو تبلیغ کی فضیلت میں ہیں۔ میں شوق بڑھانے کے لیئے چند آیات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہُوں۔ اُن میں سے ایک یہ آیت شریف بھی ہے:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ (تبلیغی نصاب لشتو صہ)

آیت مذکورہ فضیلت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نازل ہُوا ہے، اور یہ ان سے فضیلت تبلیغ مراد لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ محقق، مدقق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول وھٰذہ اٰیۃ یدل علی فضیلت الامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

(احیاء العلوم ثانی جلد صہ ۳۰۷)

محقق، مدقق امام غزالیؒ کا قول ہے کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ تفسیر احمدی لکھتا ہے

فالاٰیۃ یدل علی خیریۃ الامۃ ویدل ایضاً علی فضیلۃ الامر بالمعروف

دنھی عن المنکر صـ۲۱ ۔ یہ آیت افضلیت امت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسم تبلیغ اور اسم امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بہت بڑا فرق ہے:

کما فی نصول الشاشی۔ قولہ واختلاف الاسماء یدل علی اختلاف المعانی لان الاصل ان یکون لکل اسم مسمّٰی علیحدۃ صـ۴۱ اس کا قول ہے کہ ناموں کا اختلاف معانی کے اختلاف پر دال ہے۔ درحقیقت ہر اسم کے لیۓ اپنا الگ مسمّٰی ہوتا ہے۔

تفسیر احمدی کا صـ۲۱ ملاحظہ فرمائیں:

تأمرون بالمعروف ای بالایمان بمحمّد (صلی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) والقرآن او بجمیع الطاعات۔ وتنھون عن المنکر ای عن الکفر وسائر المعاصی۔

تأمرون بالمعروف سے حضرت محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم قرآن مجید یا جملہ طاعات پر ایمان لانا ہے۔

وتنھون عن المنکر سے مراد نہی اور کفر اور تمام معاصی ہے۔

تبلیغی نصاب مترجم پشتو صـ۱۱ پر مولانا زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ چند احادیث کا ترجمہ کرتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ تبلیغ کتنا اہم فریضہ ہے۔ جو یہ کام (تبلیغ) نہیں کرتے ان کے لیۓ سخت شرمندگی ہے۔ جبکہ مولانا صاحب نے تبلیغ کی حقیقت دماہیت کو نہیں بیان کیا ہے۔ کسی چیز کی معرفت کے بعد ہی اس پر حکم کیا جا سکتا ہے۔ جبتک پہچان حاصل نہ ہو حکم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کیا جائے تو وہ باطل ہوگا۔ جیسا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے شرح حسامی میں وضاحت کی

ہے۔ قولہ اسم الطریقۃ الحسنۃ وفی حاشیۃ لان حکم الشیٔ ابدا یکون عقیب ماھیۃ الشیٔ جلد اول ص۲۵۔ ہمیشہ کسی چیز کا حکم اسکی ماہیّت جاننے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ (جلد اوّل ص۲۵)

شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی شریف ص۵۱۸ جلد اوّل ملاحظہ ہو، ووجوب حمل اللفظ علی ما یعنی اعنی الذی ثبت بدلیل وان لا یحمل علی ما أی المعنی الذی لم یثبت بشیٔ من الدلیل۔ کسی لفظ کا وجوب تب ہوتا ہے جب دلیل سے ثابت ہو۔ جب اس کی ثبوت میں دلیل نہیں ہو تو وجوب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ مولانا زکریا صاحب کو چاہیئے کہ تارک تبلیغ کا عذاب نصوص سے ثابت کرے۔ کیونکہ شریعت محمدی میں مدعی پر ثبوت لازمی ہے۔ بیضاوی شریف ص۳۵۵ ملاحظہ ہو۔ قولہٗ فی قولہ تعالیٰ لولا یأتون علیھم بسلطان بین ای برھان ظاھر فان الدین لا یؤخذ الا بہ وفیہ دلیل علی أنما لا دلیل علیہ من الدینیات مردود وان التقلید غیر جائز۔ لولا یأتون بسلطان بین کی تفسیر میں لکھنا ہے یعنی دلیل واضح پس دین قوی دلیل کے بغیر نہیں لیا جا سکتا۔ دلیل قوی کے بغیر اس کا دین ہونا مردود ہے اور اندھی تقلید یعنی بغیر دلیل کے عمل کرنا جائز نہیں۔

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ

نیکی کا حکم کر اور بُرائی سے منع کر۔ (القرآن)

تبلیغی جماعت متوجہ ہو

سوال : عمل قلیل پر ثواب کیسے زیادہ ملتا ہے ؟

جواب : قد تقرر المبحوث ان المبحوث عنه الافضلية بمعنى اكثرية الثواب وانها لا يعرف الا باخبار الشارع ولا نعرف بالعقل۔ نبراس شرح عقائد النسفی ص ۳۴۹ بحث سے ثابت ہوا کہ شارع کے اطلاع کے بغیر کثرت ثواب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ عقل سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا یعنی عقل اس میں ناکام ہے۔

تبلیغی جماعت آئے اور ایک روپیہ پر (اپنے اوپر اس راستے میں خرچ کرنے سے) انچاس کروڑ کا ثواب اور ان کے مقبنہ راستے میں دو رکعت نفل کا ثواب انچاس کروڑ ثابت کرے۔ ملاحظہ ہو تفسیر خازن اعلموا ان مذهب اهل السنة والجماعة انه لا يثبت بالعقل ثواب الا عقاب ولا ايجاب ولا تحريم ولا غيرها الا بالشرع واما المعتزلة فيثبتون الاحكام بالعقل لا بالشرع۔ اہلسنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ ثواب وعذاب کا ثبوت عقل نہیں ہو سکتا۔ نہ ایجاب نہ تحریم اور نہ کوئی دوسرا عمل مگر شریعت سے ثبوت قبول ہے مگر معتزلہ احکام عقل سے ثابت کرتے ہیں۔

مولانا زکریا صاحب نے تبلیغی نصاب مترجم پشتو ص ۶ پر فرمایا ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ تبلیغ علماء کا فرض ہے، مگر یہ درست نہیں۔ تبلیغ ہر مسلمان کر سکتا ہے۔

ہمارے نزدیک زکریا صاحب کا یہ قول باطل ہے جیسا کہ ہم تصریح کرتے آئے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے اہل کار جب چھ نمبروں میں کمال حاصل کر سکتے ہیں تو مزید علم کی ضرورت محسوس نہیں کرتے حالانکہ یہ درست نہیں اور نہ یہ چھ نمبر سارے دین

پر محیط ہیں گو سارے دین کا دار و مدار کلمہ طیبہ پر ہے۔ مگر یہ حضرات اس کے معانی اور تشریح کرنے میں تحریف کے حد تک پہنچے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جہالت کے بارے میں رقمطراز ہیں فالمریض الجاهل اذا خلا بنفسه عن الطبيب قبل ان يتعلم الطب يعنى الفقهه تضاعف لا محالة مرضه فلا تليق العزلة الا بالعالم۔ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۶

مطلب یہ ہے کہ جاہل مریض کی طرح ہے۔ مریض جب حکیم یا ڈاکٹر سے دُور ہوتا ہے تو اس کا مرض بڑھتا ہے۔ بلکہ چند گنا ہو جاتا ہے۔ عالم کے بغیر عزلت اختیار کرنا لائق نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: طحطاوی کی عبارت وقالوا ان العالم لا يجب عليه السعى الى الجاهل لازالة جهلة وانما يجب على الجاهل ان يسعى ويسأل العالم فاذا ساله وجبت اجابته ووجب ارشادہ۔ یعنی عالم پر یہ واجب نہیں کہ وہ جاہل کے پاس اس کی جہالت کے ازالہ کے لیئے جائے۔ البتہ جاہل پر یہ واجب ہے کہ عالم کے پاس جائے اور پوچھے۔ جب اس سے پوچھے تو اس پر وہ ماننا اور اس کی تعمیل کرنی واجب ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ اللّٰهم انى اعوذ بك من حمى الجاهلية حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو حمیّت جاہلیّت سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ مگر یہ اپنی تکثیر جماعت کے نام لکھوانا لازمی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو احیاء العلوم کی عبارت ومهما كان القصد اقامة الجاه والاستكثار بالاصحاب والاتباع فهو هلاك الدين فى الحقيقة وقد ذكرنا وجه ذالك فى كتاب العلم۔ جلد ثانی ص ۲۳۶

یعنی جس کا یہ مقصد ہو کہ میرے ساتھی اور پیروی کرنیوالے زیادہ ہوں تاکہ میرا

دبدبہ قائم ہو تو حقیقت میں یہ شخص دین کا تباہی کرنیوالا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس مضمون کو ہم نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔

نیز تبلیغی نصاب کا نام بھی غلط اور مخش ہے۔ ملاحظہ ہو شرح الیاس کی عبارت النصاب فی اللغۃ الاصل وفی الشریعۃ مالا فی دونہ زکوٰۃ من المال جلد اوّل صـ۲۴۷۔ مطلب یہ ہے کہ نصاب عدد کے خاص مقدار کا نام ہے جہانتک مال کی مقدار پہنچنے سے اس میں زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے۔

اس نام رکھنے میں دوسری غلطی یہ ہے کہ نصاب علتِ مؤثرہ کو کہتے ہیں جیساکہ غایۃ التحقیق شرح حسامی میں مذکور ہے۔ قولہ وعندنا ھو ای النصاب فی اول الحول علۃ اسماً لانہ ای النصاب وضع لہٗ ای لایجاب الزکوٰۃ شرعًا ولھذا ایضاف الزکوٰۃ الیہ۔ ومعنا لکون النصاب مؤثراً فی حکمہ وھو الواجب صـ۲۷۰-۲۷۱ یعنی ہمارے نزدیک سال کے شروع میں اس علت کا نام ہے یعنی نصاب جو ازروئے شریعت زکوٰۃ کی فرضیت کے لیئے وضع کیا گیا ہے اور نسبت اس کے ساتھ زکوٰۃ کی ہے۔ نصاب ایک حکم مؤثرہ ہے جو واجب ہے۔

مَقَامِ جہالت

قولہ صدیق کل امرءٍ عقلہ وعدوہ جہلہ۔ عقد الفرید جلد ثانی صـ۹۲۔ ہر آدمی کا دوست اس کی عقل ہے، اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے۔

جب تبلیغی جماعت والے اپنی جانوں کے دشمن ہیں تو دوسروں کے کیسے دوست ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ طریقہ مسنونہ کے بھی دشمن ہیں۔ ملاحظہ ہو شافی کی عبارت التذکیر علی المنابر للوعظ والاتعاظ سنۃ الانبیاء والمرسلین جلد خامس صـ۲۹۹

منبروں پر وعظ و نصیحت انبیاء اور مرسلین یعنی رسولوں کا کام۔

(شامی جلد پنجم ص ۲۹۹)

کونسا گرد و غبار مانع جہنم ہے!

عن عبد الرحمان بن غنم قال سألت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ أسوك وأنا صائم قال نعم الی قوله وكذا الغبار فی سبیل اللہ لقوله علیه الصلوٰة والسلام من اغبرت قدماه فی سبیل اللہ حرمه اللہ علی النار انما یؤجر علیه من اضطر الیه ولم یجد عنه محیصا فاما من القیٰ نفسه فی البلاء عمداً فماله فی ذالك من الاجر شئ الخ فتح القدیر شرح ھدایہ شریف لمولانا ابن الھمام جلد ثانی ص ۲۷۱

حضرت عبد الرحمان بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں روزے کی حالت میں مسواک کروں۔ فرمایا ہاں اور اسی طرح اللہ کی راہ میں گرد و غبار کے بارے میں بھی (سوال کیا) (فرمایا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جن کے پیر اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے۔ اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے اور یہ اجر صرف اس کیلئے جو اسکے لیے ایسا مجبور کیا گیا ہو جس کا کوئی دوسرا چارہ کار نہ ہو۔ نیز فرمایا جو کوئی خود اپنے آپ کو قصداً اسی مصیبت میں ڈالے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لمولانا ابن الھمام جلد دوم ص ۲۷۱

خُلاصہ مُسوّدہ ہٰذا

مُسودہ ہذا کا خلاصہ یہ ہے ۔۱۔ تبلیغی جماعت لغوی تبلیغ کرتے ہیں ۔یہ شرعی نہیں ۔
کما صرحنا۔

۲۔ کلمہ تجید کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا درست بلکہ مستحب ہے ۔تبلیغی جماعت اسے ناجائز گردانتے ہیں کما ذکرنا ۔

۳۔ تبلیغی جماعت کلمہ توحید کے معانی غلط اور تحریف فی القرآن کی حد تک بیان کرتی ہے جس کا کوئی جواز نہیں ۔

۴۔ تبلیغی جماعت ماسوی اللہ تمام مخلوق کو محض مجبور اور کاسب افعال تسلیم نہیں کرتی جو جبریہ کا عقیدہ ہے اس کی پوری تحقیق سے ہم نے وضاحت کی ۔
ص۷ تا ص۲۲

۵۔ قرآن وحدیث میں راہِ خدا کی جو فضائل وارد ہیں تبلیغی جماعت ان کو اپنے خودساختہ مساعی پر دال کرتی ہے جو سراسر ظلم ، تحریف فی الدّین اور جہالت ہے ۔جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے ۔

۶۔ قرآن وحدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں جو فضائل ہیں وہ تبلیغی جماعت تبلیغ لغوی کے لئے خاص کرتی ہے جو تحریف فی الدّین سے کم نہیں ۔

۷۔ تبلیغی جماعت چھ نمبری تبلیغ کرتی ہے جو اصول شریعت کے خلاف ہے کما صرحنا ۔

۸۔ ساری عمر میں چار مہینے ، سال میں چالیس دن ، شب جمعہ کو تبلیغی مرکز میں

حاضری، اپنے محلہ میں گشت اور روزانہ تبلیغی نصاب کی تعلیم یہ تعین عین بدعت ہے۔ فقہائے مذاہب اربعہ اور سلف صالحین سے کوئی ثبوت منقول نہیں۔

۹۔ اعمال قلیلہ میں ثواب کا تضاعف مساجد ثلاثہ اور جہاد بالسیف کیساتھ خاص ہیں یا اُن اعمال کے ساتھ جن کی شارع نے خبر دی ہے۔ تبلیغی جماعت کی تضاعف ثواب ان کا خود وضع کردہ ہے لہٰذا اس جماعت سے احتراز ضروری ہے۔

۱۰۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مستحق صرف علمائے حقانی (اہلسنت والجماعت) اور شیوخ طریقت ہیں۔ کما ذکرنا۔

۱۱۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہم کار رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی کامل شیخ طریقت سے فیض حاصل کرنا عبث ہے۔ کیونکہ اس کام سے (جو ان کا خود ساختہ ہے) بڑھ کوئی عمل نہیں۔ پھر اگر بعیت بھی کر لیتے ہیں تو اُن سے جو ان کے وضع کردہ اصولوں سے ان سے کہیں زیادہ پابند ہو۔

۱۲۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک بعیت صرف جائز حد تک ہے پھر ان سے انکی طرح راہ بھٹک چکے ہیں حالانکہ علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے۔ احکام ظاہرہ، نماز روزے کو سبھی جانتے ہیں کہ فرض عین ہے اور ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ اعمال باطنہ اور محرمات باطنہ کا علم جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں چونکہ یہ باطنی اعمال بھی ہر شخص پر فرض عین ہیں تو ان کا علم بھی سب پر فرض عین ہے۔

بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم سورۃ توبہ ص ۴۹۰-۴۸۹ بقلم مفتی محمد شفیع صاحب

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۝

(۷ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ ، ۱۲ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعہ شریف وقت ساڑھے تین بجے سہ پہر)

عقائدِ المسلمین

فی

ردِّ عقائدِ الملحدین

از

تصنیف فقیر سیّد احمد علی شاہ نقشبندی مجددی سیفی

فاضل

دار العلوم حقّانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)

ساکن

شالپین ضلع سوات

تقریظ لکھنے والے علماء کرام

(نوٹ) اختصار کے پیشِ نظر تقریظ لکھنے والے علماء کرام کے صرف اسمائے گرامی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مولانا مفتی عبد السبحان قادری شیخ الحدیث دار العلوم سبحانیہ ڈرگ کالونی کراچی

مولانا صوفی اورنگ زیب نقشبندی، مجددی معصومی سیدو شریف، سوات

مولانا عبد الستار نقشبندی، سیفی مدرس دار العلوم قادریہ المرکز القادری کراچی

مولانا محمد وسایا الخطیب صدر جماعت اہلسنّت کراچی

مولانا حافظ شیر خان نیازی کراچی

مناظر اہلسنت مولانا قاضی عبد المطلب ناظم جمعیت علمائے اہلسنّت۔ سوات

مولانا عبد الخالق نقشبندی مدرس ضیاء العلوم آگرہ تاج کالونی۔ کراچی

مولانا محمد یوسف نعیمی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت۔ کراچی

مولانا ظاہر شاہ میاں مفتی اعظم صوبہ سرحد، مدین سوات

مولانا عبد العلیم قادری ناظم اعلیٰ دار العلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ کالونی۔ کراچی

مولانا حاجی سعید گل ایم اے نقشبندی، مجددی، قادری، سیفی۔ کراچی

مولانا سید حسین شاہ خطیب جامع مسجد مدینہ شیر شاہ۔ کراچی

مولانا عبد القیوم غالیگی ضلع سوات

پیر طریقت الحاج مولانا سید محمد شیریں قادری خطیب جامع مسجد ناجیہ، مہاجر کیمپ

مولانا پیر سید اکبر علی شاہ بخاری اورنگی ٹاؤن۔ کراچی

مولانا سراج الحق قادری۔ نقشبندی، چشتی، سہروردی سراج پورہ۔ مردان

مولانا خورشید احمد شاہد القادری باغ گنڈی۔ ضلع دیر

مولانا قاضی فضل الرحمٰن (مرحوم) امان کوٹ۔ سوات

مولانا محمد رحیم خطیب مدینہ جامع مسجد (مدینہ بستی) فرنٹیئر کالونی، کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ الّذی جعلنا علیٰ عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وحفظنا من عقیدۃ الوھابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضالۃ وَالصّلوۃ والسّلام علی سیّدنا محمّدؐن الذی حکم علی الوھابیۃ یا الشقاوۃ وعلی اٰلہٖ واصحابہٖ الّذین حکموا علی الوھابیۃ بشرار الخلق الضالۃ۔

اما بعد: قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ عرصۂ دراز سے برّصغیر ہند و پاک میں بعض طاقتیں یہاں کے مسلمانوں کے عقائد متزلزل کرنے میں منہمک ہیں جہاں تک راسخ العقیدہ مسلمانوں کا تعلّق ہے۔ وہ ان کے جالوں میں نہیں پھنس سکتے۔ لیکن وہ مسلمان جو بالکل ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے ہیں ان قوتوں کی جانب سے عقلی دلائیل دیئے جانے اور آیاتِ قرآنی کی غلط تاویلات اور تشریحات کے ذریعے صحیح عقائد سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جو ایک بہت بڑا قومی اور مذہبی المیہ ہے۔

برّصغیر پاک و ہند لادینی۔ فاشزم اور دہریت کے بیچوں بیچ ہے۔ وثوق سے یہ امر مسلم ہے۔ کہ وہ دن دور نہیں کہ غلط عقیدوں کے بل بوتے پر ہی باطل دہریانہ اور فاشزانہ نظام آجائے۔ وقت للکار للکار کر ہمیں اس امر پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ مسلم قومیت کو اس خطرے سے آگاہ کیا جائے۔ جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اسلاف کے اقدار اپنائیں۔ اور اپنے آبا و اجداد ہی کے صحیح عقائد پر ایمان رکھیں۔

یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کی کافی ساری تعداد باطل قوتوں کے سبز باغات دکھانے کے بدولت صحیح عقیدے سے ہٹ چکے ہے۔ اور غلط عقائد کی پرچار پورے زور شور سے کی جارہی ہے۔ جس کا ثبوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج سے تقریباً پندرہ بیس سال قبل اِس ملک کے مسلمانوں کے عقائد کیا تھے؟ اور آج نوبت کہاں سے کہاں تک جا پہنچی ہے۔

باطل عقائد کا اجراء کوئی نئی بات نہیں۔ کافی عرصے سے ان کی ترویج واشاعت کا سلسلہ رواں دواں ہے۔ پورے ملک میں اِن کی بیج بوئی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ "پنج پیر" (تحصیل صوابی ضلع مردان) نامی گاؤں میں اِن کی جڑیں کافی گہرائی تک چلی گئی ہیں۔ جو آئے دن نجدیت وہابیت اور خارجیت کے غلط عقائد لوگوں کے اذہان تک پہنچائے جارہے ہیں۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ آج مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اِس کشمکش میں ہے۔ کہ اہل سنّت والجماعت کے عقائد صحیح ہیں یا کوئی دوسرے۔ اِس فکر کو مقصد بنا کر اِس چھوٹے سے رسالے میں بعض دینی کتب کا حوالہ دیتے ہوئے بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ کونسا مسلک صحیح اور موجب رضائے الٰہی ہے۔ اور کونسا عقیدہ باطل ہے۔ یاد رہے کہ کئی سو سال قبل سرزمین عرب میں نجدیت وہابیت کا فتنہ اُٹھا۔ جسے اُس وقت کے علمائے کرام اور دانشوروں نے کوئی اہمیّت نہیں دی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج پوری سرزمین عرب نجدیت وہابیت کے رنگ میں رنگی ہے۔ جن میں اکثر ممالک، شام۔ عراق۔ فلسطین۔ لیبیا۔ یمن وغیرہ آج اپنے عقائد اور اقدار کو خیر باد کہہ کر وہریانہ کمیونزم نظام

اپنا چکے ہیں۔ اور اب اُن ممالک کی ہمیشہ یہی کوشش ہے۔ کہ باقی مسلمانوں دُنیا بھی اُن کی تقلید میں ویسا ہی کریں۔ یہ اپنے صحیح عقائد سے ہٹنے کی سزا ہی تو ہے۔ کہ عرب دُنیا باطلِ قوت (اسرائیل) کے پیروں تلے دبی ہوئی ہے۔

اگر تاریخ عالم خصوصاً تاریخ اسلام کی ورق گردانی کی جائے۔ تو ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ صحیح اور درست عقائد کی بناء پر دورِ خلفائے راشدہ میں مُملکتِ اسلامیہ کی حدُود کہاں سے کہاں تک بڑھتی جارہی تھیں۔ پھر ایسا دور بھی آیا کہ باطلِ قوتوں نے ان میں غلط عقائد درآمد کئے اور بغداد اور دمشق جیسے اِسلامی مملکت کے پایۂ تختوں میں مُناظروں کا بازار گرم ہونے لگا۔ اور ہر ایک اپنا عقیدہ درست ثابت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فتنۂ تاتار نے اُنھیں آگھیرا۔ جس کا کفارہ بغدادُ کی تباہی اور آس پاس کے اِسلامی ممالک خراسان و ایران کی بربادی کی صورت میں ادا ہوا۔ وہی بغداد جو علم و فن کی آماجگاہ تھا۔ آج تاتاری یلغار سے اِس قدر روندا گیا۔ جلایا گیا۔ تاریخ شاھد ہے۔ کہ کئی کئی دِنوں تک دریائے فرات کا سطح جلے ہوئے کاغذات سے پٹا پڑا تھا۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے۔ تو آج اِس ملک میں بھی طرح طرح کے عقائد درآمد ہوئے ہیں۔ جنہیں لوگوں پر ٹھونسنے کے لئے ہر طریقے سے کام لیا جارہا ہے۔ کہیں طبع شُدہ چارٹ نمایاں جگہوں پر لگائے گئے ہیں۔ تو کہیں تبلیغ کا رنگ غالب ہے۔ اور بعض مقامات پر تو مناظروں کی محفل جمی ہوئی ہوتی ہے۔ جبکہ شمال میں روُسی (تاتاری) اور جنوب میں ہندو فاشزم کے ناگ اپنے پھن پھیلائے

اِس انتظار میں ہیں۔ کہ کب وہ وقت آئے گا۔ کہ ان راسخ العقیدہ مسلمانوں کے عقائد کمزور ہو کر اس حد تک پہنچ جائیں کہ معمولی دعوت پر وہ اُن کو لبیک کہہ سکیں۔

جہاں تک ایک عالمِ دین کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو بتایا جارہا ہے کہ خدارا عقل کے ناخن لو۔ اور اپنے آباد اجداد سے ورثے میں ملے ہوئے صحیح اسلامی عقیدے کو اپنا کر راہ نجات حاصل کرو۔ جن کی تفصیل دینی کتب کے حوالوں سے دی جاتی ہے۔ بہتر ہوگا۔ کہ انھیں اپنے دِلوں پہ نقش کرکے اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ یہ کہ۔

(۱) ہم اہل سُنّت والجماعت خصوصاً حنفیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سُنّت پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ دُعا کرنا مُستحب اور جائز ہے بعض حضرات اسے حرام اور بدعت خیال کرتے ہیں۔ جو کوئی بھی اسے حرام اور بدعت سمجھے۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) نور الایضاح صہ ۱۹۵ (۲) بحر الرائق صہ ۳۴/۱۸ (۳) تفسیر ابنِ عباس صہ ۳۵۵ (۴) طحطاوی صہ ۱۸۷ (۵) فتاویٰ نور الہدیٰ صہ ۵۴ (۶) کبیری صہ ۳۳۱ (۷) منظہر الحق صہ ۸ مصنف سیّد احمد علی (۹) البصائر صہ ۱۲۱ مصنف مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی مردان (۱۰) تسہیل البخاری مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۱) تسہیل المشکوٰۃ صہ مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۲) تسہیل الترمذی صہ مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۳) الذخائر صہ ۲۷ مولانا کفایت اللہ دیوبندی ڈاگئی مردان۔ (۱۴) السیف المبیر صہ ۳۵ مصنف مولانا حمد اللہ جان دیوبندی (۱۵) الحجج البیّنات امام اہلسنت والجماعت شائستہ گل صاحب (۱۶) المسائیل المنتخبہ

ص۲۸ مصنف حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب پر مولی ضلع مردان۔ (۱۷) اعلام المؤمنین ص۳۵ حضرت مولانا سید احمد شاہ اخون کلے ضلع سوات (۱۸) تنویر الایمان ص۱۶۲ حضرت مولانا سید احمد شاہ دیوبندی (۱۹) الصواعق الربانیہ مصنف حضرت مولانا ظاہر شاہ میاں بریلوی مدین ضلع سوات (۲۰) المسائل الستہ ص۶۷ مصنف مولانا عبد المتینؒ دیوبندی ترنگ سوات۔ (۲۱) اطفاء الفتن ص۷ حضرت مولانا کفایت اللہ دیوبندی ڈاگئی ضلع مردان (۲۲) الحجتہ المنقولتہ ص۲ مصنف مولانا شائستہ گل صاحب متہ ضلع مردان (۲۳) نقائش مطلوبہ ص مصنف مولانا سبحان الدین دیوبندی کوکارئی سوات (۲۴) ضیاء الصدور ص۳۸ مصنف مولانا ظاہر شاہ میاں صاحب مدین ضلع سوات (۲۵) دعا بعد السنن والنوافل ص۱۶ مولانا ظاہر شاہ میاں صاحب مدین سوات (۲۶) خزینتہ الاسرار ص۱۴۰ (۲۷) مراقی الفلاح ص۱۸۶ (۲۸) خلاصتہ الکلام ص۱۷۹ (۲۹) اثبات الاغراض ص۱۴۰ حضرت مولانا شائستہ گل صاحب بریلوی (۳۰) اثبات الدعاص مولانا شائستہ گل صاحب (۳۱) صحیح مسلک علامہ شمس الحق افغانی صاحب رح دیوبندی (۳۲) ارشادات نصیری دشیخ الحدیث مولانا نصیر الدین دیوبندی) (۳۳) سنن الہدیٰ ص۲ از مولانا عبد الجبار بحرین سوات (۳۴) عین التقویٰ ص۱۹ مصنف مولوی فضل ودود صاحب دیوبندی (۲۵) اظہار حق ص۶۷ مصنف ظاہر شاہ میاں صاحب۔

---

(۲) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو ظہر اور عصر کے درمیان قضا عمری پڑھنا

ہمارے اسلاف کا عمل ہے۔ اس میں تضاعف اجر ہے۔ یہ عمل جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اس عمل کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو بھی اسے بدعت اور ناجائز سمجھتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) الہندیہ ص۱۶۷ ج۱ (۲) قاضیخان ص۵۶ ج۱۰ (۳) شامی ص۴۶۹ ج۱ (۴) طحطاوی ص۲۶۸ (۵) زاد اللبیب ص۱۸ (۶) تذکرۃ الواعظین ص۱۶۹ (۷) نورالہدیٰ ص۴۸ (۸) اثبات الاغراض ص۱۰۳ (۹) جاء الحق ص۳۹۳ (۱۰) روح البیان ص۴۲ الجزء السابع ص۴۰۵ ج۳۔

---

(۳) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ عمامہ باندھنا طریقۂ سنت ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی و خارجی ہے

بحوالہ (۱) اشعتہ اللمعات لباس ص۵۴۵ ج۳ (۲) مظاہر حق ص۵۵۴ ج۳ (۳) مسند الامام الاعظم ابی حنیفہ ص۱۱۶ (۴) ابن ماجہ لباس ص۲۶۴ (۵) شمائل ص۵۰۳ (۶) ابوداؤد شریف ص۵۶۳ ج۶ (۷) نسائی ص۳۵۵ (۸) ترمذی شریف ص۲۱۶ ص۲۱۹ (۹) اصلاح المسلمین ص۱۱ (۱۰) بدیع الصنائع (۱۱) احکام اللباس علی عادۃ الناس ص۳ (۱۲) قاضیخان ص۶۵ (۱۳) درمختار ص۹۱ (۱۴) خلاصۃ الفتاویٰ ص۵۸ ج۱

---

(۴) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ ہر وہ مومن جس سے موت تک اظہار کفر نہیں ہوا ہو تو وہ وصال کے بعد بھی مومن ہے۔ وہابی اور خارجی اس میں شک کرتے ہیں۔ جو کوئی اس کے ایمان میں شک کرے۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۸۸ ج ۱ سورہ العمران (۲) بحر الرائق صفحہ ۱۷۱ ج ۲ (۳) تفسیر روح البیان صفحہ ۴۷۹ ج ۵ (۴) بریقہ صفحہ ۲۶۷ ج ۲ (۵) مظہر الحق صفحہ ۱۶ (۶) اثبات الاغراض صفحہ ۶۸۔

---

(۵) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ماہ رمضان کے تیسویں شب کو سورۃ عنکبوت اور سورۃ روم کی تلاوت کرنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے ناروا سمجھے وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) تفسیر ابوالسعود اخر سورۃ العنکبوت صفحہ ۲۶۴ ج ۲۰ (۲) تفسیر ابوالسعود اخر سورۃ الروم صفحہ ۲۸۸ ج ۲ (۳) جنت الفردوس صفحہ ۶۵ (۴) ارشاد الطالبین صفحہ ۲۳۳ (۵) انیس الواعظین صفحہ ۳۰

---

(۶) ہم اہلِ سنت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اذان دینے سے پیشتر یا بعد میں حضورؐ پر درود وسلام نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اسے ناجائز سمجھتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) شفا شریف صفحہ ۱۲۹ ج ۲ (۲) الجامع الصغیر صفحہ ۹۱ ج ۲ (۳) القول البدیع صفحہ ۱۹۳ (۴) فتاوی کبری صفحہ ۱۲۹ ج ۱ (۵) اعانۃ الطالبین صفحہ ۲۲۳ ج ۱ (۶) جواہر البحار صفحہ ج ۴ (۷) اوضح البیان فی تائید احسن البیان صفحہ ۲۴ (۸) کبیری صفحہ ۳۷۸ (۹) فتاوی وددیہ صفحہ ۱۱ ج ۱ (۱۰) انوار العرفان صفحہ ۷ (۱۱) احسن البیان صفحہ ۵۰ (۱۲) فتاوی جماعتیہ صفحہ ۱۲۵ (۱۳) تبلیغی نصاب

لحاف والا فضائل درود شریف) ص ۷۷/۵۲ (۱۴) معارف القرآن ص ۱۲۷ ج ۲

(۱۵) جنتی زیور دوسرا حصہ (جنتی کالے) ص ۱۲۵ (۱۶) فتاویٰ نوریہ

ص ۱۸۲ ج ۱ (۱۷) مسلم شریف ص ۱۶۶ ۔

---

(۷) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ کراماتِ اولیاء درحیات اور بعد از ممات ثابت ہیں۔ لیکن وہابی اور خارجی کرامات بعد از ممات سے اِنکاری ہیں۔ جو کوئی کرامت بعد الموت سے منکر ہو۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) ترمذی شریف ص ۲۰۲ ج ۲ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۵ (۳) تفسیر روح البیان ص ۴۷۸ (۴) تفسیر روح المعانی پارہ ۲۸ ص ۱۰۸ (۵) تفسیر کنز الایمان ص ۳۳ (۶) ریاض الصالحین ص ۵۲۳ (۷) خطبات الاحکام اشرف علی ص ۱۶ (۸) البصائر ص ۱۱ حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد اللہ۔

---

(۸) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو علماء، طلباء اور حفاظ صاحبان جب بھی ختم قرآن شریف فرماتے ہیں۔ اُنھیں بطریق احسان طعام اور روپے پیسے دینا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی بھی اُسے حرام اور بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) فتاویٰ عزیزیہ ص ۹ ج ۱ (۲) حدیقیہ ص ۲۵۶ (۳) البصائر ص (۴) اثبات الاغراض ص ۱۹۵ (۵) الخیرات الاحسان مولانا ظفر الدین ص ۹۳

(۶) قاضی خان درباب الاجارہ) صـ ۱۹ (۷) مجمع الانہر صـ ج ۲ ۳۸۴ (۸) درِّ مختار صـ ج ۲ ۴۲۶

(۹) فتاویٰ حامدیہ صـ ج ۲ ۱۲۶ ۔

---

(۹) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ مرُوجّہ دورۂ اسقاط جائز اور مستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) طحطاوی، مراقی الفلاح صـ ۲۳۹ (۲) فتاویٰ عالمگیری صـ ج ۱ ۱ (۳) خلاصۃ الفتاویٰ صـ ج ۱ ۱۹۲ (۴) شامی صـ ج ۱ ۲۸۷ (۵) جامع الفوائد صـ ۶۳-۶۴ تسہیل المشکوٰۃ صـ (۶) البصائر صـ ۱۲۹ (۷) تسہیل الترمذی صـ (۸) ضیاء الصدور صـ ۴۲ (۹) تسہیل البخاری صـ (۱۰) ارشادات نصیری صـ ۳ (۱۱) الصّواعق الرّبانیہ صـ ۶۳ (۱۲) اظہارِ حق صـ ۷۵ ۔

---

(۱۰) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دُعا جائز اور مُستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دُعا کو بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) مشکوٰۃ شریف صـ ۱۳۸ (۲) ابوداؤد شریف صـ ج ۱ ۲۵۶ (۳) ابنِ ماجہ صـ ۱۰۹ (۴) دُرِّ مختار صـ ۲۲۹ (۵) جاءالحق صـ ۶۷۴ (۶) مبسوط صـ ج ۲ ۶ باب غسل المیّت (۷) اظہارِ حق صـ ۶۹ ۔

(۱۱) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ لیکن وہابی اور خارجی قبروں میں حیاتِ انبیاء علیہم السّلام کے منکر ہیں۔ اور جو کوئی حیات الانبیاء علیہم السّلام کے منکر ہیں جیسے کیماڑی کراچی کا ڈاکٹر عثمانی۔ وہ ہی تو وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) نسائی شریف ص۲۳ ج۳ غنائم (۲) البصائر ص۷ (۳) تبلیغی نصاب فضائل درود ص۲۲ (۴) الصّواعق الرّبانیہ ص۲۶ (۵) عقائد علمائے دیوبند مصنّف خلیل احمد ص۲۲۱ (۶) السیف الجبیر ص۴۷ (۷) صاوی رکوع ۱۵ پ۴ ص۱۳۲ سورۂ العمران پ۴ (۸) عمدۃ الرعایۃ غنائم ص۲۵۳ ج۲ (۷) نزہتہ المجالس ص۱۹۹ (۸) مدخل ص۲۱۵ ج۱ (۹) زرقانی علی المواہب ص۳۵ ج۸ (۱۰) علم خیر الانام ص۱۱۲۔

---

(۱۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ مزارات انبیاء علیہم والسّلام اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم پر حاضری دینا خواہ وہ دُور ہو یا نزدیک، اُن کی عزت، حُرمت اور برکت پر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا اور اپنی حاجات میں اُنھیں وسیلہ بنانا جائز اور باعث ثواب وبرکت ہے۔ جسے وہابی اور خارجی شرک اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اِس قسم کے زیارات اور سوالوں کو شرک اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ خود ہی وہابی اور خارجی ہے۔
بحوالۂ (۱) بریقہ ص۲۶۱ (۲) شامی ص۳۵۰ ج۱ (۳) نورالایضاح ص (۴)

طحطاوی ص (۵) فتاوی عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ (۶) شامی ص ۸۳ ج ۱ (۷) فتاوی
عزیزی ص ۱۷ (۸) ریاض الصالحین ص ۲۵۹ (۹) تسہیل المشکوٰۃ ص (۱۰)
تسہیل البخاری ص (۱۱) تسہیل الترمذی ص (۱۲) اثبات الاعراض
ص ۷۱ (۱۳) شامی ص ۲۵۴ ج ۵ ص ۳ ج ۱ (۱۴) حصن حصین ص ۱۵ (۱۵) خزینۃ
الاسرار ص ۱۴۳ (۱۶) فتاوی برہنہ ص ۳۲۱ ج ۱ (۱۷) الصواعق الربانیہ ص
(۱۸) ضیاء الصدور ص (۱۹) تبلیغی نصاب بستر بند پارٹی والافضائل
الذکر ص ۱۳۴ فضائل درود ص ۵۳ (۲۰) عقائد علمائے دیوبند ص (۲۱)
عمدۃ الرعایہ ص ۴۸ ج ۱ مقدمہ (۲۲) شواہد الحق ص ۸۲، ص ۷۶-۷۷ (۲۳)
مراق الفلاح مقدمہ ص ۱۱ (۲۴) شرح الوقایہ ص ۲ ج ۱ (۲۵) مدارک
ص ۲۳۲ (۲۶) مشکوٰۃ شریف باب الفضل الفقراء ص ۴۳۹ فصل دوم (۲۷)
ترمذی ص ۵۱۵ (۲۸) الاشباہ ص ۳۷ (۲۹) نسائی شریف ص ۶۴ ج ۲ (۳۰)
قطب الارشاد ص ۴۲ (۳۱) روح البیان ص ۲۹۸ ج ۱ (۳۲) دعا بعد السنن
والنوافل ص ۲۱ (۳۳) المسائل الستہ ص ۴۸ (۳۴) مشارق الانوار ص ۱۸
(۳۵) طریقۂ محمدیہ ص ۴۲ ص ۱۵۵ (۳۶) جاء الحق ص ۲۰۶ ج ۱ (۳۷) تفسیر نور العرفان
ص (۳۸) منہاج السنن شرح جامع السنن الامام الترمذی ص ۶۵
(۳۹) راہِ عقیدت ص (۴۰) فیصلۂ حق و باطل ص (۴۱) راہ حقیقت
ص (۴۲) الحجج البیات فی الثبوت الامتحانۃ من الاموات المعروف
بدلائل سیفیہ ص ۴ (۴۳) سیف المقلدین ص ۳۸۲ ج ۲ (۴۴) شامی
ص ۳ ج ۱ (۴۵) الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ص ۵۴ ج ۳

(۱۳) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ نمازِ عیدین کے بعد دُعا جماعت کے ساتھ روا اور باعث ثواب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے حرام اور بدعت کہتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔
بحوالہ (۱) بخاری شریف ص ۱۳۴ ج ۱ (۲) فیض الباری ص ۴۱۷ ج ۲ (۳) تسہیل المشکوٰۃ ص (۵) بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی۔

---

(۱۴) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ دُعا جماعت کے ساتھ بعد از نمازِ استسقاء جائز اور باعث ثواب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔
بحوالہ (۱) بخاری شریف ص (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۳ (۳) اثبات الاعراض ص ۱۳۸۔

---

(۱۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے
کہ عید کے دِن مُصافحہ کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اسے جو کوئی حرام اور بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالہ (۱) قطب الارشاد ص ۲۸۱ (۲) تسہیل المشکوٰۃ ص (۳) طحطاوی ص ۳۱۹ (۴) اُلاَدِلۃُ الواضحہ لاستنان المصافحہ ص ۳ مصنّف حضرت علّامہ شائستہ گل صاحب لنڈی شاہ (کاٹلنگ) مردان۔

(۱۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ ذکر بالجہر جائز اور مستحب ہے جیسے وہابی اور خارجی حرام اور بدعت کہتے ہیں جو کوئی اسے حرام اور بدعت سمجھے۔ درحقیقت وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) جاء الحق ص ۳۴۴ ج ۱ (۲) مشکوٰۃ شریف (۳) بُخاری شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۱۱۶ ج ۱ (۴) تبلیغی نصاب فضائل ذکر ص ۱۳۲ (۵) احیاء العلوم للغزالی ص ۳۰ ج ۱ (۶) دُرِّ منثور الامام السیوطی الشافعی ص ۲۱۴ ج ۲ (۷) تفسیرات احمدیہ لملاجیون الحنفی ص ۲۰۷ (۸) تفسیر خازن ص ۹۴ ج ۱ (۹) تفسیر کبیر ص ۳۴ ج ۲ (۱۰) تفسیر روح البیان ص ۳۲ ج ۱ (۱۱) تفسیر فتح البیان ص ۲۰۳ ج ۱ (۱۲) مشکوٰۃ شریف ص ۸۸ (۱۳) الشعۃ اللمعات ص ۱۸ ج ۱ (۱۴) شرح مسلم علی حاشیہ مسلم شریف ص ۲۳۷ ج ۱ (۱۵) الشعۃ اللمعات ص ۱۸۰ ج ۲، ص ۴۱۸ ج ۱ (۱۶) فتاویٰ خیریہ ص ۱۸۱ (۱۷) نووی شرح مُسلم شریف ص ۳۵۲ ج ۲ (۱۸) مرقاۃ شریف ص ۵۶ تا ۵۸ ج ۵ (۱۹) مُسلم شریف ص ۳۵۵ ج ۲ (۲۰) مرقاۃ ص ۱۷۲ ج ۲ (۲۱) تفسیر صاوی ص ۶۵ ج ۱ (۲۲) شامی ص ۶۱۸ ج ۱ (۲۳) طحطاوی ص ۱۹۰ (۲۴) فتاویٰ امدادیہ ص ۴۵ ج ۴ (۲۵) عالمگیری ص ۹۴-۹۰ ج ۴ (۲۶) الشعۃ اللمعات ص ۱۷۷ ج ۲ (۲۷) فتاویٰ عزیزی ص ۱۷ ج ۱ (۲۸) فتاویٰ حدیثیہ ص ۶۵ (۲۹) فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۴ ۔

---

(۱۷) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ اگر وصیّت کے مطابق مُردے کے حق میں خیرات کی جائے۔ یا اگر اُس کا بالغ وارث یا غیر وارث بالغ اس کے حق میں پہلے دِن یا دُوسرے دن خاص رضائے الہٰی اور میّت کی مغفرت کے لئے خیرات کرے

بشرطیکہ اُس میں ریا یا مہمان نوازی کا شائبہ تک نہ ہو۔ نہ صرف جائز، باعث ثواب بلکہ مردے کے لئے باعثِ مغفرت ہے۔ اِس قسم کے خیرات کو وہابی اور خارجی حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اِسے حرام سمجھے وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) لمعات ص ج ۱ ۷۱۶، ص ۱۶۱ (۲) فتاویٰ برہنہ ص ج ۱ ۳۶۳ (۳) فتاویٰ عزیزیہ ص ج ۱ ۴۰ (۴) تفسیر روح البیان ص ج ۲ ۶۶۹ (۵) شامی ص ۶۳۰ (۶) ریاض الصالحین ص ۳۷۱ (۷) شرعۃ الاسلام ص ۵۶۸ (۸) طحطاوی ص ۳۷۳ (۹) مجموعہ سلطانی (جنازہ) ص ۶۹ (۱۰) فتح القدیر ص ۳۶۵ (۱۱) کبیری ص ۶۵۸ (۱۲) آفتاب انوار صداقت ص ۴۳۸ (۱۳) نسائی بر حاشیہ ص ۶۹ (۱۴) شرح الصدور ص ۵۷ (۱۵) الصواعق الربانیہ ص ۶۰ (۱۶) تسہیل المشکوٰۃ ص (۱۷) تسہیل البخاری ص (۱۸) تسہیل الترمذی ص (۱۹) البصائر ص ۱۴۱ (۲۰) بخاری شریف ص ج ۲ ۸۱۵ (۲۱) ضیاء الصدور ص (۲۲) السیف المبیر ص (۲۳) شرح شرعۃ الاسلام ص ۵۶۸ (۲۴) طحطاوی ص ۳۳۸ (۲۵) مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴ (۲۶) المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ تصنیف مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندی، ص ۳۰۹۔

---

(۱۸) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بسلسلۂ تعریف "مصر" کے چہار رکعت فرض احتیاطی ظہر بعض مواضع میں بسبب تعدد اور اختلاف کے نہ صرف جائز بلکہ لازم ہیں۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) فتاویٰ عالمگیری صہ ۱۴۵ ج ۱ (۲) کبیری صہ ۵۵۲ (۳) منحتہ الخالق صہ ۱۴۳ ج ۱ (۴) شامی صہ ۱۵۸ ج ۱ (۵) تفسیر احمدی صہ ۴۷۲ (۶) مجموعتہ الفتاویٰ صہ ۲۶ ج ۱ (۷) فتح القدیر صہ ۱۵۸ ج ۱ (۸) قاضی خان صہ ـــ (۹) فتاویٰ خیریہ صہ ۲۱ (۱۰) ویرجندی صہ ۱۶۸ ج ۱ (۱۱) صغیری صہ ـــ (۱۲) خلاصتہ الفتاویٰ صہ ۱۴۹ (۱۳) مجموعتہ خانی صہ ۱۰۲ (۱۴) جواہر صہ ـــ (۱۵) جامع الرموز صہ ۱۱۵ ج ۱ (۱۶) اثبات الاغراض صہ ۱۰۴

---

(۱۹) ہم اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ غیراللہ کو ندا کرنا صحیح اور جائز ہے جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی نداغیراللہ کو (جیسے یارسول اللہ۔ یاحبیب اللہ شرک کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) کنوزالحقائق صہ ۲۰۴ ج ۲ (۲) مُسلم شریف صہ ـــ (۳) بخاری صہ ـــ (۴) مشکوٰۃ شریف صہ ۸۵ (۵) وفاءالوفاد صہ ۴۲۴ ج ۲ (۶) قصیدۂ امام اعظم صہ ـــ (۷) شفاء السقام صہ ۴۶ (۸) مراقی الفلاح صہ ـــ (۹) فتاویٰ عالمگیری صہ ۱۳۶ ج ۱ (۱۰) فتاویٰ خیریہ صہ ۱۸۶ (۱۱) اخبارالاخیار صہ ۳۲۳۔

---

(۲۰) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب بالذات ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کو علم غیب عطائی عنائت فرمائی ہے۔ اور وہابی و خارجی علم غیب عطائی سے منکر ہیں۔ جو کوئی علم غیب عطائی سے منکر ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) بخاری شریف صہ ۴۵۳ (۲) مشکوٰۃ شریف صہ ۵۰۶ (۳) مُسلم شریف

ص ۳۹ ج ۲ (۴) مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۱ (۵) مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ ج ۲ (۶) شرح مواہب ص ۴۰ ج ۷ (۷) تفسیر خازن ص ۳۸۲ ج ۱ (۸) عینی شرح بخاری ص ۲۲۱ ج ۴ (۹) تفسیر خازن ص ۱۱۵ ج ۳ (۱۰) خصائص کبیری ص ۱۰۸ ج ۲ (۱۱) مشکوٰۃ شریف ص ۴۹ (۱۲) زرقانی شرح مواہب ص ۲ ج ۷ (۱۳) شرح مواہب ص ۱۹۹ ج ۷ (۱۴) تفسیر روح البیان ص (۱۵) شرح شفاء ص ۲۰ ج ۱ (۱۶) ابریز مصری ص ۴۶ ج ۱ اللہ پاک نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ماکان و مایکون اور علوم ودیعت فرمائے ہیں۔ (۱۷) معالم التنزیل مصری ص ۱ ج ۷ (۱۸) تفسیر خازن ص (۱۹) تفسیر صاوی ص ۱۳۹ ج ۲ (۲۰) تفسیر جمل ص ۲۵۳ (۲۱) تفسیر حسینی ص ۶۱۴ (۲۲) تفسیر عرائس البیان ص ۱۵۹ ج ۸ ص ۵۳۶ ج ۷ (۲۳) تفسیر صاوی ص ۱۳ ج ۲ (۲۴) مسلم شریف ص ۳۹ ج ۲ (۲۵) بخاری شریف ص ۴۵۳ (۲۶) مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ (۲۷) تفسیر روح البیان ص ۔

---

(۲۱) اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ جمعے کی شب بعد از نماز عشاء سورۃ الملک کا پڑھنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ مستحب اور باعث ثواب بھی ہے۔ اور وہابی اور خارجی شب جمعہ کو سورۃ الملک کی تلاوت اور قرأت کو بدعت کہتے ہیں اور جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی خارجی اور وہابی ہیں۔

بحوالہ (۱) اعلام المومنین ص ۶۱ (۲) احیاء المعلوم ص ۱۱۸، ص ۱۸۷ (۳) فتاویٰ دستور القضاۃ ص ۴۸ ۔

---

(۲۲) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ اولیائے کرام کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا اور اسی طرح اُن کے وصال کے بعد اُن کے برکات۔ بال اور کپڑے وغیرہ چومنا اور اُن کی تعظیم کرنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی ہاتھ کو بوسہ دینے اور برکات وغیرہ کے چومنے کو حرام اور شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک اور حرام کہتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ فصل ثانی ص ۴۰۲ (۲) فتاویٰ عالمگیری ص ۴۲۵ ج ۳ (۳) جوہرۃ النیرہ ص ۲۸۶ ج ۲ (۴) شرح الیاس ص ۱۵۱ ج ۲ (۵) درالمختار ص ۲۴۵ ج ۵ (۶) جاءالحق ص ۳۶۸ (۷) ابوداؤد کتاب الادب ص ۳۵۳ (۸) ترمذی کتاب الاستذان ص ۳۳ ج ۲ (۹) ابن ماجہ ص ۲۶ (۱۰) مجمع الانہر ص ۵۲۰ ج ۲ (۱۱) درالمختار ص ۲۲۴ ج ۵ (۱۲) عینی شرح البخاری ص ۱۵۱ ج ۲ (۱۳) قاضیخان ص ۳۷۷ ج ۴ (۱۴) اثبات الاغراض ص ۱۹۰ (۱۵) کتاب الاذکیاء ص ۶۴ (مطبوعہ مصر) (۱۶) روض الریاحین ص ۳۷۷ ج ۳۴ سطر ۱۱ تا ۲۱ (۱۷) شفا شریف ص ۱۹۶ ج ۱ (۱۸) تنبیہ الغافلین ص ۲۶۲ (۱۹) مدارج النبوۃ فارسی ص ۴۸۶ ج ۲۔

---

(۲۳) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ

ہے۔ کہ جب مؤذن کہنے لگتا ہے کہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰہ تو اس کے سننے پر اپنے انگوٹھے چومنا اور دونوں آنکھوں پر پھیرنا جائز اور مستحب ہے وہابی اور خارجی اِبھائین کی تقبیل کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اِبھائین کی تقبیل کو بدعت اور حرام کہتے

کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر روح البیان سورۂ مائدہ پ ۳ ص ۶۶۸ (۲) شامی ص ۳۷۰ ج ۱ (۳) کنز العباد ص (۴) فتاوی صوفیہ ص (۵) کتاب الفردوس ص (۶) اظہار الحق ص ۳۹۴ (۷) فتاوی واحدی ص ۷۵ (۸) التعلیق المجلی حاشیہ منیۃ المصلی ص ۴۱۶۔

---

(۲۴) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ بیس ۲۰ رکعت نمازِ تراویح سنت رسولؐ، سنت صحابہؓ اور سنت مسلمین ہیں اور آٹھ رکعت تراویح سنت کے خلاف ہیں۔ وہابی اور خارجی بیس ۲۰ رکعت تراویح کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی انھیں بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) شرح الوقایہ ص ۴۹ (۲) الدر المختار و مجمع الانہر ص ۱۳۲ (۳) جامع الرموز ص ۹۵ (۴) الزیلعی ص ۱۷۸ (۵) کبیری ص ۴۴۹ (۶) روح البیان بقرہ (ص ۲۹۵) (۷) جاء الحق حصہ دوم ص ۱۰۵ (۸) عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۵۵ ج ۵۔

---

(۲۵) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ شفاعتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عذاب القبر حق ہیں۔ وہابی اور خارجی اِن سے منکر ہیں۔ اور جو کوئی شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔ اُس کے پیچھے اقتداء نماز نہیں ہوتی۔ اِس لئے کہ وہ کافر ہے۔

بحوالۂ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ صـ ۱۴۹ (۲) فتح القدیر صـ ۲۴۷ (۳) القرطبی صـ ۳۶
(۴) تمہید صـ ۱۲۵ (۵) تسکین الصدور مولوی سرفراز خان صفدر دیوبندی صـ ۴۵
(۶) فتاویٰ عالمگیریہ صـ ۲۷۴ جـ ۲ ۔

---

(۲۶) ہم اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ امام اور مقتدی کے لئے اقامت کے دوران بیٹھنا اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اُٹھنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اقامت میں بیٹھنے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اُٹھنے کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) بدائع صـ ۲۰۰ جـ ۱ (۲) در المختار صـ ۴۱۵ مطبوعہ مصر (۳) فتاویٰ عالمگیری صـ ۵۷ جـ ۱ (۴) نور الایضاح صـ ۶۹ (۵) شرح وقایہ صـ ۱۵۵ جـ ۱ (۶) فتاویٰ وودیہ صـ ۱۳۶ جـ ۱ (۷) کنز الدقائق صـ ۲۴ جـ ۱ (۸) مراقی الفلاح صـ ۱۶۶ (۹) مالابدّ منہ صـ ۴۰ (۱۰) کتاب الاثار صـ ۲۵ (۱۱) اظہارِ حق مؤلف میاں ظاہر شاہ قادری صـ ۸۹ ۔

---

(۲۷) ہم اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تعویز لکھنا اور اُس پر شکرانہ لینا دونوں جائز اور مستحب ہیں۔ وہابی اور خارجی تعویز لکھنے کو شرک کہتے ہیں۔ جیسے کیماڑی کا گمراہ ڈاکٹر عثمانی وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) منہاج السنن صـ (۲) بہشتی زیور صـ (۳) معارف القرآن صـ ۵۱ جـ ۵ (۴) مشکوٰۃ شریف صـ ۲۱۷،۲۲ جـ ۱ (۵) دم درود صـ ۵۱ (۶)

تفسیر نعیمی ص ۳۲ ج ۱ (۷) اعمالِ قرآنی ص (۸) شمع شبستانِ رضا ص (۹) البصائر ص ۵۱ (۱۰) ترمذی شریف ص (۱۱) ابوداؤد شریف ص (۱۲) فتاویٰ عالمگیری ص ۴۲۶ ج ۴ (۱۳) نسائی شریف برحاشیہ ص ۱۷۱ ج ۲ ۔

---

(۲۸) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ابن تیمیہ فرقۂ مجسّمہ میں سے ہے یعنی وہ اللہ پاک کی جسمیت کا قائل ہے۔ اور مجسّمہ کافر ہے۔ ابن تیمیہ بھی کافر ہوا۔ جو کوئی ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام بولتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) البصائر ص ۱۵۳ (۲) نبراس ص ۱۷۹ (۳) الجواہر البہیہ ص (۴) اثبات الاغراض ص ۳۳ (۵) فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱۶ ۔

---

(۲۹) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جسے وہابی اور خارجی مُجدّد کہتے ہیں جو کوئی اُسے مجدّد کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) عقائد علمائے دیوبند ص (۲) البصائر ص ۱۴۹ (۳) نسائی شریف برحاشیہ ص ۳۶ ج ۱ (۴) الشہاب الثاقب ص (۵) تسہیل البخاری ص (۶) الشامی ص ۳۳۷ ج ۳ ۔ (۷) تنقیح الحامدیہ ص ۱۰۳ ج ۱ ۔

---

(۳۰) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر بشر اور بے نظیر نور ہے۔ وہابی اور خارجی رسول اللہ علیہ وسلم کی نورانیت سے اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر روح المعانی ص ۹۷ ج ۱ (۲) صادی ص ۲۷۵ ج ۱ (۳) تفسیر خازن ص ۴۴۷ ج ۱ (۴) فتاوی حدیثیہ ص (۵) تفسیر کبیر ص ۳۹۵ ج ۱ (مطبوعہ مصر) (۶) تفسیر بیضاوی ص ۹۲ (۷) تفسیر معالم التنزیل ص ۲۳ ج ۲ (برحاشیہ تفسیر خازن) (۸) تفسیر ابن عباس ص ۷۲ (۹) تفسیر مدارک (۱۰) تفسیر سراج المنیر ص ۳۶۰ (۱۱) تفسیر ابو سعود ص ۳۶ ج ۴ برحاشیہ تفسیر کبیر (۱۲) تفسیر جلالین ص ۹۷ (۱۳) تفسیر ابن جریر ص ۹۲ ج ۶ (۱۴) تفسیر روح البیان ص ۳۷۰ ج ۲ (۱۵) تفسیر حسینی ص ۱۴۰ (۱۶) تفسیر مظہری ص ۶۷ (۱۷) تفسیر القاسمی ص ۱۹۲۱ ج ۲ (۱۸) شفا شریف ص ۱۱ ج ۱ (۱۹) موضوعات کبیر ص ۸۶۔

---

(۳۱) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک سبھی مؤمن اور مُوحِد تھے وہابی اور خارجی اُن میں سے بعض کو کفر کی نِسبت کرتے ہیں۔ جو کوئی اُن کے ایمان پر شک کرتے ہیں۔ اور اُنھیں کُفر کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر خازن ص ۱۱۷ ج ۵ (۲) مدارج النبوۃ ص ۵ ج ۱ (۳) شفا شریف

صہ ۱۳ ج ۱ (۴) تفسیر صاوی صہ ۲۸۷ ج ۳ (۵) تفسیر جامع البیان حاشیہ جلالین صہ ۳۱۴
مالک الحنفاء صہ ۴۰ (۷) زرقانی صہ ۱۷۴ ج ۱ (۸) مواہب لدنیہ مصری صہ ۳۴ ج ۱
(۹) زاد اللبیب صہ ۲۳۱ (۱۰) خصائص کبریٰ صہ ۳۸ ج ۱ (۱۱) نور الہدیٰ آبائے المصطفیٰ
صہ ۱۴ (۱۲) الاشباہ والنظائر صہ ۴۵۳ (۱۳) روح البیان صہ ۱۴۷ (۱۴)
تفسیر جمل صہ ۲۹۶ ج ۳ (۱۵) مجموعۃ الفتاویٰ صہ ۲۳۳ ج ۲ (۱۶) اخبار الاخیار صہ ۱۹۵
(۱۷) اظہار الحق صہ ۵۶ ۔

---

(۳۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ پیر کامل مکمل سے بیعت کرنا نہ صرف جائز بلکہ سُنّت ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی بیعت کو بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) قطب الارشاد مرد (۲) اثبات الاغراض صہ ۱۵۵ (۳) آداب المخلصین صہ ۲۷ (۴) الحبل المتین فی اتباع الصّلحین صہ ۸ (۵) طریقۃ الرّاشدین صہ ۳۴ (۶) جلالین صہ ۴۵۸ (۷) تفسیر احمدی صہ ۲۰۴ (۸) الدالمعارف صہ ۶۵ (۹) حجۃ السّالکین صہ ۲۳ (۱۰) مکتوبات امام ربّانی صہ ۴۲ ج ۳ (۱۱) تذکرۃ الابرار والاشرار صہ ۸۳ (۱۲) اثبات البیعت صہ ۲۱ (۱۳) خازن صہ ۲۶ ج ۴ (۱۴) بخاری صہ ۱۵۲ ج ۲ ۔

---

(۳۳) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ میلاد النبی ؐ کا اہتمام کرنا جائز اور مُستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی میلادُ النبی کو بدعت اور

حرام سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) جاء الحق صـ ۲۳۹ جـ ۱ (۲) نسائی شریف برحاشیہ صـ ۳۵۶

---

(۳۴) **ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔**

کہ مشائخِ عظام اہلِ تصوّف، اہل اللہ کا تصرّف توجہ باطنی، سماع، وجد جذبہ اور حال وسرور شریعت، طریقت اور حقیقت اور معرفت کے حدود میں کلّی شرائط آدابِ ظاہر وباطن کے ساتھ قلبی اقتضائے عبدیت کے موافق حق ہیں اور صحیح ثابت ہیں منکرینِ حق، خوارِج کلابُ النّار اور وہابیہ خبیثیہ ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر روح المعانی صـ ۱۵۵ صـ ۸۶ جـ ۳ (۲) تفسیر روح البیان صـ (۳) فتاویٰ حدیثیہ صـ (۴) مکتوبات امام ربانی صـ (۵) معمولات سیفی صـ ۹۳ (۶) الحاوی صـ ۲۳۴ جـ ۲ (۷) عوارِف المعارف صـ ۱۰۸ (۸) مجموعۃ الشامی صـ ۱۴۲ جـ ۱ (۹) طریقۃ المحمّدیۃ صـ ۵۲۳ جـ ۲ (۱۰) احیاء العلوم صـ ۲۹۷ جـ ۲ (۱۱) تفسیر احمدی صـ ۶۰۳ (۱۲) تفسیر جلالین صـ ۱۱۲ جـ ۲ (۱۳) حجۃ السّالکین فی ردِّ المنکرین صـ ۹۹

---

(۳۵) **ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔**

کہ عرس شریف کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے۔ وہابی اور خارجی عرس سے اِنکار کرتے ہیں جو کوئی عرس سے اِنکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) المسئلۃ البیضاء صـ ۴۷ (۲) شرح الصّدور صـ ۸۷ (۳)

فیصلہ حق و باطل صـ ۱۵۸ (۴) جاء الحق صـ ۵ ، فتاویٰ دیوبند صـ ۱۳ ج ۲ (۶) ازما ثبت من السنہ صـ ۱۰۴ (۷)، تحفۃ اثنا عشریہ صـ ۲۲۸ ۔

---

(۳۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ تین بار دُعا کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے وہابی اور خارجی تین بار دُعا کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہٗ (۱) اثبات الاغراض صـ ۱۴۲ (۲) البصائر صـ ۱۲۴ (۳) بخاری شریف صـ ۹۴۵ ج ۲ (۴) اعلام المؤمنین صـ ۳۰

---

(۳۷) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ طعام کے شروع اور آخر میں نمک کا چھکنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ اور جو کوئی نمک کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہٗ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ صـ ۳۶ ج ۲ (۲) الحجج البیّنات فی ثبوت الاستعانۃ من الاموات المعروف بدلائل سیفیہ صـ ۱۱۶

---

(۳۸) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے
کہ درود تاج کا پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب وسعادت ہے جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک سمجھتا ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) الامن والعلٰے مصنف اعلحضرت محمد احمد رضا خان صاحب ص۵ ۔
(۲) السیف المبیر ص۱۶ مصنف شیخ القرآن والحدیث جناب
حمد اللہ جان دیوبندی ۔

---

(۳۹) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ درودِ تاج کا پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب وسعادت ہے جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک سمجھتا ہے۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) الامن والعلٰے مصنف اعلحضرت محمد احمد رضا خان صاحب ص۵ (۲) السیف المبیر ص۱۶ مصنف شیخ القرآن والحدیث حمد اللہ جان دیوبندی۔

---

(۴۰) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ مردہ قبروں میں اپنے ملاقاتیوں کو جانتے ہیں۔ جس سے وہابی اور خارجی انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ھیں۔

بحوالۂ (۱) شامی ص۶۰۴ ج۱ (۲) شرح الصدور ص (۳) البصائر ص مصنف مولانا حمد اللہ جان دیوبندی (۴) ارسائل السنۃ فی المسائل السنۃ ص۴۵ مصنف مولانا عبد المتین دیوبندی (۵) موت کا منظر پہلا حصہ ص۸۹ (۶) اثبات الاعراض ص مصنف مولانا شائستہ گل صاحب۔

---

(۴۱) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ زیارت القبور کے لئے مردوں اور خواتین کا جانا جائز اور باعث ثواب وعبرت ہے۔ جیسے وہابی خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی زیارت القبور پر جانے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) مراقی الفلاح ص۱۱۱ (۲) فتح القدیر کتاب الحج ص ۳۳۸/۲ (۳) رسائل السنّہ از مولانا عبدالمتین ص۲۱ (۴) ارشادات نصیری ص۳۔

---

(۴۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ قرآن پاک کو دائرۂ اسقاط میں رکھنا جائز اور مستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی ناروا کہتے ہیں۔ جو کوئی قرآن پاک کو دائرۂ اسقاط میں رکھنا ناروا سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) البصائر ص۱۳۸ مصنّف حمد اللہ جان دیوبندی (۲) تسہیل المشکوٰۃ مصنّف عبدالہادی شاہ منصوری دیوبندی (۳) اثبات الاغراض ص۱۱۵ مصنّف حضرت مولانا شائستہ گل صاحب متوی (۴) ارشاداتِ نصیر ص۳ (۵) منہاج الرّاضح ص۲۶۳ (۶) المدارج السینتہ ص۲۹ مصنّف عبدالخالق۔

---

(۴۳) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ قبر میں رُوح کے تابوت (جسم) کو واپسی حق ہے۔ وہابیوں اور خارجیوں کا کہنا ہے۔ کہ جب مر گیا۔ تو بس ختم ہو گیا۔ (العیاذباللہ) جو کوئی قبر میں روح کے تابوت کو واپسی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) شرح الصدور (۲) شرح العقائد الجلالی صـ۴۰ نمبر ۲ (۳) حاشیہ ابوداؤد صـ۲۹ نمبر ۲ (۳) اثبات الاغراض صـ۴۵۔

---

(۴۴) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ دُعا سے پہلے اور بعد میں درُود شریف کا پڑھنا جائز باعث ثواب اور باعثِ قبولیت ہے۔ جس سے وہابی اور خارجی اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اِس سے اَنکار کرتے ہیں وہ خارجی اور وہابی ہیں۔

بحوالۂ (۱) مشکوٰۃ شریف صـ (۲) ہدایہ صـ۲۴۳ نمبر ۱ (۴) المدارج السنیّہ صـ۷

---

(۴۵) اہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ صلحاء۔ علماء اور اولیاء کے مزارات پر عماموں اور کپڑوں کا رکھنا جائز ہے۔ جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) شامی صـ۱۲۳ نمبر ۲ (۲) تبیۃ الفمائرُ علیٰ ردّا لزخائرُ صـ۲۶ مصنف حافظ کفایت اللہ دیوبندی (۳) کشف النوّر صـ۱۴ مصنف حضرت مولانا عبدالغنی صاحب۔

---

(۴۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ کنکریوں اور تسبیح کے دانوں پہ ذکر الہٰی جائز اور باعث ثواب ہے۔ وہابی اور خارجی تسبیح سے انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تسبیح کے

دانوں پر ذکر الٰہی کرنے سے اِنکاری ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالۂ (۱) مستخلص صـ ۲۳ ج ۱ (۲) شرح الیاس صـ ۱۱۶

---

(۴۷) **ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً علمائے حقانی ضلع سوات (صوبہ سرحد) کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔** کہ مُلّا پنج پیر اور اُن کے تلامذہ کا عقیدہ وہابیوں کا ہے۔ مسلمان عوام پر یہ واجب ہے۔ کہ پنج پیر کے اِس قسم کے لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں۔ تاکہ اُن کے عقائد خراب اور برباد نہ ہو جائیں۔
(نوٹ) اگر وہابی اور خارجی بغیر کسی وجہ کے ہم اہل سنت والجماعت کو ضلالت اور کفر کی نِسبت کریں۔ تو یہ خود ضال مُضِل کافر ہوئے۔ اِس لئے کہ سردار دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم فرماتے ہیں "وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلّی علیہ وسلّم لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولایرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک رواہ (۱) البخاری صـ ۸۹۳ ج ۱ (۲) مشکوٰۃ شریف صـ ۴۱۱۔

---

(۴۸) **ہم اہلسنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔** کہ صاحبِ مذہب کی تقلید واجب ہے۔ خواہ وہ عالم ہو۔ یا ان پڑھ۔ تقلید قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی ناروا کہتے ہیں۔ جو کوئی تقلید کو ناروا سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ:- (۱) ابوداؤد شریف ص۴۹ ج۱ (۲) اثبات الاغراض ص۶ (۳) جاء الحق ص۔ (۴) اتحاف المرید و حاشیہ الامیر ص۱۱۵ (۵) فتح القدیر ص۔ (۶) الفتح المبین ص۲۹ و ص۴۸۲ (۷) تفسیر احمدی ص۵۳۴ (۸) مجموعۃ الفتاویٰ ص۲۴ ج۱ (۹) بحر الرائق ص۲۶۹ ج۵۔

---

(۴۹) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ علامات قیامت میں سے ایک نشانی خروجِ دجّال کی ہے۔ وہابی اور خارجی دجّال کے خروج کو افسانہ کہتے ہیں۔ جس طرح مُلّا مودودی صاحب نے اپنی تصنیف "رسائل مسائل" میں ذکر کیا ہے ص۱۴۸ اسے افسانہ یا کہانی قصہ خیال کرنا قولِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے۔

بحوالہ (۱) شرح العقائد ص۱۲۴ (۲) نبراس ص۵۸۵ (۳) فتاویٰ حدیثیہ ص۔

---

(۵۰) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ لیکن وہابی اور خارجی ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور جو اسے حرام کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) قدوری ص۲ (۲) کنز الدقائق فصل و اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ ص۵۷ (۳) مستخلص الحقائق ص۱۴۲ (۴) ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ص۴۶ (۵) نور الایضاح ص۔

(۵۱) ہم اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ منبر پر تقریر کرنا طریقۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اور منبر کے بغیر تقریر کرنا خلاف سنّت ہے۔ تبلیغی برادری بغیر منبر کے تقریر اور پند ونصائح کرتے ہیں۔

بحوالۂ (۱) دُر مختار صـ ۲۷۹ جُز ۵۔

---

(۵۲) ہم اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جاھل شخص کے لئے تبلیغ ناجائز ہے۔ اور اس قسم کے تبلیغی کو مسجد میں اجازت دینا بھی ناجائز ہے اسلئے کہ یہ اپنی لاعلمی کیوجہ سے کئی دفعہ ناروا امور پر امر کرتا ہے اور روا امور سے منع کرتا ہے، اسیوجہ سے جاہل کا تبلیغ کرنا منع ہے۔
تبلیغ والوں میں ہر عقیدے مثلاً پنج پیری وہابی مودودیت والے قادیانی اور پرویزی جاگھسے ہیں۔ جو تبلیغ کے رنگ میں ان پڑھ عوام کو اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لاعلمی کے سبب وہ اِن پڑھ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ جو کوئی اِس قسم کے وہابیوں اور خارجیوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔ تو یہ جان لو۔ کہ یہ لوگ وھابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) صحیح تبلیغ صـ ۹ (۲) شاہراہ تبلیغ صـ ۱۲۱ مصنّف قاضی عبدالسّلام دیوبند خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور۔

---

(۵۳) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسالت ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر باطل نہیں ہو جاتے۔ وہابی اور خارجی کہتے ہیں کہ رسالت۔ ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ جس کسی کا یہ عقیدہ ہو گا۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ، (۱) شامی صـ ۳۳۷ ج ۳ (۲) عمدۃ الدعایۃ صـ ج ۲ (۳) غنائم صـ ۳۵۴ (۴) اثبات الاغراض صـ ۶۰۔

---

(۵۴) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مقبرے کو ہٹانا اور اُس پر مکان، دکان اور منڈی تعمیر کرنا یا اُس پر مکان، دکان اور منڈی تعمیر کرنا یا اُس پر کھیتی باڑی کرنا یا اُس میں ٹٹی پاخانہ کرنا حرام ہے۔ وہابی اور خارجی مقبروں کو مسمار کرنا۔ اُن پر تعمیرات کرنا یا مقبروں میں پاخانہ کرنا جائز مانتے ہیں جو کوئی انھیں جائز مانتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ: (۱) وجوب احترام القرآن والقبور منع قطع اشجارہا والمرور صـ ۲ (۲) اہلاک الوہابین صـ ۲۹ (۳) عالمگیری وقف مقابر صـ ۲۴۳ ج ۲

---

(۵۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مقبرے سے سبز گھاس۔ سبز درخت اکھیڑنا اور انھیں بیچنا حرام ہیں، اِس لئے کہ یہ مُردوں کا حق ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہر ایک پتہ اور ہر ایک شاخ تسبیح اور ذکر الٰہی کرتا ہے جس کے سبب

سے ثواب رحمت مردوں کے حق میں پہنچتا ہے۔ اور اُن سے عذاب دفع ہوجاتا ہے۔ یہی پتے اور گھاس پھوس لاکھوں کے تعداد میں ہوتے ہیں۔ غالباً ایصال ثواب اور عذاب بھی لاکھوں میں پہنچ جاتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ وہابی اور خارجی مقبرے سے سبز درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں۔ اور جو کوئی مقبرے سے سبز درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں۔ اور اُسے بیچتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) جمل ص ۶۲۷ (۲) خازن ص ۱۶۶ ج ۳ (۳) شامی ص ۶۰۶ (۴) عالمگیری ص ۴۳۲۔

---

(۵۶) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے حضرت زُلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ باقاعدہ عقد شرعی کیا تھا۔ لیکن وہابی مودودی اور خارجی اِن کو بدچلنی کی نسبت کرتے ہیں۔ جو کوئی اِسے بدچلنی کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ وہابی، مودودی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر صاوی ص ــــ (۲) تفسیر خازن ص ــــ (۳) تفسیر معارف القرآن ص ــــ (۴) تفسیر روح البیان ص ــــ

---

(۵۷) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو کوئی مذاہب اربعہ سے فی زمانہ باہر ہیں۔ وہ ضال اور مضل ہیں اور اسلام سے خارج ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر صاوی ص۹ ج۳ (۲) البصائر ص۵۲ نماذج الجرائد ص۱۱۴
من تالیفات شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد یوسف نقشبندی

---

(۵۸) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ حیلۂ شرعی سے انکار کفر ہے۔ جبکہ وہابی اور خارجی حیلۂ شرعی سے اِنکار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی حیلۂ شرعی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالۂ (۱) اعلام المومنین ص۲۰ ۔

---

(۵۹) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ دُعا سے انکار بعینہٖ قرآن، حدیث اور فقہ سے اِنکار ہے۔ جب کہ قرآن۔ حدیث اور فقہ سے اِنکار کفر ہے۔ وہابی اور خارجی دعا سے اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تکذیب دُعا کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالۂ (۱) تفسیر کبیر ص۱۳۶ (۲) اعلام المؤمنین ص۴۴ (۳) المسائل الستہ ص— ۔

---

(۶۰) ہم اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ یوم عاشور پر چھولے یا حلیم پکانا جائز اور باعث ایصال ثواب ہے اور اِس میں اجرِ عظیم ہے۔ وہابی خارجی چھولے اور حلیم پکانے سے انکار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی چھولے اور حلیم پکانے سے انکار کرتے

ہیں۔ وہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ: (۱) تفسیر روح البیان صـ ۱۴۲ ج ۴ ۔

---

(۶۱) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ اقامت سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جبکہ وہابی اور خارجی صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ: (۱) شامی صـ ۳۴۸ ج ۱ (۲) تبلیغی نصاب فضائل درود شریف محہ اوضح البیان صـ ۵۲ ۔

الجامع الصغیر جلد ۲ صـ ۹۱ اعانۃ الطالبین جلد ۱ صـ ۲۲۳ ۔

---

(۶۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ جو کوئی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہو جائے۔ یا آپؐ سے جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا آپؐ کی عیب جوئی کرے یا آپؐ کے نقائص بیان کرے یقیناً وہی شخص کافر ہے۔ اور بیوی بھی اُس پر ناجائز ہو گئی اس کی بیوی کو طلاق ہو گی۔ اور جو کوئی اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر کوئی اس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور اِسی طرح اور کوئی اس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور یہ سلسلہ لامتناہی چلا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد واجب القتل ہو جاتے ہیں اور اِس قسم کے گستاخانِ رسولؐ کی توبہ بھی قابلِ قبول نہیں۔

وہابی اور خارجی انبیائے کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اور جو کوئی گستاخی کرتے ہیں وہ واجب القتل وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) فتاویٰ خیریہ ص (۲) مجمع الانہر ص (۳) درِ مختار (۴) شفا شریف جلد ۲ ص ۲۶۱ (۵) تمہید ایمان ص عصمۃ الانبیاء و حکم الاشقیاء ص ۷

---

(۶۳) ہم اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضورؐ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات اور وفات میں کوئی فرق نہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اب بھی اپنی امّت کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کی حالتوں اور اُن کی نیتوں اور ان کے ارادوں اور اُن کے دِل کے خیالوں سے اللہ ربُّ العزت نے آپ کو باخبر کیا ہے۔ لیکن وہابی اور خارجی اِس سے اِنکاری ہیں۔ جو کوئی اِن سے منکر ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تجلیّاتِ مدینہ از الحاج مولانا محمدؐ احتشام الحسن دیوبندی کاندھلوی۔ ص ۹۱ (۲) اثبات الاغراض ص ۶۲ (۳) مواہب لدنیہ ص (۴) مدخل ابن الالحاج مکیّ ص
